UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222799
UNIVERSAL
LIBRARY

DAMAGE BOOK

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۱۴ Accession No. ۵۰۷۸

Author و

Title ورسوخت زمانت

This book should be returned on or before the date last marked below.

بتوفیق خدای لایزال در زمان دولت عنوان محمود مسمی به

بہ یمن عون چمن پیرائے گلشن روزگار و صانع دفتر اوراق نسخہ پر بہار المسمی

مجمع الانشعار

و

منشوحات

مجمع الانشعار

بحسن اہتمام جناب علی بھائی و شرف علی صاحب تاجر کتب و مالک مطبع محمدی

در مطبع خاص محمدی طبع مطبوع قبول ما آن طرز گردید

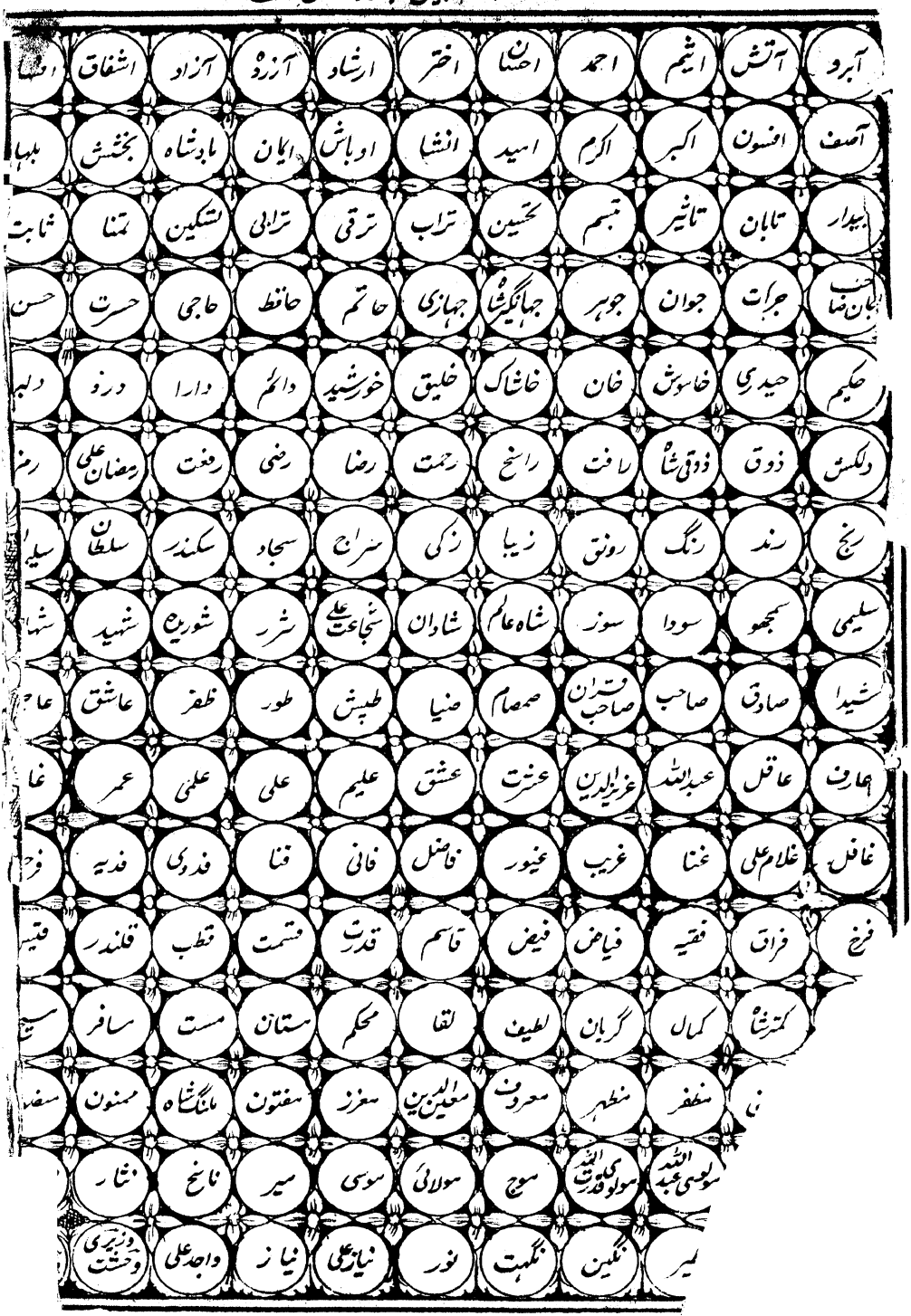
آبرو آتش ایثم احمد احسان اختر ارشاد آزردہ آزاد اشفاق
آصف افسون اکبر اکرم امید انشا اوباش ایمان بادشاہ بخشش
بیدار تابان تاثیر تبسم تحسین تراب ترقی ترابی تسکین تمنا
جان صاحب جرات جوان جوہر جہانگیر شاہ جہازی حاتم حافظ حاجی حسرت
حکیم حیدری خاموش خان خاشاک خلیق خورشید دائم دارا درد
دلکش ذوق ذوقی شاہ رافت راسخ رحمت رضا رضی رفعت رمضان علی
رنج رند رنگ رونق زیبا زکی سراج سجاد سکندر سلطان
سلیمی سمجھو سودا سوز شاہ عالم شادان شجاعت علی شرر شورش شہید
شیدا صادق صاحب صاحب قران صمصام ضیا طپش طور ظفر عاشق
عارف عاقل عبداللہ عزیز الدین عشرت عشق علیم علی علی عمر
غافل غلام علی غنا غریب غیور فاضل فانی فنا فدوی فدیہ
فرخ فراق فقیہ فیاض فیض قاسم قدرت قسمت قطب قلندر
کمتر شاہ کمال گریان لطیف لقا محکم مستان مست مسافر
مظفر مظہر معروف معین الدین مغز مفتون ملنگ شاہ ممنون
مولوی عبداللہ مولوی قدرت اللہ موج مولائی موسی میر نامخ نثار
نظیر نگین نگہت نور نیاز علی واجد علی وحشت وزیری

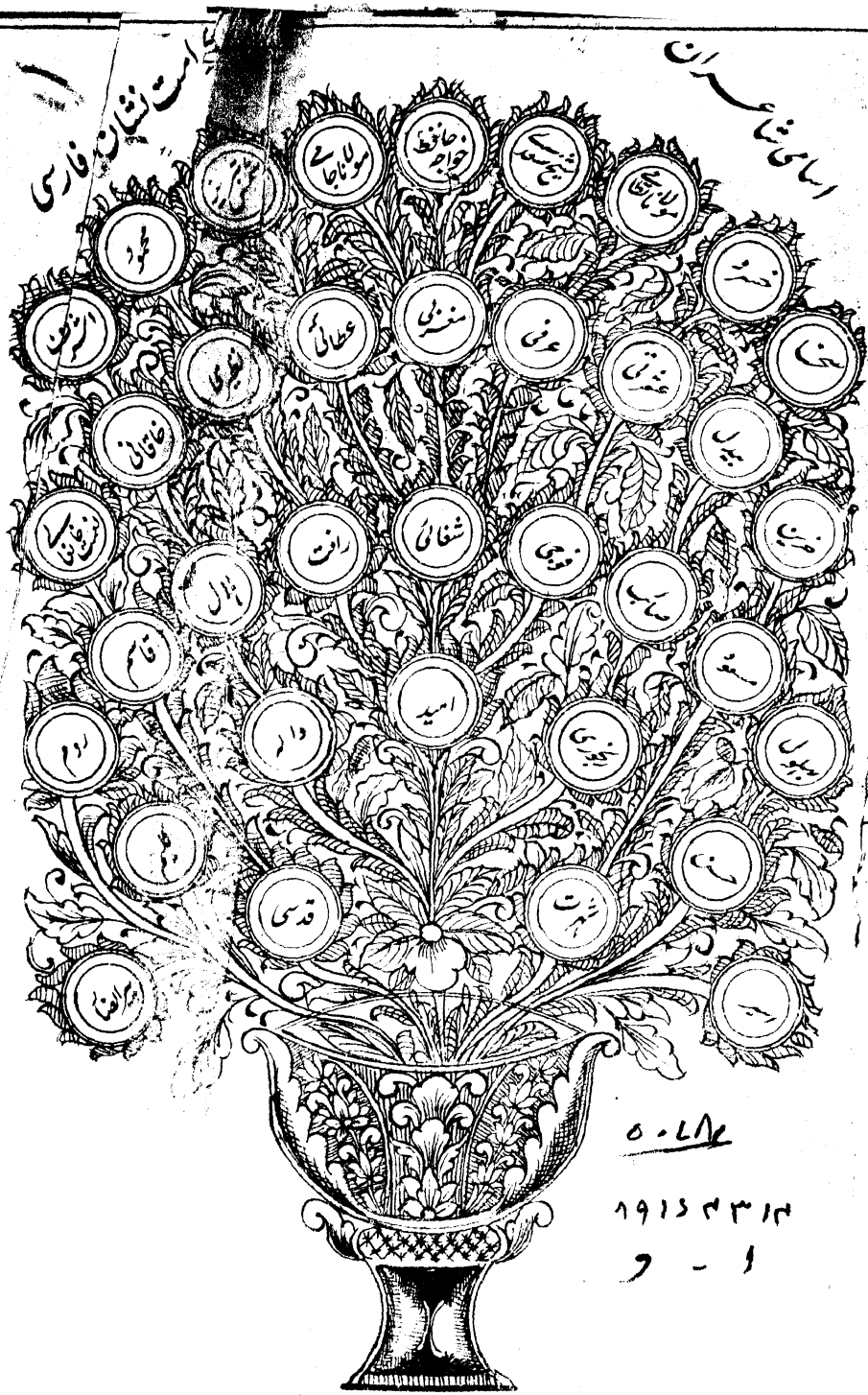

۵۰۷۸۷
۱۹۱۵۴۳۱۴
۱ - ۶

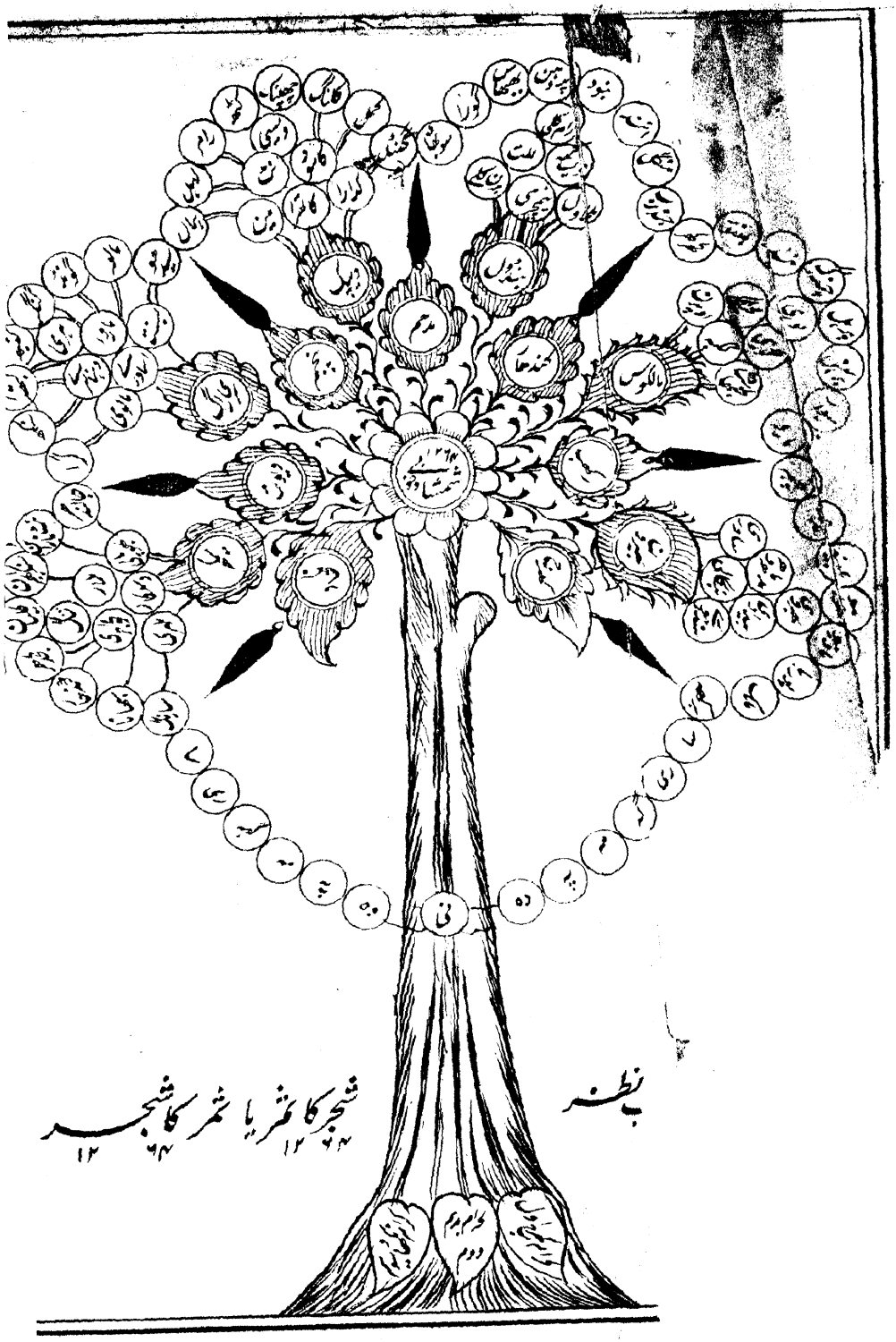

بنظر

شجر کا ثمر یا ثمر کا شجر

۱۲ ۶۴

۶۴ ۱۲

راگ مالا یعنی ایک بات جسمین تمام راگ اور راگنی کے نام گاتے ہین ہر وقت درست ہے ۔
راگ مالا چھوٹا ہر وقت گاتے ہین صبح کے چھ بجے سے نو بجے تک یہ راگ اور راگنی گاتی ہین
راگ بھرون راگنی گھٹ رامکلی گونکلی گوجری گندھار دیوگری بلاول بھرو مدھ مادھ نو بجے
سے گیارہ بجے تک راگنی سرپردہ الہیا کوکھا سوہا ویساک ٹوڑی پنجری استادی
رہنس بارہ بجے سے تین بجے تک سارنگ پربی کورسارنگ دھنا سری نٹ
تین بجے سے چھے بجے تک سری راگ پالو برادی گوری شام کلیان ۔
شام کے چھے بجے سے نو بجے تک ہمیر کلیان یمن کلیان بھوپال کانرا ۔
نو بجے سے بارہ بجے تک بالگیسری کانرا ارانہ کھماج کیدارا جھنجھوٹی ۔
بارہ بجے سے تین بجے تک بھاگ سوہنی سنکرابھرن سورٹھ راگ ہنڈول ۔
تین بجے سے صبح کے چھ بجے تک پرج کالنگڑا للت راگ مالکوس بھیاس ۔
اور کافی ہر وقت مین گاتے ہین کھاڑوا ہر وقت رات کو درست ہی ۔ بسنت بہار کے
موسم مین ہر وقت گاوے ۔ ہوری ہنگام ہوری مین ہر وقت جائز ہی ۔ برسات
کے موسم مین ہر وقت گاتے ہین ریختہ اور غزل فارسی یا ہندی ہر ایک وقت درست ہے
شیکہ سرتان سے خوب واقف ہووے بوجھا چاہیے کہ متقدمین کے استادلوگون نے
رات سرون کو سات سے ضرب دیکر ایک ایک کو سات بار گنا تو اونچاس سر ہوے اسکو
انچاس کوٹ تان ٹھہرایا ہوا اوسکی شکل یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کون کرسکتا ہے اوس خلاق اکبر کی ثنا
نارسا ہو شان مین جسکے پیمبر کی ثنا

سربراہ اس منھ سے ہوسکتی ہو کب نعت رسول
یا ابوبکرؓ و عمر عثمان و حیدرؓ کی ثنا

یہ زبان قابل ہو کب اسبات کے جو کہیے
حضرت زہراؓ کی اور شبیرؓ و شبرؓ کی ثنا

نام حمد اور مدح کا لینا مجھے انصاف نے
کی ہو ساری عمر ترکان ستمگر کی ثنا

جون نماز اپنے پہ شام و صبح لازم کر یقین
حضرت استاد یعنی شاہ مظہر کی ثنا

غزل سودا

ہر سنگ مین شرار ہو تیرے ظہور کا
موسی نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ
جلوہ ہر ایک پر ہو محمدؐ کے نور کا

ہمتو قفس مین آنکے خاموش ہو رہے
اے ہمصفیر و فائدہ ناحق کے شور کا

ظاہر مین عندلیب کی صورت بنی تھی زرد
تھا یاد عندلیب کو اوسکے ظہور کا

روے ہم اسقدر کہ صنم کے مزار پر
بیہوشی مین خیال جو گذرا قبور کا

تورون یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے
ہووے نہ مجکو پاس جو تیرے حضور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازہ دہل ہی خوش آیندہ دور کا

غزل رافت

ہر نام پاک ہے یہ تعوذ میرے جی کا
صدیق کا عمرؓ کا عثمانؓ کا علےؓ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہو
پاؤن اس راہ مین رہبر کوئی گمراہ نہو

عرق بحر غم و اندوہ مین دل آہ نہو
حسن یوسف بھی نظر آئے تو گمراہ نہو

مثل ہاروت اسیر چاہ بابل ہو وے
دل مرا [illegible] چیون پہ مائل ہو وے

[illegible] سے یارب کوئی بدنام نہو
[illegible] وحشت کی خبر عام نہو

ابتدا غم مین الفت کا سرانجام نہو

یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دلپر
چارون طرف نہ سکہ کیونکر ہو پھر اسی کا
سایہ ہو جسپہ انکا انکو نہین خطر ہے
کچھ انس کا نہ جن کا نہ دیو کا پری کا
آفت بچار یار اب وابستہ رکھہ دل اپنا
گر تجھپہ کھل گیا ہے عقدہ رواروی کا

غزل

جب حسن ازل پردہ امکان مین آیا — ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان مین آیا
حرمت سے ملائک نے جسے سجدہ کیا ہے — جسوقت کہ وہ صورت انسان مین آیا
گل ہو وہی سنبل ہو وہی نرگس حیران — اپنے ہی تماشے کو گلستان مین آیا
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن — مذکور یہی آیت قرآن مین آیا
قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے — ہر تار مین بولا کہ ہر اک تان مین آیا

غزل

یار کو ہمنے جا بجا دیکھا — کہین ظاہر کہین چھپا دیکھا
کہین ہو بادشاہ تخت نشین — کہین کاسہ لیے گدا دیکھا
کہین بولا بلی و کہہ کے الست — کہین وہ بندہ خدا دیکھا
کہین واجب بنا کہین ممکن — کہین فانی کہین بقا دیکھا
کہین زاہد بنا کہین عابد — کہین رندون کا پیشوا دیکھا

غزل نظیر

ملا آج مجھکو وہ چنچل چھبیلا — ہوا رنگ سنکر رقیبون کا نیلا
کیا جسنے مجھسے عداوت کا پنجہ — سنلقی علیہم عذابا ثقیلا
نکل اوسکی زلفون کے کوچے سے بیدل — تو پڑھتا قم اللیل الا قلیلا
کہستان مین مارون گر آہ کا دم — فکانت جبالا کثیبا مہیلا

عشق

فقیح

فقل حسبی اللہ نعم الوکیلا

غزل حیدری

صبا نی نازطا نچے سنبھاوسکا لال کیا
کبھی جو بوسی کا اوس سی مین ٹک سوال کیا
بدن سے روح نے آخر کو انتقال کیا
فلک نے اوسکو اوٹھا کر وہین ہلال کیا
خدا نے اوسکو زمانے مین بیمثال کیا

غزل رمضان علی

باغمین تیری محبت کا نخل پیدا ہوا
اسقدر رویا کہ اشکون سی گہر پیدا ہوا
کیا چمن مین دوسرا رشک قمر پیدا ہوا
پھر تجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا
درد دل رمضان علی شام و سحر پیدا ہوا

غزل فقیہ

پر یہ قسمت کے نوشتے کو نہ ٹلتے دیکھا
صد فلاطونکو یہان ہاتھ ملتے دیکھا
یان فرشتون کو تسین پاؤن پہسلتے دیکھا
ہمنے کوہ طور کو اسجا نہ سنبھلتے دیکھا
سخت دل ہمنے فقیہ کو بھی نکلتے دیکھا

غزل التجا

کعبہ مقصود تک مجھکو خدا لے جائیگا
نا توان ہون باد کا جھونکا اوڑا لیجائیگا
کیا چبا ئیگو مری ہڈی ہما لیجائیگا

روتے روتے جان جاویگی فراق مین — اشک کا دریا میرا مردہ بہا لے جائے گا
اس سحر کو دیکھتے ہی دل مرا لجھا گیا — چھوڑ دے دنیا کو بھی میرا سفر ہو جائیگا
ای مرے مشکلکشا مشکلکشائی کیجیے — تم بغیر از کون میری التجا لے جائیگا

غزل معروف

بسکہ آہ مین اپنے جی سے درگذرا — دل نہ پر عاشقی سے درگذرا
لیکے دس بوسے دو لگے دینے — جاؤ بس مین سبھی سے درگذرا
زخم پر زخم مت لگا اے چرخ — مین تری اس ہنسی سے درگذرا
ہو گئے تم تو میرے دشمن جان — ایسی مین دوستی سے درگذرا
اوسکا خط مجھ مریض عشق کو دو — نسخۂ بوعلی سے درگذرا
وے مجھے یارب اوس جہان کا غم — اس جہان کی خوشی سے درگذرا
آنکھ ٹک موند نے دی حیرت عشق — ایسی مین ٹکٹکی سے درگذرا
کہہ دو لالہ یار کو نہ وعدہ خلاف — مین تری راستی سے درگذرا
اُسنے کین نیکیان پر ای معروف — تو نہ اپنی بدی سے درگذرا

غزل عمر

عشق نے تیرہی مجکو دل کیا کیا ستم دکھا دیا — عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا
موت آگئی مر چکا نیکی بدی سو کیا غرض — ہستی سی لیکے تا عدم جام بقا پلا دیا
ڈھونڈھون پھرونگن یار کو اپنی فکر مین جو تھا — آپ ہی مین آپ مل گیا پردہ جو مین اُٹھا دیا
میرے سخن کو سمجھو تم اسمین نہین ہو کچھ غلط — آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خودی مٹا دیا
عمر مین اپنی آپ مین آپ ہی سمجھکے چپ رہا — جبکہ ملا وہ مجھ ستی ہنسکے مجھے رولا دیا

غزل ملنگ شاہ

مرا درد و غم تجھپہ اظہار ہو گا — اودھر منزل عشق بسیار ہو گا
ادھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ — اودھر مرہم وصل تیار ہو گا
وہ پل تو ہی چھوٹا جو رستہ ہے باریک — یہ بندہ گنہگار کیا پار ہو گا

مانگ شاہ سائین تو روشن اسم ہی | غزل نظیر | ادھر لعل و گوہر کا بازار گرم

ہوئی صبح جب گھر سے وہ یار نکلا | کہا خلق نے رشک گلزار نکلا
کہی اگئی بیچ مین زلف کے وان | مری چشمون سی جو گہر بار نکلا
قضا تیری کافر ادھر آگئی جو | بھلی لٹ پٹی باندہ دستار نکلا
عجب پھیر قسمت کا ہی میرے یارو | جسے یار سمجھا سو اغیار نکلا
خفا ہمسے شب کو صنم ہوا تھی مین | سرے مجھکو لے کر وہ بازار نکلا
بہت چاہا دل بیچ پر بھی صنم کو | مری دل کا وہ نا خریدار نکلا
صراحی سی ساقی نے مے جو پلائی | نظیر اسقدر ہو کے سرشار نکلا

غزل بلہار

چشم جانان نے دل زار کو سونے نہ دیا | رات بیمار نے بیمار کو سونے نہ دیا
یاد لوا کے صنم یار تری آنکھون نے | باغ مین نرگس بیمار کو سونے نہ دیا
قبر مین جنکو سلانا تھا سلایا اونکو | پر مجھے چرخ ستمگار نے سونے نہ دیا
ہی یہ مشہور کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے | وان مجھے آنسوؤ کے تار نے سونے نہ دیا
آرزو دل مین ہی اب لاش مری دفن کرو | گور مین چین سے بلہار کو سونے نہ دیا

غزل سوز

قضا را وہ قاتل ادھر آن نکلا | کہ لینے کو اوسکے مرا جان نکلا
ہوا نعش پر ہو کے بسمل کا رقصان | یہ کشتہ تو ہو جان پہچان نکلا
چھری لیکے من بعد سینے کو چیرا | تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا
ٹپک سر کہا ہائے مینے کیا کیا | مین سمجھا تھا کچھ یہ مرا جان نکلا
کھڑے رہنے والو مگر سوز سے یہ | بھلا اسکے دل کا بھی ارمان نکلا
بھلا سوز ایسا بتا جسکی خاطر | یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا

غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یار طرحدار جھکا | محو سب ہو کے چمن غنچہ و گلزار جھکا

نرگس مست تری آئین جو تل در گلشن — گل مخمور جھکا بلبل بیمار جھکا
کان کی نیچے جو نکل ہی تری سنبل لیف — جیسا بانی سے نکل مار طرحدار جھکا
شب مہتاب مین بیٹھا تھا جو وہ سیمین تن — قرص الماس پہ وہ چہرۂ بلدار جھکا
عرق آلودہ و بلور جبین اوسکی دیکھہ — ستارونکو زمین پر مہ انوار جھکا
بس شرابی کو تری دیکھکے میخانے مین — شیشہ پیالی پہ جھکا پیالے پہ وہ یار جھکا
شوخ اس مے مین تری کیا ہی بلا کی آتش — پیتے ہی مے کے ہوا مست وہ سرشار جھکا
تیر ناوک تری مژگان کی ای ابرو کمان — ہر صف دل پہ مری جبکہ وہ سوفار جھکا
حسن کی تیری جو دوکان مین عجب ہے سودا — جو اسی جنس گران پہ ہو خریدار جھکا

غزل نسیم

گر ہمنے دل صنم کو دیا پھر کسی کو کیا — اسلام چھوڑ کفر لیا پھر کسی کو کیا
ہمنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہی چاک — آپھی سیا سیا نہ سیا پھر کسی کو کیا
آنکھین تمھاری لال صنم کچھ نشہ پیا — آپھی پیا پیا نہ پیا پھر کسی کو کیا
اپنی تو زندگی سیان مثل حباب ہے — گو خضر لاکھ برس جیا پھر کسی کو کیا
دنیا مین ہمنے آکے بھلا یا برا نسیم — جو کچھ کیا سو ہمنے کیا پھر کسی کو کیا

غزل خورشید

مطرب سے کہہ شروع کرے گانا بسنت کا — فرخندہ ساقیا ہی یہ آنا بسنت کا
تخت بہار چل گئی ملک خزان پہ جب — بیٹھا ہی شاخسار پہ تھانا بسنت کا
گل کھولے کان سنتا ہی دیتا ہی غنچہ تال — گاتی ہی عندلیب ترانا بسنت کا
خورشید نے لباس کیا تجھ بغیر زرد — کرتا ہی جس سبب سے ترانا بسنت کا

غزل محکم

ہاتھ سے وحشت کی ٹکڑے پیرہن ہو جائیگا — پیرہن کیا چیز ہی ٹکڑے بدن ہو جائیگا
تو ٹپکنے کا مری اشکونکے ہمدم غم نکر — رفتہ رفتہ ایک دن زعدن ہو جائیگا
مست ہونا زان پھولنے سی گل کی ہر دم عندلیب — آخر شو ویران خزان سی یہ چمن ہو جائیگا

جان

ابر تو سبز پیہ میری قبر کے برس آنکر — گاہ تو یہ ہو کے جزم گلبدن ہو جائیگا
نیزہ آہون کی کثرت رکھہ یقین محکم مدام — ٹکڑے ٹکڑے ایکدن چرخ کہن ہو جائیگا

غزل شیدا

اجل کی کوچے مین تیرا گذار ہووے گا — تیرا قرار مدار القرار ہو ویگا
دھریگے تجکو جنازی مین تخت شاہی سے — اگر خزانہ و لشکر ہزار ہو ویگا
لحد کے گوشی مین تجھکو زمین پہ سونا ہے — بدن تراخورش مور و مار ہو ویگا
نہ کر تو فخر یہان اپنی شہسواری کا — عمل سے پیادہ وہان شہسوار ہو ویگا
اگرچہ باغ جہان مین تو مثل گل ہو گا — پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہو ویگا
نڈر خدا سے تو ہو کر گناہ کرتا ہے — نہ جانون کیا ترا انجام کار ہو ویگا
طمع کسی سی نہ رکھہ اس جہان فانی مین — سوا عمل کے ترا کون یار ہو ویگا
نکر کسی پہ ستم سوچ یہ کہ آخر کو — خدا ہی سے ترا دار و مدار ہو ویگا
اگر چھپایا ہے کسی طرح سے تو اپنا کیا — پہ ایکدن کو وہ سب آشکار ہو ویگا
ہر ایک حلال سی تیرا حساب لیوین گے — ہر اک حرام کا تیرے شمار ہو ویگا
تو اپنے کوچ کی کچھہ فکر کر یہان شیدا — کلام سعدی ترا یادگار ہو ویگا

غزل سودا

ابتلک اشک کا طوفان نہوا تھا سو ہوا — مجھسے اے دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا
خون دل چشم سے بہتا تھا مری داس تک — موج زن تا بگریبان نہوا تھا سو ہوا
جسنے دیکھی تری تصویر کہا صل علی — قدرت حق سے نمایان نہوا تھا سو ہوا
قابل شانہ تری زلف ہوئی جسدن سے — کبھی جو دل کہ پریشان نہوا تھا سو ہوا
خط کی خوبی تری عارض پہ کہتی ہی کہ ہو — رونق ملک سلیمان نہوا تھا سو ہوا
داغ تجھہ عشق کا جبکے ہی مرے دل کے بیچ — مہر ذرے مین درخشان نہوا تھا سو ہوا

غزل سکندر

ابر مژگان کی تصدق تیرے اے سودا — سبز خرم جو بیابان نہوا تھا سو ہوا

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظر مارا — جسکے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا

کیا

کیا تجھے اور نہ تھا ہستی کے جنگل مین شکار
مرغ دل تو نے جو صیاد ہمارا مارا

رات تنہائی مین آیا تھا تصور تیرا
ذکر تیرا ہی کیا آہ کا نغمہ مارا

ہمنے پھینکی تھی کلی اوسکی طرف لالہ کی
اوسنے شوخی سے ہمین پھول نہ مارا مارا

عشق بازی کے لیے ہمنے بچھائی چوسر
پانسا گرتے ہی گیا رنگ ہمارا مارا

غیر کیا چیز ہی محفل سے اٹھا دون بلبین
کیا کہون کہہ نہین سکتا مین تمھارا مارا

ہیچ دنیا کے لیے کچھ نہ سکندر نے کیا
آپ کی روز جیا کس لیے دارا مارا

غزل طور

کبھو وہ سرو قد آیا تو ہوتا
کوئی دم گور پر سایا تو ہوتا

ید بیضا کو ہوتا داغ حسرت
حنا کا جوڑ دکھلایا تو ہوتا

رخ مصحف پہ مین قربان ہوا ہون
کوئی قرآن پڑھوایا تو ہوتا

کیا تنہا تیرے کشتہ کا لاشا
لحد تک اوسکو پہونچایا تو ہوتا

کھڑا ہون کب سے تیری زیر دیوار
تو اپنے بام پر آیا تو ہوتا

غزو عاشقی ہی بغرہ بلبل
ہماری طرح گل کھایا تو ہوتا

غش آتا طور کو موسی کی مانند
رخ پر نور دکھلایا تو ہوتا

غزل تبسم

جھپک بتا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا
بچا نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

ہزارون ہین صف مژگان تیر کے گھائل
مجھے تو ابرو کمان کی ادا نے لوٹ لیا

خدا کیواسطے کر رحم اے بت سنگدل
ترے تو روز کی جور و جفا نے لوٹ لیا

نگاہ شوخ نے کتنی خانمان کیے برباد
مجھے بھی کافر زلف دوتا نے لوٹ لیا

جہان مین جتنے ہین معشوق بیوفائی سے
پہ عاشقون کو تو یار وفا نے لوٹ لیا

نہین ہو شکوہ رقیبون سے کچھ مجھے ہمدم
کہ دل لگاتے ہی اوس آشنا نے لوٹ لیا

رواں تھا قافلہ اشکون کا جو مرے یارو
سو اس تبسم غارتگر ادا نے لوٹ لیا

غزل اشفاق

دل مرا نور تجلی سے جو معمور رہوا — شعلہ جوآہ کا نکلا شرر طور رہوا
کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم مین آدم — آکے ہستی مین غم و درد سے رنجور رہوا
کہر بایان حق کی مین ازبسکہ جہا مین معمور — جو کہ پیدا ہوا عالم مین سو معزور رہوا
سخن واقرب جو کہا حق نے بیان کیا کیجیے — آپکو بھول کے مین اس سے بہت دور رہوا
دم دیا حق نے نفخت کا تن آدم کو — جس سے یہ پارہ گل جوہر پرنور رہوا
چونکے جسوقت کہ ہم خواب عدم سے اشفاق — وہی موسی تھا وہی نور وہی طور رہوا

غزل درد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا — پر ترے عہد کے آگے تو یہ دستور نہ تھا
رات مجلس مین ترے حسن کی شعلہ کے حضور — شمع کے منھ پہ جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا ہر محفل لیکن — مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا
باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کو — وہان پہونچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا
پرورش غم کی تری ہاے نے کم کر دیکھا — کونسا دل تھا سینے پہ کہ ناسور نہ تھا
محتسب آج تو میخانے مین تیرے ہاتھون — دل نہ تھا کونسا جو شیشے کی طرح چور نہ تھا
درد کے ملنے سے اے یار بُرا کیون مانا — اوسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

غزل افصح

پہلو سے میرے جبکہ جدا یار ہو گیا — بیت الحزن مجھے در و دیوار ہو گیا
صبح و مسا خیال قد یار ہو گیا — ہر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا
زلف معنبرین کو تری دیکھکر خجل — سنبل چمن مین مشک بتاتار ہو گیا
عشق بتان مین آبلہ پا کے فیض سے — ہر خار و دشت چشم زدن وار ہو گیا
ازبس ہوا تھا حسرت دیدار یار مین — پیدا لحد سے نرگس بیمار ہو گیا
پیاسا تھا مدتون سے لہو کا مرے سو آج — سیراب خون سے جگر خونخوار ہو گیا
سودا ہے زلف یار مین وحشت ہوئی نصیب — یارب مین کس بلا مین گرفتار ہو گیا
آنکھون نے غرق بحر غیرت کیا مجھے — نادیدہ جرم کا مین گنہگار ہو گیا

ہووے گذر جو کوچۂ جانان سے ایسبا
کہیو کہ ایسا کیون تو دل آزار ہوگیا

کل جسکو جاکے دیکھا تھا ظالم بحال زار
بجھپر نثار آج وہ بیمار ہوگیا

بوسہ لیا تھا اوس لب میگون گار کا
مین مست بادۂ لب میخوار ہوگیا

سینہ تو میرا ناوک مژگان سے چھن گیا
سر زیر تیغ ابرو سے خمدار ہوگیا

بالاے بام آکے جو جلوہ دکھا دیا
موسی کو کوہ طور پہ دیدار ہوگیا

بیپردگی فزون ہوئی اہل بے و فور عشق
زیب نقاب جبکہ رخ یار ہوگیا

خاموش فن شعر مین تھا مدتون سے تو
انصح بنے تھے تو پھر لب اظہار ہوگیا

غزل مسطور

جب سے اس بزم مین آیا ہی قدم حقے کا
حقہ کش جتنے ہین بھرتے ہین وہ دم حقے کا

وسمدم بوسے یہ لیتا ہو لب جانان کے
مجھسے دیکھا نہین جاتا ہی ستم حقے کا

اوسکی فرقت کا دھوان دلسے نکلتا ہی مرے
دیکھنے والونکو ہوتا ہی بھرم حقے کا

اپنے ہاتھونسے دیا غیر کو حقہ بھر بھر
مجھپہ ہرگز نہ کیا اسنے کرم حقے کا

کہا مسطور نے اوس شوخ سے لو تم بھی پیو
لگا فرمانے مجھے شوق ہے کم حقے کا

غزل میر

الٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اس بیماری دلنے آخر کام تمام کیا

عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین آنکھین موندین
یعنی رات بہت سی جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ساری رندا وباش جہانکے مسجد مین ہی بسر ہوئی
شیخ جو تھا مسجد مین ننگا اسکو میخانہ مین انعام کیا

یانکی سفید و سیہ مین ہمکو دخل جو ہی تو اتنا ہی
میر کے دین و مذہب کو کیا پوچھتے ہو تم اے بمدم
قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا

غزل مظفر

دل مین میرے اک بت خوشخو کا مسکن ہوگیا
خانۂ اللہ بھی دیر برہمن ہوگیا

چھوڑ کر راہ تعشق اور جانب جب چلا
عقل نے دھوکا دیا دل آکے رہزن ہوگیا

حسرت دیدار مین پتھر لگین آنکھین مری
بند دروازے کا اوسکے جیسے روزن ہوگیا

زندگی جاوداں قاتل تہ خنجر ملی
آب حیوان مجکو گویا آب آہن ہوگیا

ای مظفر آرزو دلکی جو تھی پوری ہوئی
میرا دست شوق اوسکی زیب گردن ہوگیا

غزل واجد علی

کرکے تنہا مجھے ای دوست تو گلفام گیا
غم والم سونپ گیا طاقت و آرام گیا

کیا اوسے خط مین لکھون کیا منہ زبانی بولون
قاصد اتنک نہ پھرا لیکے جو پیغام گیا

وعدہ آنیکا کیا شب کو نہ آیا ہرگز
انتظاری مین تری مجھکو صبح و شام گیا

کب خوش آتا ہی مجھے باغ و بہار گلشن
گل تو سب خار ہوئے جسکا گل اندام گیا

جسم لاغر کو مرے دیکھکے کہتے ہین طبیب
زندگی اوسکی کہان جسکا دل آرام گیا

مین نے دیکھا جو مین رشک قمر کو تجھ پر
مین دوبارا وہین فی الفور لب بام گیا

نعرہ کھینچون ہون بتصور مین شب و روز مدام
رونا ان چشمونکا ہرگز نہ صبح و شام گیا

ذکر واجد علی کر رب کا ملادے گا وہی
دام مین لیکے مجھے وہ بت خودکام گیا

غزل سمجھو

دھویا جو گیا طرۂ مشکین ہی کسو کا
پر عطر سے شیشہ ہو حباب لب جو کا

ہر مقصد کونین کے آگے نکرون چشم
بل بے یہ تحیر ترے زنجیر سے سو کا

شعلے کی ہو جون گرد مین کچھ دور تنک سا
یون سرمی پوشاک مین ہون وہ بھبھوکا

ہر شعلۂ دود جگر اس لب کی مسی دیکھ
قمری کی طرح طوق ہوا میرے گلو کا

بس نقش حصیر اس تن لاغر پہ ہی سمجھو
درویش کا جامہ نہین محتاج الوکا

غزل حاجی

اپنے گھر مین نے تو غیرونکا بلانا چھوڑا
تونے ہر ایک سے نہ پھر آنکھین ملانا چھوڑا

جو کہا تنے کیا مین نے دل و جانسے قبول
جان پھر کس لیے مجھ پاس کا آنا چھوڑا

لو تو ہم ہو چکے جسکے لیے سب کے دشمن
ہاے اب اوسنے بھی آنکھونکا ملانا چھوڑا

جھوٹی تقریرین تری لاکھون مین ثابت کرون
تونے تسپر بھی نہ باتون کا بنانا چھوڑا

لعل لب

منتین کرتے تھے ہم تم جو کبھی روٹھتے تھے
ایسی تقصیر ہوئی کیا جو منانا چھوڑا

ضد نہین کرنے کے ملجاؤ چلو جانے دو
آج سے ہمنے وہ سب ہوم مچانا چھوڑا

سیکڑون رنج ہوے عشق سے اس جاجی پر
تو بھی محبوبون سے دل لگانا نہ لگانا چھوڑا

غزل نظیر

کلال گردون اگر جہان مین جو خاک میری کو جام کرتا
تو مین صنم کے لبون سے مل کر ہمیشہ عیش مدام کرتا

جو پاتا لذت بسان ستان محبت سے تیری زاہد
تو صومعہ سے نکل کے اپنے وہ میکدے مین مقام کرتا

وہ بزم اپنی تھی میکشی کی وہ سیر ہوجاتے مست و بیخود
جو شیخ جی وہان سے بچکے آتے تو مین یہ کہکر سلام کرتا

جو زلفین مکھڑے پہ کھولدیتا صنم ہمارا تو پھر یہ گردون
نہ دن دکھاتا نہ شب بناتا نہ صبح لاتا نہ شام کرتا

نظیر آخر کو ہار کر مین گلی مین اوسکی گیا تھا بکنے
تماشا ہوتا جو مجھکو لیکر وہ شوخ اپنا غلام کرتا

غزل نظیر

نظر پڑا ایک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برسکی پہ قہر آفت غضب خدا کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتین سنیے تو میٹھی میٹھی
پہ دل وہ پتھر کہ سر اڑا دے جو نام لیوی کبھی وفا کا

جو گھر سے نکلے تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسی کو ٹھوکر کسی کو جھکڑ کسی کو گالی تپٹ لڑا کا

یہ راہ چلنی نہین اچپلاہٹ کہ دل کہین ہے نظر کہین ہے
کہان کا اونچا کہان کا نیچا خیال کسکو قدم کی جا کا

نظیر

لڑاوے آنکھین وہ بیحجابی کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ چنچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ
جو چیر بکھرا بلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا

گلے لپٹنے مین یون شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
کہین جو چمکا چمک چمک کر کہین جو لپکا تو پھر چھپا کا

نہ وہ سنبھالا کسی سے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا پھر نہ آشنا کا

نظیر ہٹ جا پرے سرک جا بدل لے صورت چھپا لی منھ کو
جو دیکھ لیوے گا وہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھڑا کا

غزل منصور

نکلتا گر خونسے دل مرا مشہور کیون ہوتا
نہ دیکھا نرگس بیمار تو پرنور کیون ہوتا

خدا پیدا نکرتا جگ مین گر ذات محمد کو
تو موسی کی تئین معراج کوہ طور کیون ہوتا

لکھا تھا طوق لعنت کا اوپر دیکھا وشتونی
اگر وہ جانتا شیطان تو مغرور کیون ہوتا

کیا دعوی انا الحق کا ہوا سردار عالم کا
اگر سولی پہ نا چڑھتا تو وہ منصور کیون ہوتا

غزل انشا

دیکھنا جب مجھے کیا شان یہ گالی دینا
کس سے تم سیکھے ہو ہر آن یہ گالی دینا

اختلاط آپسے اور مجھسے کہان کا ایسا
واہ جی جان نہ پہچان یہ گالی دینا

ابتو سنا ہی مین جا ہو جو پیارے کہہ لو
پر تمھین ہوویگا نقصان یہ گالی دینا

آخر ش ہو یگا جوان پھر تو کسے بھا ویگا
چند روز اور ہی مہمان یہ گالی دینا

دیکھیے دیجیے ہی عین سعادت میری
عاشقونپر تو ہوا احسان یہ گالی دینا

تیرے غصے سے جو انشا ہو خفا ناحق ہے
پر تجھے چاہیے ناداں یہ گالی دینا

غزل مست

آج دلبر کو خواب مین دیکھا — نور حق کا حجاب مین دیکھا
خود فنا ہوکے ذات مین ملنا — یہ تماشا حباب مین دیکھا
آبکو سوخت غیر کو لذت — یہ مزہ ہم کباب مین دیکھا
بیٹھکر سیر ملک کی کرنا — یہ تماشا کتاب مین دیکھا
ایک پیالہ مین مست ہوجانا — یہ تماشا شراب مین دیکھا

غزل مصحفی

انگڑائی لیکر اپنا مجھ پر خمار ڈالا — کافر کی اس ادا نے بس مجھ کو مار ڈالا
شب آسمان سے تارے آنکھین لگے لڑانے — نرگس کا جب گلے مین اُس نے ہار ڈالا
قاتل کی تیغ ابرو دیکھی ہے سوا اسے — بجلی کا دم طمانچے مین اسپر ہے وار ڈالا
جب چل سکا نہ ہمسے بار گران ہستی — یہ بوجھ ہمنے سر سے آخر اوتار ڈالا
اے مصحفی نہ آیا مین اون لگاوٹون مین — اوسکی نگہہ نے مجھ پر جادو ہزار ڈالا

غزل حسن

کرون شکوہ تو ہو وسواس مین اوسکی نہ کہنیکا — خود ہر کامری دلمین گر اوسکے روبرو جانیکا
مجھے آتا ہی رونا دیکھکر زانو کو اب اپنے — کہ تھا اک وقت مین تکیہ کسی کی سر ہانیکا
حسن تو نرگسی سے حال دل کہتا پھری ہی کیون — عبث بدنام ہوگا اور نہین کچھ اسمین پانیکا
ملامت ہی کرینگے اور الٹے تجکو ہنس ہنسکر — کوئی احوال پر تیری نہین افسوس کھانیکا

غزل میر تقی

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا — دم کے جانیکا نہایت غم رہا
دیکھ میرا رونا اوسنے ہنسدیا — برق چمکی ابر باران تھم رہا
کون کہتا خیمہ لیلی سیاہ — اسمین مجنون کا مگر ماتم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی میر — تو نہ چیتا دن نہایت کم رہا

غزل احمد

آج اس دلبر کا مجھکو غم رہا — ہجر مین اوس یار کے ماتم رہا

دیکھ اس بیمار کا حال اے طبیب — دم مرا اسکے لیے بیدم رہا
یاد مین اوس شوخ کی ہو جون دل — اشک آنکھون مین میرے جم رہا
مر گیا تھا عشق مین واللہ اب — اسکے آنے سے مرا کچھ دم رہا
احمد اب دنیا مین تو کب تک رہے — جو کوئی آیا وہ آخر کم رہا

ایضا

دل مرا آرسی سے جو پر نور رہوا — عشق احمد سے مرا سینہ بھی معمور رہوا
پنجتن پاک کا ہی جنکو وسیلہ بیشک — اُنکی الفت مین مرا در د والم دور رہوا
چار یارون سے مرا کام برآوے ہر دم — اونکی یاری مین رہا جو بھی منظور رہوا
پیر میرے ہین صحیح قطب دو عالم اللہ — اونکے حلقے مین جو آیا وہی مسرور رہوا
روز محشر کا تجھے خوف نہین ای احمد — حامی تیرے ہون وہان جنکا ہی مذکور رہوا

غزل رضا

ادا سے دیکھکر آنکھین چرانا — قیامت پر قیامت مسکرانا
ہمیشہ غیر کے گھر آپ جانا — بلانے سے یہان گاہے نہ آنا
یہی حسرت رہے دلمین مرے جان — کبھی تو نے کہا میرا نہ مانا
ذرا کر آہ سے ہم دل جلون کی — کسی کا خوب نی ہرگز ستانا
رو اکبھی ہو بھلا ای شمع محفل — مجھے پروانہ سا ہر شب جلانا
نصیحت مان لے کھینچے گا تکلیف — رضا بہتر نہین دل کا لگانا

غزل میر

جو اس شور سے میر روتا رہے گا — تو ہمسایہ کاہے کو سوتا رہے گا
مین وہ رونے والا جہان سے چلا ہون — جسے ابر ہر سال روتا رہے گا
مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح — تو کب تک مرے منھ کو دھوتا رہے گا
بس ای گریہ آنکھین تری کیا نہین ہین — کہان تک جہان کو ڈبوتا رہے گا
مرے دلنے وہ نالہ پیدا کیا ہے — جرس کی بھی جو ہوش کھوتا رہے گا

تو یون گا لیان غیر کو شوق سے دے ہمین کچھ کہے گا تو ہوتا رہے گا
بس اے میر مژگان سے پوچھ آنسو ونکو تو کب تک یہ موتی پروتا رہے گا

غزل منتظر

عمر بھر او سپہ مین مرا ہی کیا وہ سیحا بھی دم دیا ہی کیا
عاشقی کے سوا بھی ہمنے اور جو کیا کام سو بُرا ہی کیا
تھا وہ نا آشنا مزاج ولے آخرش ہمنے آشنا ہی کیا
گو بھلا یا بُرا ہو شعر اپنا سنکے یارون نے واہ واہی کیا
کر گئے قیس و کوہکن جو جو ہمنے بھی اس سے کچھ سوا ہی کیا
ایک نہ ایک اسکی زلف در ہمسے پیچ دل پر مرے پڑا ہی کیا
شب فرقت مین منتظر ہر روز شمع سان آہ دل جلا ہی کیا

غزل لالہ

آتا ہی خواب گاہ سے بیمار اوٹھا ہوا جھکتا ہوا خمار سے اور رسما ہوا
زلفونکے بال نیند سے بل کھا رہے ہین سب صندل جبین پہ رات کا کچھ کچھ ہٹا ہوا
متوالی آنکھین نیند سے کچھ کچھ ڈلی ہوئین چیرا بسنتی سر کے اوپر لپٹا ہوا
اک رات مین جو آخر شب ہو کی بیقرار چورونکی طرح خوف سے کانپتا ہوا
دیکھون تو سب رقیب پڑے ہین ادہر ادہر جانی کے منھ پہ شال کا پردا پڑا ہوا
لب سے ہ لب ملا تو اوٹھانے لگا وہ لے اتنے مین آنکھین کھل گئین اور ہی مزا ہوا
مین نے کہا کہ جانی یہ لالہ غلام ہے اک بوسہ گر چھپا کے لیا تو یہ کیا ہوا

غزل آصف

آہ جب تک مرے پہلو مین وہ دلدار نتھا آہ بھر نا یہ مرا خالی ز اثر نتھا
رات کیا بات تھی بتلا تو مجھے اے ظالم الیسا اقرار بھی کرنا مجھے درکار نتھا
کر کے وہ تیغ زنی مجھ پہ ہوا چین بجبین یعنی مین قتل بھی کرنے کے سزاوار نتھا
گل جو دیکھا ترے بستر پہ وہ بیمار پڑا آج بستر ہی فقط اور وہ بیمار نتھا

اسکے جانے سے تجھے موت نہ آئی آصف | ایسی رسوائی کا جینا تجھے درکار نہ تھا

غزل شہامت

عزم ہے بیت الحرم کو زاہد نادان کا | خانۂ اللہ ہے دل حضرت انسان کا
حق سے جب خالی ہوں تب غالب آتی نفس شوم | بوم ہو جاتا ہے وارث خانۂ ویران کا
حب دنیا دام ہے بے طرح کا چار و نطرف | صاف اڑ جانا وہانسے کام ہے اوسان کا
قالب خاکی کا خواہان کوئی نہ دیکھا بعد مرگ | قرب ہے اوس گھر کے اندر اور ہی مہمان کا
تجھکو تو سن اے شہامت ایک مصرع تھا ہما | احمد مختار خود ناظم ہے اس دیوان کا

غزل خلیق

اشک جو چشم خون فشان سے گرا | تھا ستارا کہ آسمان سے گرا
اس پہ جل بل کے گل کباب ہوا | رات بلبل جو آشیان سے گرا
شیشۂ دل تو چور ہو جاتا | کوئی پتھر نہ آسمان سے گرا
مین نے آنکھون سے لے لیا اوسکو | پھول جو دست باغبان سے گرا
ہلنسد یا یار نے جو رات خلیق | کہا کے ٹھوکر جو آستان سے گرا

غزل امید

ہزار شکر کہ خط صبیح یار کا پہنچا | اسیکے ہاتھ سے دارو مدار کا پہنچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہنچا | گل فسردہ کو مژدہ بہار کا پہنچا
اوگے یقین ہو وہانسے ہزار لالہ و گل | قدم جہانپہ مرے گلعذار کا پہنچا
تم اسکو رنگ حنا خاص مت شمار کرو | ہے قتل عام سے رنگین نگار کا پہنچا
ہمارے دیکھکے اس مرغ دل کو ای صیاد | خیال کیا ترے جی مین شکار کا پہنچا
جہان کو مست کیا اک نگاہ نے تیری | ادھر بھی دیکھ کہ عالم خمار کا پہنچا
امید اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئی | پیام جبکہ بت گلعذار کا پہنچا

غزل شاہ ظفر علیہ الرحمہ

کشتہ ہون کسکے طرۂ عنبر شمیم کا | خوشبو ہے میری خاک سے دامن نسیم کا

تو اس فکر مین پیدا ہی چلا ہے
صنوبر اس بچے کا عاشق کو یم تر پیدا ہے
ملک لوٹ کے نظارہ ہی جی جاتا ہے
رکھے محفوظ خدا عشق کی بیماری سے
موت ہم ہی کو نہین عشق کی بیماری سے
حسرت دید مین پتھر کی کرے قاری سے
لب پہ دم آیا دعا یوسف کیطرف دھیان کیا
ہم نہ بچے ہونے کی خواہش مین ہوا یہ نقشا
موت آئے کہ دیا یار کو ہوئی جان فدا
وصل جانان کی ہوس مین ہے یہ تنہا شاد بھی
پہلے ہوینگے چھ کھٹ کی جنازہ دیکھا
کیمیا یہ ہمتونکو کبھی سمجھے نہ بشر
دیکھ اے آئی ہے جھلک جاتا ہے اس کمین زر
دھیان مین رنگ طلائی کے دمکتا ہے جگر
کشتۂ عشق کو سونا نہین ماشا دم بھر

نقد

گلشن ہو خلد کا کہ چمن ہو نعیم کا — کب دل لگے ہی تیری گلی کے مقیم کا
دولت سے اشک کے مرا ہر قطرہ شرشک — تکمہ ہی میری جیب مین در یتیم کا
دکھلاؤن سوزش دل بیتاب ہم اگر — کانپ اوٹھے شعلہ شوق ہی نار جحیم کا
آتی ہین یاد ہجر کی تکہواذ یہ حسین — واعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا
آنکھو مین اپنی نور اسی سے ہی اے ظفر — یہ مرد مک ہی سایہ محمد کے میم کا

غزل قاسم

سمجھے وہی انداز مرے طرز سخن کا — نالہ ہو سنا جسنے کبھی مرغ چمن کا
اوس غیرت خورشید نے مارا مجھے اوبس — جون خط شعاعی ہی ہر اک تار کفن کا
ملبوس کا پابند نہین ہی کبھی عاشق — مجنون کو کیا فکر ہی عریانی تن کا
کندن کو بھی دیکھا تو وہان لگ نہین سکتا — اللہ رے مطبوع ترے رنگ بدن کا
ہی سیوتی کی پھول سی یہ سادگی تیری — کیا قہر ہی عالم ترے بیساختہ پن کا
بکھری ہوئین زلفین تری اس چاند سے مہ پر — قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

غزل شرر

میٹھی نگاہ کی چاٹ پہ دل ہی لگا ہوا — ہی اون رسیلی آنکھو مین شربت گھلا ہوا
آنکھو نکی طرح داغ کھلے ہین یہان ہزار — یکجا ہو تو دکھاؤن مین سینہ جلا ہوا
قاتل کو میرے قتل سے آیا نہ انفعال — کچھ خون کر کے اور بھی وہ بڑہا ہوا
یاد آگیا جو شام کو اوس منہ کا خط سبز — سینہ کا داغ از سر نو پھر ہرا ہوا
واشد ہوئی نہ اسکو نسیم بہار سے — جون غنچہ ساری عمر ہا دل مرا ہوا
شعر و سخن سے کیا کھلین عقدہ نفاق کے — مضمون ہی رقیب سے اسکا گٹھا ہوا
ٹھہرا نہ آکے قلزم فانی مین آن بھر — مثل حباب دم مین مرا جی فنا ہوا
دی ڈالا نقد جان شرر نے بقول میر — شکر خدا کہ حق محبت ادا ہوا

غزل سودا

دل مت پٹک نظر سے کہ پایا نجائیگا — جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نجائیگا

رخصت دے باغبان کہ ذرا دیکھ لین چمن — جاتے ہین وان جہانسے پھر آیا نجائیگا
تیغ جفائی یار سے دل سر نہ کھینچیو — پھر منھ وفا کو ہمسے دکھایا نجائیگا
زاہد گلہ سے مستونکے باز آئیگا نہین — تا میکدے سے لاکے جھکایا نجائیگا
آویگا اس چمن مین نہ وہ یا جیتلک — پانی گلون کے منھ سے چوایا نجائیگا
آنے سے فوج خط کے نہو دلکی مخلصی — باندھا ہی زلف کا یہ چھوڑایا نجائیگا
پہنچین گے اس چمن مین نہ ہم دادکو کبھی — جون گل یہ چاک جیب سلایا نجائیگا
کعبہ ڈھاتو غم نہ کر ای شیخ بت شکن — دل برہمن کا ہی کہ بنایا نجائیگا
عمامہ کو اوتار کے پڑھیو نماز شیخ — سجدے سے ورنہ سر کو اوٹھایا نجائیگا
دامان و داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا — عالم کے دل سے داغ دھلایا نجائیگا
ظالم نہ مین کہا تھا کہ اس خونسے درگذر — سودا کا قتل ہی یہ چھپایا نجائیگا

غزل عاجز

سجن کا آنا . . . . سجن کا جانا — سجن کا مرنا . . . . سجن کا ہنسنا
بہار گلشن . . . . نیٹ قیامت — غضب خدا کا . . . . کلی کا کھلنا
سجن کی آنکھین . . . . سجن کی پلکین — سجن کی زلفین . . . . سجن کی باتین
سدا ہین کیفی . . . . سدا ہین جھپی — سدا ہین خونی . . . . سدا ہین برجا
تری کمر کو . . . . ترے دہن کو — تری لبون کو . . . . ترے سخن کو
وہم سا سمجھا . . . . عدم کو دیکھا — عقیق پایا . . . . مین خوب سمجھا
سخنور و نمین . . . . قلندر و نمین — مدبرون مین . . . . جنونیون مین
مین ہون سخنور . . . . مین ہون قلندر — مین ہون سیانا . . . . مین ہون دانا
مری رباعی . . . . مرا مخمس — مرا تخلص . . . . خیال میرا
ہی ربعہ مسکون . . . . ہی خمسہ کا پنجہ — ہی زور عاجز ہی نقش دریا

غزل نقی

جسدن سے تری ملنے کا گلرو پیام تھا — غنچہ یہ ہنسنا گل یہ مہکنا حرام تھا

ان باتون کے آگاہ ہین بخرد
سادہ دلون کے نظارے ہین مطابق
میل کرتا تھا دل صاف کسی پر نہ ذرا
عشق کی بارہی جم سبک آگاہ تھا
دور رہتا تھا وہ مصیبت سے جا بجا
لالہ رویون کی نہ الفت کا کاتھا ہوش
خاندہ وہ رہتا تھا دامن تر سے
ہم عشرتی کرتے تھے دن عشل کا کل تھا
فکر داغ جو نے پریشان رہتا تھا
زندہ دل رہتا تھا رنگ خ زرد و داغ
کبھی عاشق جو کسی پر کوئی ہوتا تھا
اسکی صورت پہ جاتے مین کرتا تھا نگاہ
پہر دن رہتا تھا ای فاسین بحال تباہ
عشق کیا شے وہ آلی کہ کہتے ہین چاہ
بیمار

وہ کل درخت سرو پہ گاتی تھے یہ سرود
ہمتا وہ سرو ہے کہ تو جسکا غلام تھا

نرگس بھی آنکھ کھولے کھڑی تھی بانتظار
لالہ نے ہاتھ پر دھرے ہی پر چو جام تھا

سوسن سی یاسمن سی کھڑی ملکے اسطرح
پر اشک جنکے دیکھے سے ہر صبح و شام تھا

گلشن مین باغبان کا نقی جا بجا غرض
شمشاد اور سرو پہ کل اہتمام تھا

غزل شار

اوسکے قدمونسے لگی ہتی ہی دنرات حنا
خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا

دست رس ہمکو نہین جنکے قدم تک پہنچے
تو پڑی ہاتھو مین کھیلے تری کیا بات حنا

عرض کیجیو تو ہماری بھی قدمبوسی تک
اوسکے قدمونسے لگی اب جو کسی رات حنا

تو بھی اسطرح لگیگا مری چھاتی سے کبھی
شوخ جسطرح لگی ہی یہ ترے ہات حنا

ہمتو مایوس رہے اوسکی قدمبوسی سے
جا کے قدمونسے لگی یار کے ہیہات حنا

فندقین یار کی مشاطہ لگاتی ہے شار
گل مہدی پہ نہ لاوے کبھی آفات حنا

غزل

کیا جو یار نے ہمسے کلام رخصت کا
تو دم نکل گیا سنتے ہی نام رخصت کا

مثال شمع کے میرے ٹپک پڑے آنسو
سنا جو شوخ کے منھ سے کلام رخصت کا

چلا ہون یار کی مجلس سے اوٹھکے اے ساقی
مجھے پلا دے تو اب ایک جام رخصت کا

میان جو شکل صنم کی تھی سو تو سب دیکھی
امیدوار ہے اب یہ غلام رخصت کا

تم اپنے ظلم سے ہرگز نہ باز آؤ گے
چلا نظر سے بھی لیجیے سلام رخصت کا

غزل علی

کہو بلبل سی لیجا وی چمن سی آشیان اپنا
پڑھے گر صد ہزار افسون نہوگا باغبان اپنا

اوٹھا کر لیچل بلبل چمن سی آشیان اپنا
کہا گل سو کہ ای ہیوفا ہمسے مکان اپنا

ہوئی جب باغ سے رخصت کہا رو رو کے یا قسمت
لکھا تھا یون کہ فصل گل مین چھوڑین آشیان اپنا

اری صیادیون چاہی تو جا اور جا کے حاضر ہون
ولیکن طوق قمری کی طرح کر کے نشان اپنا

مرا جلتا ہی جی آن بلبل بیکس کی غربت پہ
کہ گل کے آسری پر یون لٹایا خانمان اپنا

چلے جب باغ سے بلبل لٹا کر خانمان اپنا
بچھوڑا ہای بلبل نے چمن مین کچھ نشان اپنا

نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا
چمن مین کس توقع پر بنایا خانمان اپنا

یہ حسرت رہگئی کس کس مزے سے زندگی کرتے
اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغبان اپنا

الم کر اسطرح رویی کہ رسوا ہوگئی بلبل
ڈبویا ہای آنکھون نے تمامی خانمان اپنا

اگر دل سی بنا رکھتا علی گوسی پیارسی کو
وہ حکم شاہی رکھتا تھا وہ تھا ہر جا ہان اپنا

غزل سودا

باطل ہی ہمسے دعوی شاعر کو ہمسری کا
دیوان ہی ہمارا کیسے ہے جواہری کا

آئینہ خانے مین وہ جسوقت آن بیٹھے
پھر جسطرف کو دیکھا جلوہ ہی واں پری کا

جو شوق دانہ پنجون ہرگز نکو ی جاتا
ای خضر کب ہون تیری محتاج رہبری کا

طالب ہون سیم وزر کے خوبان ہند جانا
احوال کون سمجھے عاشق کی بیسری کا

غزل قیس

جا کے گلزار سے صیاد پھر آیا الٹا
کیا نصیبا ہے ترا بلبل شیدا الٹا

تن عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہی کہ جسکا نہین سیدھا الٹا

گالیان دیتے ہین اونسے تو خفا ہوتی ہین
میری یارون سو وہ کرتی ہین جو شکوا الٹا

نام جو اونسے سنا عشق کی بیماری کا
میرے در پر سے پھرا آکے سیحا الٹا

یاد آیا جو مجھے کوے صنم حشر کے دن
در فردوس تلک جا کے پھر آیا الٹا

نالہ کرنے سے مرا یار خفا ہوتا ہے
رحم کی جا اوسے آجاتا ہی غصا الٹا

قیس کی طرح سی ہو جاتی ہزارون مجنون
پردہ محمل کا جو رکھتی کبھی لیلا الٹا

غزل سودا

دلکے نگر مین عشق کا اب تھانہ ہوگیا
آباد اسکے آنے سے ویرانہ ہوگیا

شاید تمہاری زلف کی پہنچی تھی اسکو بو
جو اندنون مین دل مرا دیوانہ ہوگیا

آنکھون نے میری سیکھی ہی نیسان کی خاصیت
دریا مین اشک جو گرا در دانہ ہوگیا

بہتر کہ اوسکے ہاتھ سے گھائل ہوا ہو مین
ایسا ہوا ہون چاک کہ اب شانہ ہوگیا

سودا سنبھال رکھہ نکراب خوف حشر کا | لبریز تیری عمر کا پیمانہ ہو گیا

غزل خلیق

کوچہ جانان ہمارا اب تو مسکن ہو گیا | خار و خس اس رہگذر کا فرش گلشن ہو گیا
دست لیلی غم کے ہاتھونسے ہوا نشتر زدہ | قیس کا وادی مین خونسے رخ دہن ہو گیا
کل تو تھی اسمین محبت اور مان یاری کی بو | کسنے بہکایا جو ایسا آج دشمن ہو گیا
وصل کی شب نے ہوی معشوق کو اینک نصیب | کاوش غم سی نہایت مجھکو شیون ہو گیا
کسکی گلگشت چمن ہی اندنوین اے خلیق | رشک سی جسکے گلو نکا چاک دامن ہو گیا

غزل سراج

قدترا سرو روان تھا مجھے معلوم نتھا | گلشن دل مین عیان تھا مجھے معلوم نتھا
دھوپ مین غم کی تپت جی کو جلایا افسوس | پیو کے سایمین امان تھا مجھے معلوم نتھا
خاک تیری قدم پاک کی اے نور زمین | سرمہ دین جان تھا مجھے معلوم نتھا
شب ہجرت کی سیاہی سے ہتنگ آیا تھا | رخ ترا نور فشان تھا مجھے معلوم نتھا
یار نے ابرو مژگان سے مجھے صید کیا | اسکے تیر و کمان تھا مجھے معلوم نتھا
سب جگت ڈھونڈھ پھرا پیو کو نپایا ہرگز | دلکے گوشے مین مکان تھا مجھے معلوم نتھا
روزداران جدائی کو خم ابروے یار | ماہ عید رمضان تھا مجھے معلوم نتھا
مینے سمجھا تھا کہ اس یار کا ہی نام و نشان | یار بے نام و نشان تھا مجھے معلوم نتھا
دل بیدل نے کہا تھا سو ہوا آج سراج | کیا بلا سیف زبان تھا مجھے معلوم نتھا

غزل جہانگیر شہزادہ

گر یار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا | معمور شرابون سے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے ہین مذہب سے نہین واقف | گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا
جب درد نہو دلمین کیا عشق مزہ دیوے | کہنے کو بھلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا
اس عشق کی آتش سی جلتے ہین سبھی عاشق | گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا
معشوق کی کانون سی اب تک نہین پہنچا ہین | یہ اشک مرا یار دردانہ ہوا تو کیا

جہانگیر شاہ شہزادہ تھا عشق سے وہ غافل — آباد ہوا تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

غزل تراب شیدا

ڈوبکر دلمین مرے تیر کا پیکان رہا — او کماندا ترا مجھپہ یہ احسان رہا
نہ کسی دوست نی پوچھا نہ کسی دشمن نے — مدتون شہر مین اپنا بھی سامان رہا
ای جنون ہاتھ سے تیری تری صد قی جاؤن — کوئی باقی نہ مرا تار گریبان رہا
بستر خاک ہی اور پیرہن عریانی — بے رفو برسون مرا چاک گریبان رہا
آفرین ہی تری ہمت کو تراب شیدا — عشق کافر کا کیا آپ سلمان رہا

غزل سلیمی

ہی کون جو ہمسر ہو تری جلوہ گری کا — مکھڑا تو ہی غلمانکا چہرہ ہی پری کا
ای حضرت عشق ہمنے بھی دل اپنا گنوا کے — دیکھا نہ اثر کچھ بھی اس آہ سحری کا
دعوی نکر و لعل لبو نیر اجی اپنے — یہ فیض ہی سب میری ہی خون جگری کا
پھر ذرہ خاک اسکی گلی کا بھی ہر اک دم — حسرت سے مزاحم ہی مری رہگذری کا
ہون شیفتہ واللہ مین اک عمر سے اپنی — اُس شوخ پریوش کی کلاہ تتری کا
اوس کاکل مشکین کی لپٹ جون شب تار یک — تارا سا چمکتا ہی وہ مو باف زری کا

غزل سوز

عشق تھا کیسا کہ جس سے دل لگتا ہی رہا — خار سا سینہ مین میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا
رات جب غصہ ہو میرے پاس سے اوٹھکر چلا — مین بچھوڑا او سکا دامن وہ جھٹکتا ہی رہا
بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا — کان کی موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا
کون سی تھی وہ جدائی کی گھڑی جو عمر بھر — آرزوی وصل مین یہ دل بھٹکتا ہی رہا
جسکو محفل سے نکالا وہ بامید طلب — ہر قدم پر راہ چلنے مین ٹھٹکتا ہی رہا
کیا بقول سوز الفت کی خلش تمسے کہون — خار سا سینہ مین میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا

غزل حیدری

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا وہ رنگ سنہرا اصلی علی

وہ گول بدن سانچے مین ڈھلا وہ ہیگا سراپا صل علی
وہ گھونگر والے بال سیہ وہ زلفین اوسکی عین گرہ
وہ سحر مجسم چشم نگاہ وہ دیدا چوڑا صل علی
تھی ہونٹون پہ مسی کی دھڑی وہ جیسے مین مین شام پڑی
تھے دانت کہ جون موتی کی لڑی ہر آن چمکتا صل علی
وہ اُبھری اُبھری سخت کچین جو دیکھے انکو ہاتھ ملے
وہ بیٹھی حورین رشک کرین وہ ناف کا نقشا صل علی
گوہر بن سو ہوے زبان تو بھی نہ ہو مجھسے اسکا بیان
ای حیدری وہ محبوب جہان وہ دلبر رعنا صل علی

غزل قطب

شب کو محفل مین مرے پاس جو آیا بیڑا — مین نے پوچھا کہ صنم کس نے منگایا بیڑا
لگی کہنے کہ اہم اسپہ پڑھا ہے مین نے — ہمنے شک کر لیے اسوقت نہ کھایا بیڑا
اوسنے ہنس ہنس کے لیے آکے مقابل میرے — ہاتھ سے اپنے مری منھ مین کھلایا بیڑا
مین تو بندھوا ہون تیرا مجھپہ ستم توت کر — قتل پر کس کے بھلا جان اوٹھایا بیڑا
یہ غزل تیری قطب جسنے سنی اُسنے کہا — خوب کیا خوب ہی کیا خوب بنایا بیڑا

غزل سودا

کھولی گرہ جو غنچہ کی تو نے تو کیا عجب — یہ دل کھلے جو تجھسے تو ہوا ہی صبا عجب
گل داد عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا — فریاد کو ہی میری پہونچنا ترا عجب
اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار — تو بھی وہ بت نہ رام ہوا ای خدا عجب
بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھی ہمین — تم بھی تو کوئی ہو میری جان آشنا عجب
کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے — ای شیخ میکدے کی ہی آب و ہوا عجب

غزل فغان

پردہ غفلت کو جب مجھ پاس لاتا ہی خواب — دیکھہ میری چشم تر کو روکے پھر جاتا ہی خواب

خار مژہ گانکے مرے جیسے ہوی ہین پاسبان — گرد آنکھونکے مری آتی نہین پاتا ہی خواب
رات سنکر آہ کا نالہ مرے دلدار نے — یون کہا کیون اسکی آنکھونمین نہین آتا ہی خواب
کوئی جاکر کہے میری طرف سی اسکے تئین — کیا ہوا ایسا کہ مجھکو نہین آتا ہے خواب
پڑھکے یہ مصرع فغان کا اوسنے قاصد سی کہا — یہ وہ آنکھین ہین کہ جسکو دیکھ اڑجاتا ہی خواب

غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب — راہرو چلنے پہ باندھے ہی کمر آخر شب
سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہی در نہ نسیم — کر سکے ہی ترے کوچے سے گذر آخر شب
مژدہ وصل ترا یار مجھے یون پہونچا — جون سہ عید کی صائم کو خبر آخر شب
روکون نالہ کو نہ لب پر تو کرون کیا ایدل — شام تاثیر ہے یہ اثر آخر شب
انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے — بزم مستان پہ نظر غور سی کر آخر شب
صورت ماہ شب بست و نجم بسودا — کچھ ڈھلا جلوہ یسے آیا وہ نظر آخر شب

غزل سوز

ہمارے پاس بھی گاہے نہ گاہے آیئے صاحب — نہین کچھ راہ ملنے کی ہمین بتلایئے صاحب
کسیکے لینے دینے مین نہین کونین ہی ہمین — تمہارا غم سناتا ہی اوسے سمجھایئے صاحب
پڑے تھے دلکے پیچھے سو تو اسکو کیچکے اب کیا — اگر یہ جان بھی درکار ہی سستایئے صاحب
یہ لیجے جان بھی اللہ اکبر ہم ہوی رخصت — تمہارا کام پورا ہوچکا اب جایئے صاحب
قیامت تک رہیگی کہنے سنے کو فاتیری — کھڑے ہوکر بھلا اس سوز کو گوایئے صاحب

غزل تاباں

ست کر فغان تو باغ مین زنہار عندلیب — صیاد ہوسبا دا خبردار عندلیب
یہ چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ — تو کس بلا مین بیگی گرفتار عندلیب
آتا ہی رحم مجھکو کہ گلچین کی ہاتھ سے — تو کھینچتی ہے سخت یہ آزار عندلیب
تنہا تو ہی خراب نہین گلرخونکے ساتھ — تاباں بھی ہی اسی طرح سن خوار عندلیب

غزل نور

دل ہوا کوچہ کاکل ہوا مین گواہ
چاہکے نزدیک جو ہی چشم تصور سیاہ
مو بمو پوچھ لی آنکھونے ہمارے تمام
دم مین دیدہ کیا کسیسے ہمنے راز نہان
حال سنبل کی روش ہوگیا ابتر میرا
ہم گلشن پہ ہوا کوی دیدہ نرگس
شاطم ہو ہوا چشمہ خمر ریز
داغ دل دھوی کو ہم نے چلا دریا پر
وہان بھی کس کس طرح پیتا کا نظارا کیا
شام ہیگا ہون نے نا حال کسان کیا
آپ کو روک مین نظارہ کنان ہیگا
غنچہ نہ ہوا کسی جا نہ شگفتہ پایا
گل و شبنم مین کڑی ہو ہوی ہیگا

خاتمہ

کہے ہو تو تو کسیکو صنم عجیب و غریب
ولے ہو تو بھی خدا کی قسم عجیب و غریب

ہلال عید مین خم ہو یہ غیرت خورشید
یہ تیغ ہو تری ابرو کا خم عجیب و غریب

جفای چشم مین ہو جسکو مہربانی مین
نہو وے کیونکہ پھر اوسکا اسم عجیب و غریب

بیاض کیون نہ جلے میرے سرد نالے سے
مین نور سوز کرون ہون قسم عجیب و غریب

غزل ساقی

دربان ڈوان تو بند رکھے پٹ تمام شب
یہان سر تھا اور تھی تری چوکھٹ تمام شب

خانہ خراب جیسے ہو زلفون مین تیرے دل
روح اپنی گھٹ رہی ہے تنی پر گھٹ تمام شب

چھاتی پہ مثل مار سیہ لوٹتی رہی
اوس زلف عنبرین کی بلا کٹ تمام شب

محفل مین دور کے ضبط سے ساقی کی روبرو
آنسو پیا کیا جو مین غٹ غٹ تمام شب

قطرے تھے یا تھے ریزہ الماس جس سے آہ
لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب

لگ لگنے بھی دیا نہ مجھے عزم وصل مین
مچلائیون ہی اوسنے کہا ہٹ تمام شب

غزل سراج

تجھ مکھ کو دیکھ جب ستی رسوا ہوا گلاب
ہی ہی وقار تب سے ہر اک جا بجا گلاب

ہر باغبان چمن ستی گلدستہ باندھکر
لاتا ہی دست بستہ ترے کن سدا گلاب

بلبل ہی بسکہ شیفتہ حسن گلرخان
کرتا ہی غم سے چاک اپسکی قبا گلاب

کیون پائمال آفت باد خزان نہ ہو
تجھ مکھ آگے چمن مین ہوا خود نما گلاب

سردی سے آب اشک کی اور باد آہ کی
بیوصل گلعذار مجھے آرزو نہین

سن رنگ دیوے شعر مرا رشک سے سراج
پژمردہ ہو چمن سے ہوا ہی جدا گلاب

غزل سراج

یا الٰہی منتظر ہون کان ہی میرا آفتاب
کون دن ہوگا کہ جسدن پیو ہی جاویگا حجاب

ہی بجا گر رس پاؤن عشق کی استاد سے
ہی کتابی چہرہ جانان گلستان کی کتاب

عشق کی میدان مین جب سی ہوا ثابت قدم
دلنے میرے تب سے پایا شرزہ خوانی کی کتاب

بیحجابی سی ہماری ساتھ سوہن بات کر — مہربانی کر ستم ست کر تو ای عالیجناب
زلف تیری ناگنی کالی ہی میرے جی کا جال — لہر جسکے زہر سے مجھکو چڑھی ہی بیحساب
خوشنما ہی ناک مین تیری عجائب وہ بلاق — خلقہ در گوش اس خجالت سی ہوا در خوشاب
ای سجن جلتا ہون تجھ غم کی اگن سی جوں سراج — تجھ برہ مین غم ہی آتش تن انگیٹھی دل کباب

غزل سراج

یا الٰہی گر نظر آوے مرا محبوب خوب — ہوش کی لشکر کو گر آکر کری مغلوب خوب
بلبل گلشن غزلخوان ہی فراق گل ستی — گر ملین آپسمین دونون طالب و مطلوب خوب
آرہ غم گر چلے سر پر مثال ذکریاہ — یار کے جور و جفا پر صبر جون ایوب خوب
آزمایا ہون کہ درد سر ہی فکر دینوی — سب سے بے پروا ہوا ہی عالم مجذوب خوب
دلکے سیپارونکو ہیکل کر رکھے ہین برہن ہم — جدول زخم جفا سی ہے اسے اسلوب خوب
سبزی خط خوشنما ہی تجھ کنوین کی آس پاس — جیونکہ پانی کے کنارے پیر لگے ہے دوب خوب
یوسف مصری کب آویگا مری پاس ای سراج — از سر نو ہوے نور دین یعقوب خوب

غزل فاضل

اوس خوبرو کی آگے اگر آئے آفتاب — خجالت سی پھر زمین سما جائی آفتاب
گر وقت شام اوس مہ تابان کو دیکھ لے — تا صبح پیچ و تاب پڑا کھاے آفتاب
اس شمعرو کی روبرو کب تاب لا سکے — سو سو طرح سے بنکے اگر آے آفتاب
کب سرخروہو روبرو اس سرخ رنگ کے — رنگ شفق ہزار بنا لاے آفتاب
اوس مہجبین کے جلوہ پر نور کو اگر — ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھبراے آفتاب
فاضل تو اور سکی آتش جدائین جل بجا — ڈرتا ہون اسطرح سے نہ جل جائے آفتاب

غزل سوز

یار دست رو رو کے تجھ کو تم مرے منھ پر لگا اب — لگ رہی ہی آگ دل مین ہو رہا ہی جی کباب
دم کو مین سادھے ہون گر اک آن تو ٹھہرا رہے — گر بلا نا ہی اسی کو تو بلا لاؤ شتاب
یہ کہو میر یطرف سی جا کے اوس بیرحم کو — ابتو کچھ باقی نہین ہی جان سن کہتک عتاب

ناج اور رنگ دکھانے کو وہان دل لایا
جھٹ پٹا دہ کشوں کا جو کہین سن پایا
آپ کو پہنچے نہ پہنچ وہان پہونچایا
آمد و رفت کہان کہین پری ہوئی
ایک پل رہ نہ سکے ہم بن پری ہوئی
دربدر گردش قسمت نے پھرایا مجکو
جذبہ عشق تو اول کو یہان لایا مجکو
حسب دلخواہ پیر و نظر آیا مجکو
جلوہ حسن مین اللہ کی قدرت دیکھی
کی بندہ کی سیری جو اوسکو نکالا ہے
مسالے نکالا منھ بھر کر وہ عیار تاہ
کی لگاوٹ کی پھر اوسنے ہی جانب کو نگاہ
کر گئی ذبح مجھے غمزہ غلط غاظ و ادا
بات کی

جان بلب ہون تیری ہی آنیکا اب ہی انتظار | تجھکو آنا ہے تو جلدی آکہ چھٹ جاؤن شتاب
آنکھین تو پتھر اگین تجھ سنگدل کو دیکھنیمین | سب خرابی انکی ان آنکھونکا ہو خانہ خراب
اس سے کہدو سوز مرتا ہی تو جاتا ہی کہان | اور سب کا مونسے اسکا گاڑنا ہیگا ثواب

غزل بحر

اے سجن تجھ برہ مین ہون بیتاب | آتش غم سے دل ہوا ہے کباب
دل کو تجھ غم مین بے قراری ہے | جیون ہے آتش پہ مضطرب سیماب
تاب دیدار کی رہی نہ مجھے | تاب دکھلا گیا ہے مجھسے تاب
گرمی غم سے ہوش جاتا ہے | اپنے منھ کے عرق سے ڈال گلاب
ماہ نو گرچہ ہے ہلال وقت | بیت ابرو کا نے دیا ہے جواب
غم کی فہرست کا لکھا ہی جواب | فرد دامن پہ آنجو نکا حساب

غزل سودا

گرچہ ہون زیر فلک نالۂ شبگیر نصیب | پر اسے کیا کرون یار و نہین تاثیر نصیب
جبتک اوسکو ہی تیری زلف گرہگیر سے کام | کسقدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب
ٹوٹے دل کو نہ بناتے مین کسی کو دیکھا | ظاہرا دیر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب
جرم گر غیر کرے تو بھی معاتب ہو نمین | بیگنہ دیکھا ہے مجھسا کوئی تقصیر نصیب
کوئی تو کشتۂ ابرو ہی کوئی مژگانکا | تیغ قسمت مین کسیکے ہی کوئی تیر نصیب
کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا | حق تعالے کرے بندونکو یہ اکسیر نصیب

ردیف | غزل انشا | پائی

پھر جو آنکھ مین اوس زلف عنبرین کا سانپ | کہ موج اشک ہوئی اپنی آستین کا سانپ
کہجوری چوٹی یہ کسلی تھی جسکے ڈہوکے مین | جگر کو کاٹ گیا شوخ یاسمین کا سانپ
لٹ اوسکے بالونکی غصے مین ٹک جبین پر دیکھ | نہ ایسا ہوئیگا صحرای ملک چین کا سانپ
مگر دو زلف مدد گار چشم تھے کہ میرے | ڈسے ہی دل نگہ سحر آفرین کا سانپ
عمامہ والونسے ایدل تو بچکے نکلا کر | کہ ہے یہ شملۂ زہاد راہ دین کا سانپ

شب فراق تو ایک ہی تھی اژدہا تمثال
کہ تھا خیال مین اس جعد عنبرین کا سانپ

صباح کفچۂ زرین آفتاب کو دیکھہ
کہا یہ مین نے کہ کافر نہین زمین کا سانپ

نکل ہی لینے کو نکلا ہی غار مشرق سے
وہ پھن نکالے ہوئے چرخ چارمین کا سانپ

عصائی حضرت موسیٰ ہوا ہی اے انشا
کبھی کہین جو کرے قصد میرے کین کا سانپ

غزل

آیا گھر مین میرے وہ لالہ عذار آپسے آپ
دن خزان کے گئے اور آئی بہار آپسے آپ

یاد کیفیت چشم اوسکی بھلائی دل نے
دیکھو اترائے گلگون کا خمار آپسے آپ

گرمی صحبت دل سوز کی حاجت ہی کسے
شعلہ افشان ہے میرا نخل چنار آپسے آپ

کیا ہی دلچسپ نکیلی ہی ملیک دیکھتے ہی
ہوگیا پل مین میرا سینہ فگار آپسے آپ

خلش غم سے نہ فارغ ہی کوئی رنگین طبع
گل کے پہلو مین نکل آتے ہین خار آپسے آپ

سرد مہری نے جو اوس ماہ کے مارا ہی مجھے
گل ہوئی جاتی ہے اب شمع مزار آپسے آپ

سادہ لوحون نے کیا دل جو مکدر بیوجہ
میرے آئینہ پہ آیا ہی غبار آپسے آپ

کیون نہ ہمچشم ہون برگشتہ جو اُلٹے قسمت
جون مژہ ہوگیا برگشتہ وہ یار آپسے آپ

بے سبب آنکھہ پھرا نا رہا منظور اونھین
رہے گردش مین میرے لیل و نہار آپسے آپ

غزل سودا

ہندو مین بت پرست مسلمان خدا پرست
پوجون ہون مین اوسکو جو ہوا آشنا پرست

اس دور مین گئی ہی مروت کی آنکھہ پھوٹ
معدوم ہی جہان مین چشم حیا پرست

دیکھا ہی جبسے رنگ کف پا ئو نمین تیرے
آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہین حنا پرست

چاہے جو عکس دوست ہے تجھمین جلوہ گر
آئینہ وار دل کو رکھہ اپنے صفا پرست

آوارگی سے خوش ہو نمین اتنا کہ بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست

سودا سے شخص کے تئین آزردہ کیجیے
اے خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

غزل رضا

ہی نپٹ وہ بے وفا کسکا ہی دوست
ہائے وہ نا آشنا کسکا ہی دوست

تخت پر میں بیٹھا تھا اوس رشک پر کو پایا
دیکھکر مجھکو بناوٹ سے وہ بگڑا اک بار
آدمی جان گئے مجھسے نہ کچھ تکرار
سر کو نہوڑا کے یہ کی مجھسے اسنے گفتار
ایسا بیباک نہ ملنے مین ہوگا نہ نہار
آبرو پنی سے شاید نہین تو دیتا ہی
غیر کے گھر کو ہی اسطرح قدم دھرتا ہی
غصہ جب اوس ستم ایجاد کا مجھہ دیکھا ہی
بیٹھکر پاس بت آہستہ سے مین نے کہا
دیکی بیتابی نے پیارے مجھے ناچار کیا
بچھہ سو جان سے عاشق ہون نہ اتنا تڑپا
یاد اب تو تجھے ذلت ہی رسوائی ہے
کشش حسن یہان کھینچکے لائی ہے

نیم راضی

کس سے

کس سے تو نے کی وفا ہم در کنار — ہان بھلا تو ہی بتا کسکا ہی دوست
دوست دل سا اپنا دشمن ہو گیا — کوئی دنیا مین بھلا کسکا ہی دوست
دوستو اس سے توقع مت رکھو — مجھسے وہ یون پھر گیا کسکا ہی دوست
دوست اپنا تو اسے مت جانیو — وہ ستمگر اے رضا کسکا ہی دوست

غزل سراج

ادائے دل فریب سرو قامت — قیامت ہی قیامت ہی قیامت
شہید خنجر الفت ہوا ہون — سلامت ہی سلامت ہی سلامت
نہ کرنا جی کو قربان تجھہ قدم پر — ندامت ہی ندامت ہی ندامت
جماعت مین پریرویونکے تجھکو — امامت ہی امامت ہی امامت
سراج اب عشق کے درپن کا صیقل — ملامت ہی ملامت ہی ملامت

غزل میر

وصل دلبر تک ہوا قسمت — مر چلے ہجر مین ہی یا قسمت
ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی — ہمنے دیکھی بہت لڑا قسمت
شیخ جنت تجھے مجھے دیدار — وان بھی ہر ایک کی جدا قسمت
پھول چن ہاتھ لیتے سبھو کو ئے — زخم تیغ اونسے اپنی تھا قسمت
کیا ازل مین ملا نہ لوگون کو — تھی ہماری بھی میر کیا قسمت

غزل مسافر

ہائے کس سے کہون مین دل کی بات — روتے روتے کٹی ہی ساری رات
پر نہ آیا تجھے رحم ہر چند — سنکے احوال کو میرے ہیہات
تجھسے گالی و جھڑکیان کھائین — الغرض لے گیا برا وقات
کیا بھلا ہو گیا تیرے دل کو — چھوڑ دی تو نے ہمسے مزونکات
نہ کبھی خط نہ گاہ پیغامے — کب تلک اسطرح ہمارے سات
اب تو آ مجھ طرف ارے قاتل — جان جاتی ہے وقت ہی سکرات

ہر دو عالم سے کچھہ نہین مطلب | بس مسافر کو ایک تیری ذات

غزل سودا

نگار سطر ابرو یار بسم اللہ کی صورت | قدر رعنا سراپا ہی الف اللہ کی صورت
زلف و لیل رخ و الفجر نرگس چشمہ کوثر | نمایان ہین سواد خط کلام اللہ کی صورت
زلیخا کی نمط کر ورد دلمین سورۂ یوسف | جو تجھکو چاہ سے آکر ملے دلخواہ کی صورت
ہی شکر الحمد للہ بعد مدت میر منزل نے | دکھائی عشق کے صحرا مین ہمکو راہ کی صورت
الم نشرح ہوا عالم مین تیرا عشق اے سودا | نہ تنہا ہو سکے دریا جنو نہین ماہ کی صورت

غزل سوز

یہ لوگ عبث لیتے ہین جو نام محبت | یہ وہ نہین جنسے ہو سرانجام محبت
ہے نزع کے مانند خمار اسکا کشندہ | مین دلسے یہ کہتا ہون نہ پی جام محبت
ہیہات عجب ساعت بد تھی کہ وہ جسوقت | لائی تھی صبا یار سے پیغام محبت
رسوائی عالم میرے طالع مین لکھی تھی | ہووے نہ الٰہی کوئی بدنام محبت
تلخی سے کیا پیار تم نے تو مزہ کیا | شیرین ہمین اوس سے تو ہی دشنام محبت
باتون پہ نجا خوبون کی اے سوز کہ انکا | عرصہ نہین رکھتا ہے کچھہ ایام محبت

غزل رضا ردیف ثائی

مجھسے جو نہین ملتا ہی یار سو کیا باعث | اتنا جو اب ہمسے بیزار سو کیا باعث
ہی قتل کو عاشق کے بس تیغ نگہ کافی | کھینچے ہی جو تو مجھپر تلوار سو کیا باعث
شاید میرے سینہ مین دلخواہ نکیون ہووے | رہتی ہین سدا آنکھین خونبار سو کیا باعث
مانین گے تیرا کہنا اقرار یہ تھا آگے | کرتے ہو جواب ہر دم انکار سو کیا باعث
حیران ہو نہین آہمین اب درد رضا اپنا | کرتے نہین جو اس سے اظہار سو کیا باعث

غزل تمنا

زلفونکا دام پھینکنا ہمپر عبث عبث | بل کھائے اپنے گیسو نے خم پر عبث عبث
ہر طرح جھوٹی کرنا میری سچی بات کو | سو گند کھانا میری قسم پر عبث عبث

کسے وہ مردے کو زندہ جو مسیحا ہووے
اس لگاوٹ کا جواب اس سے جو پایا ہووے
ظاہر الفت کو کیا عشق جتایا ہووے
پائے دل صبر کے کوچے سے اٹھایا ہووے
کھینچکا ہاتھ مین ہاتھ اسکے گیا یا ہووے
ہاتھ پر ہاتھ کھدیا دست تاسف کے لیے
سرکشی اوسنے دکھائی تو قدم جھکے لیے
گو رکھائی سے کیا اوسنے سر اسرا نکار
ایک بھی بات سنی اوسکی نہین نے زنہار
دلسے دل ملکے نہ نشہ پہ ہوا آخر کار

نتیجہ

اصلاح

اصلاح پر مزاج نہین ہی خفا وہ شوخ — خط پر عبث عبث ہی قلم پر عبث عبث
پلکون کی آستین ہی کافی ہی شیخ تو — رکھتا ہے ہاتھ دیدۂ نم پر عبث عبث
اے اشک چشم یار کا شہرہ نکر نہ رکھ — بدنامی میری شور و ستم پر عبث عبث
نقش گلی کا اوسکے تمنا ہے دلپہ نقش — تہمت ہی صرف باغ ارم پر عبث عبث

غزل سودا

جسکے خط اترے تو اوس سے دل لگانا ہی عبث — سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہی عبث
ابر مین اے یارہ ہوتا ہی کتنا آفتاب — چہرہ کو ہمسے نقاب اندر چھپانا ہی عبث
پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجھ بغیر — گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانا ہی عبث
ناصحا داغ جگر خون شمع پہنچاتا قدم — جل چکا جب سب تب آتش کو بجھانا ہی عبث
غیرت اے سودا نہین ہی مقتضی اسبات کو — جیکے دور یمین پھرا وسکو منہ دکھانا ہی عبث

غزل سوز

نکی صحبت نے اپنی شوخ کو تاثیر کیا باعث — طلا اس مس کو کر سکتی نہین اکسیر کیا باعث
خبر لے اپنے دیوانے کی جلدی جائی زندان مین — نہین آتی صدائے نالۂ زنجیر کیا باعث
شکست و ریخت ہر گھر کی جہان مین ہوتی ہی یارب — ہمارے خانۂ دل کی نکی تعمیر کیا باعث
بہار آئی ہی ہر دم سوز کے دلسے ہو تم غافل — نہین کرتے ہو دیوانیکی کچھ تدبیر کیا باعث

غزل شجاعت

نہین تجھسا کوئی ہے دلستان آج — غلام آسا تیرے پیر و جوان آج
یہ قد سرو سہی پر چشم نرگس — ختم بس کر گیا ہے باغبان آج
بہار بوستان گلرو ہے برمین — نکل چل جا یہان سے اے خزان آج
مصور کھینچ لے تصویر اسکی — کہ یکتا حسن مین ہے او میان آج
میری طوطی طبع باشندہ بستان — ذرا جا تو لب شکر فشان آج
وہین بولا ترش ہو چین جبین ہو — ہوئی دشوار تجھپر کیا زبان آج
شجاعت کیا چلے اسجا دلیری — دلاور ہے وہی شوکت نشان آج

خاتمہ

غزل سوز

آیا نہین جو سیر چمن کو وہ یار آج
نظر و نہین لگتی ہر رگ گل نوک خار آج

صبر و شکیب و دین و دل اب مجھسے چھٹ گیا
جز غم نہین ہی مجھکو تیرا غمگسار آج

ممکن نہین کہ شام مین ہونے دون تا ابد
گلشن مین جو ندیکھون وہ صبح بہار آج

ساقی نے اپنے ہاتھ دیا جام بھر کے سوز
اس زندگی کے کیف کا ٹوٹا خمار آج

غزل انشا

ہاتھ آوے کسکے آپسے عیار کا مزاج
ہے اندنون کچھ اور ہی سرکار کا مزاج

فضل خدا سے خیر بہر حال شکر ہے
کیا پوچھتے ہو مجھسے دل افگار کا مزاج

حضرت سلامت آپسے مین بولتا نہین
کیا پوچھتے ہو مجھسے گنہگار کا مزاج

کس طرح دخل پایئے کیا کیجے کیا نہین
ملتا نہین ہے ترک ستمگار کا مزاج

چھپ چھپ کے کر نظارہ خبردار اسطرف
بگڑے نہ تاکہ قاتل خونخوار کا مزاج

آنکھین ملاکے انشا تو اوسکو ندیکھیو
نازک ہے اوسکے نرگس بیمار کا مزاج

غزل سراج

اپنا جمال مجھکو دکھانا رسول آج
عاجز کے التماس کو کرنا قبول آج

اے مہربان طبیب شتابی علاج کر
تیر برہ کے درد سے ہی دلمین سول آج

مرہم تیرے وصال کا لازم ہی اے صنم
دلمین لگی ہی ہجر کے برچھی کی ہول آج

پیو باج بزم بلبل نالان خراب ہی
مرجھا رہا ہی صحن گلستان مین پھول آج

بے فکر ہون عذاب قیامت سے اے سراج
دین محمدی کو کیا ہون قبول آج

غزل سراج

جب سے پایا ہون مین سخن کا گنج
طبع میری ہوئی ہے گوہر سنج

عشق بازی مین نین ہے اور بساط
دل کو کرتا ہون مہرۂ شطرنج

زلف تیری نے اے پری پیکر
دل عشاق کو کیا ہے شکنج

ماہرو کو کیا ہو ان مین تسخیر
شب ہجران کا بسکہ کھینچا رنج

چاندنی فرش پر چکی تو ہوئی اور بہار
دل کا ارمان پھولونکے ہارونکی سر سر پھیر

کشتیان شیشۂ و ساغر کی برابر رکھین
یہ مین انفصہ ہوین صحبتین اس دم جمین

جو کہا مین نے قبول اوسنے کیا دل دیدار
وضع کو دیکھا تو بالکل ہی وہ انکار کی مار

بگڑا رہتا ہی بنا دیتے نہین کچھ اظہار
جامہ زیبی سے ہی آگاہ نہ زیبائی سے

خود پسندی سے ہی مطلب خود آرائی سے
گرم ہو کر سوے حمام اوسے مین لایا

چھیڑ دیدے کہنا نیکے بہلایا

میل خاطر

اے سر آج انجھون کے پانی سے | لب ہوئے زیر چشم کے کارنج

غزل ترقی

ہی عجب لذت شکار افگن تیری تیرونکے بیچ | جسکا چرچا ہو رہا ہی سارے نخچیرونکے بیچ
کل جو دیکھی شکل مجنون ہمنے تصویرونکے بیچ | ایک مشت استخوان تھی لاکھ زنجیرونکے بیچ
خونکے قطرونکا عالم تو مرے اشکونمین دیکھیو | لعل کے ٹکڑے چمکتے ہین پڑے ہیرونکے بیچ
بلبلو تمکو مبارک ہو یہ گلگشت چمن | لالہ و گل کا نہ کیجو ذکر دلگیرونکے بیچ
آگے دل ہوتا تھا بیکل اسکا میری آہ سے | آگیا کیا فرق اب آہونکی تاثیرونکے بیچ
گر مرقع مین کھنچی ہو اوس مسیحا کی شبیہ | جان پڑجاوے مصور ساری تصویرونکے بیچ
وہ خماری انکھڑیان بکھرے ہوئے بالونمین یون | جسطرح دو مست جکڑے ہون زنجیرونکے بیچ
قاصدا کیا خط لکھونمین اوسکو فرط شوق سے | فوت ہوجاتا ہی مطلب مجھسے تحریرونکے بیچ
گفتگو اوس یار کی کیا بات ہی کیا گھات ہے | ساری محفل کو لگا لیتا ہی اپنے پیرونکے بیچ
اور تو صورت ترقی کوئی بخشش کی نہین | ہان مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیرونکے بیچ

غزل سودا

سودا گرفتہ دلکو نہ لاؤ سخن کے بیچ | جون غنچہ سوز بان ہی اوسکے دہن کے بیچ
پانی ہو بہگئے مرے اعضا نمین کی راہ | باقی ہی جون حباب نفس پیرہن کے بیچ
جسنے نہ دیکھی ہو شفق صبح کی بہار | آکر تیرے شہیدونکو دیکھے کفن کے بیچ
وہ خار سرخ رو نہین اہل جنونکے پاس | پابوس میرے جو نہین پہونچا ہو بن کے بیچ
کل رخصت بہار تھی شبنم صفت مین زور | رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ
آتشکدے مین دیکھیے شعلہ ہی بیقرار | آرام دل جلونکو نہین ہی وطن کے بیچ
بعد از شباب ہون تیری آنکھین پیادہ مست | ہوتی ہی زور کیف شراب کہن کے بیچ
سودا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون | ایسی کی ایک نگہ کہ رہی منکی من کے بیچ

غزل میر

عشق مین اے طبیبہاں ٹک سوچ | پائے جان درمیان ہی یان ٹک سوچ

میل خاطر ہے جو اوس سیم بدن کے ویہن پہنچا یا
طرح کیسیر زر سے کے وہ حمام کے باہر نکلا
یون نہا دھو کے گویا سے انور نکلا
آتش عشق سے گویا وہ جو بھی نہاری
ہیک پوشاک جو سلوائی تھی پیشکاری
اوس سیکدوش کو پہنائی تھی پیشکاری
کاہلانی کی سر اسر وہ جو تھی تیاری
پیچ پیچ اوس نے خجالت سے کمر پر باندھی
نیلبھر پیچ مرصع کی کمر پر باندھی

جال مین

بے تامل ادائے کین مت کر — قتل مین میرے مہربان ٹک سوچ
سرسری مت جہانسے جا غافل — پانوں تیرا پڑے جہان ٹک سوچ
پھیل اتنا پڑا ہے کیون یہان تو — یار اگلے گئے کہان ٹک سوچ
ہو نٹھہ اپنا ہلانہ سمجھے بن — یعنے جب کھولے تو زبان ٹک سوچ
گل و رنگ و بہار پردے مین — ہر عیان مین ہی وہ نہان ٹک سوچ
فائدہ سر جھکے کا شیب مین میر — پیرے سے آگے ایجوان ٹک سوچ

غزل تابان

ردیف — حائے

ابرو نے تیرے مجھپہ کیا وار بیطرح — دل مین میرے لگی ہی یہ تلوار بیطرح
ممکن نہین کہ عشق کے ہاتھونسے جی بچے — پیدا ہوا ہے مجھکو یہہ آزار بیطرح
عالم تمھارے پیچ مین آویگا آج جان — تم نے سجا ہے چیرۂ بلدار بیطرح
پگڑی کو اوسکی بیچ پیئے گا شراب آج — زاہد کی فکر مین ہی وہ میخوار بیطرح
کیا جانئے کہ آج کس عاشق کی ہی اجل — کیفی ہوا ہے ابتو میرا یار بیطرح
ممکن نہین قفس سے کہ گل تک پہنچ سکے — بلبل ہوئی ہے ابکی گرفتار بیطرح
غارت خدا کرے یہ تیرے ملک حسن کو — ہے فوج خط کے گرد نمودار بیطرح
تابان بتا کہ یار کو کیونکر منایئے — ابکی ہوا ہے مجھسے وہ بیزار بیطرح

غزل ناسخ

کیون دکھائی اے فلک بے یار صبح — ہے شفق سے مجھپہ آشکار صبح
یان کسی خورشید رو کی یاد مین — ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح
زلف کو رخسار سے ہوتا ہے ربط — کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح
کھینچکر فرقت مین تیغ آفتاب — ہے ہماری جان کو خونخوار صبح
وصل کا سامان ہی آج اے فلک — شام سے کر پیشتر تیار صبح
حسن کا عالم بھی کیا عالم ہے واہ — زلف جانان شام ہے رخسار صبح
سینۂ پر داغ چاک پیرہن — ہے وصال یار مین گلزار صبح

جال مین سونپکی پڑا چھپنی پیمانے
سرخ اطلس کا وہ پاجامہ سجا لوٹے دار
جنکی کلون کا ہو پنجہ ذہن سے رنگین
ہاتھ مین پانچ دونون جو اٹھائے اکبار
کسقدر جامے سے باہر ہوا وہ شکل بنا
گل بدن پھر جو مقابل کوئی پایا اسنے
چٹکیون مین دم رفتار اوڑایا اوسنے
ایک دوپٹا دیا بنیم کا پھر اس گل کو اڑھا
پیڑ کی اوس حسینان جہان پر ہر جا
جنبش جسم سے انچل کا جو پھٹا لچکا
چادر ابر مین بجلی کو تڑپتے دیکھا

جھرمٹ

وصل مین تھا صبح سے بیزار مین ہجر کی شب مجھسے ہے بیزار صبح
قہر ہو کر شعلۂ پرزر تیرا دیکھ پائے اے پری رخسار صبح
چاک کرتی ہے گریبان دیکھکر کار چوبی مہر کی دستار صبح
شام کیا ہو تیرے گھر مین بار یاب نور سے ہے سایۂ دیوار صبح
وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین دیتی ہی ہر شب نیا آزار صبح
ہی یہان کسکو شب فرقت مین ہوش ہو چکی ہیگی ہزارون بار صبح
وصل کی شب کب ہوئی تمکو نصیب شام کو کرتا ہے نور یار صبح
ہی دعا اے خالق لیل ونہار ہو یہ شام کاکل دلدار صبح

غزل سراج

منھ سے تیرے ہوئی ہویدا ماہ صبح کیون نہو شرم سے پشیمان صبح
میرے رونے سے یار ہنستا ہے اشک شبنم ستی ہی خندان صبح
ہی تیرے حسن کی تجلی دیکھیہ پیرہن چاک تا گریبان صبح
بسکہ مقبول ہے دعائے سحر ہی مجھ آنکھو نمین نور ایمان صبح
اے سراج آفتاب رو آیا ہے مرے گھر مین آج مہمان صبح

غزل نور

لب تیرا مثل غنچۂ تر ہے شوخ فتنۂ چشم پر غضب ہے شوخ
سیکھ لے تجھسے شوخیان کوئی تجھسا عالم مین کوئی کب ہے شوخ
ہو وفا تجھسے ہے یہ بوالعجبی بیوفائی کا کیا عجب ہے شوخ
نام ہو کیون نہ دلربا تیرا دل ہی کی تو تجھے طلب ہے شوخ
پاس ہے اپنی بات کا تو آ کل کے وعدے کی آج شب ہے شوخ
نور گھائل ہے ماہ کے مانند اتنی بے مہری کس سبب ہے شوخ

غزل سوز

گالیون سے ہم تری ہوتے نہین ایماق تلخ کیون مری لگتی ہی تو انصاف میر آہ تلخ

اُس لب شیرین کی حسرت مین ہوا ہون جان بلب — زندگانی کیون ہوئی مجھپر مرے اللہ تلخ
شکر ہی اسکا زبان کی ہمسے لذت چھنگئی — جو ملا سو کھا لیا تھا خواہ شیرین خواہ تلخ
زہر بھی میٹھا ہوا سکے ہاتھ کا جو مجکو دے — کیون مجھے کہتا ہی تو ای ناصح بدراہ تلخ
سوز دل دینے کا تو پوچھے اگر مجھسے علاج — ہی محبت کا مزا میٹھا ولے پر ماہ تلخ

غزل یقین

میرے نہ چاک گریبان سے ہی رفو گستاخ — نہ مرے زخم سے مرہم کی آرزو گستاخ
کرے ہی آئینہ بیطرح نکتہ چینی حسن — نکر تو اسکو اب اتنا بھی روبرو گستاخ
تیرے ادب سے گیا ہون جنونکو ایسا بھول — کہ ہاتھ جیب سے گویا نتھا کبھو گستاخ
مین اس لبری کو پیتا ہون خون دل اپنا — کہ جون شراب کو پینے مین ہی سبو گستاخ
ہزار شکر یقین مین اگرچہ ہون بے قدر — نہین ہی مجھسی ہرگز وہ تند خو گستاخ

غزل سراج

بندہ ہون دل سی تیرا ہر آن یا محمدؐ — تجھ نام پر فدا ہون قربان یا محمدؐ
آلوگی سے تن کی ہے سخت مجھپہ مشکل — اپنے کرم سے کرنا آسان یا محمدؐ
سیپارہ جگر مین آیت ہی یاد تیری — نازل ہی تجھ صفت مین قرآن یا محمدؐ
امید ہی تمھین سے محشر کے دن شفاعت — مجلس مین اپنی کرنا مہمان یا محمدؐ
تجھ ذات کی ثنا مین لولاک حق نے بولا — ہی جسم دو جہان کا تو جان یا محمدؐ
تمکو کہے ہین احمدؐ محمودؐ بھی کہے ہین — ہی اسم ذات تیرا روح جان یا محمدؐ
رکھتا ہی آس ہر دم تمسے سراج یا شاہؐ — رکھ عاقبت کو ثابت ایمان یا محمدؐ

غزل

یا الٰہی کب ملے گا وہ جوان سرو قد — روز و شب پڑھتا ہون سر قل ہو اللہ احد
ورد جان اپنا سمجھتا ہون تجھے اے گلبدن — رات دن مجھکو وظیفہ ہی سو اللہ الصمد
لم یلد کوئی نہین دنیا مین لیکن ہے خدا — دو جہان تیرا ولد یو لد جو رکھتا ہی سند
ذات ہی اوسکی بقا سب جگ فنا فی اللہ ہی — اول و لم یو یکن سو یکم لہ کفوا احد

غزل کو دا

غزل سودا

ولیہ ایک سانپ سا
جاکے کہدیجے کوئی خا ساے گھر سے پیوند
صاحب درد کی ہی اوسکو نظر سے پیوند
دل سے کر اپنے ظالم
مین کیا ہون یہ بہت خون جگر سے پیوند
چیر اسجا ہی ہو لیکن تا ہے جو اتنا شاید
کسی عاشق کے ہوا دیدۂ تر سے پیوند
آئینے کسکے دھوہے دست ہو لسازیمین
شیشہ ٹوٹے تو کرین ہم بھی ہنر سے پیوند
شب کو گیا مین مجھی عبث ناز طبیب اے سودا
درد کو دل کے نہین درد جگر سے پیوند

غزل انشا

نہ لگی مجھکو جب اوس یار طرحدار کی گیند
اوسنے محرم کو سنبھالا اور بھی تیار کی گیند
دسترس ہو گے تیرے سیب ذقن پر یارون
قرص خورشید کی اور لمعۂ انوار کی گیند
جھٹ پلٹ آکے لگی بیچ مین چھاتی کے مرے
تھی یہ روکی ہوئی کس محرم اسرار کی گیند
رکھے ہی ماہ شب چاردہم دلمین ہوس
کہ وہ قالب بنے اور ہو تیرے دستار کی گیند
گرد مقیش طلائی کے کرن ٹکوا کر
مین یہ لایا ہون بنا اطلس گلزار کی گیند
شالی رومال کی توچوٹ مجھے کچھہ نہ لگی
اب بنا پھینکئے کمخواب کی شلوار کی گیند
لگے فرمانے وہ پڑہ پڑہ غزل انشا کو
واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

غزل نظیر

کب مثل شیشہ انکا کسی سے برائے دل
پتھر جنھین خدا نے دیا ہے بجائے دل
جب لیچلا وہ دل میرے پہلو سے کھینچکر
دل سے میرے صدا یہی نکلی کہ ہائے دل
آوے اگر بتان کے تئین رسم دلبری
تو تو جہان مین پھر کہین ڈہونڈہی پائے دل
ابتو تیری جفا سے یہ مانگون ہون مین دعا
ظالم خدا کرے کہ کہین تو لگائے دل
اور جبہ تو فدا ہو وہ ظالم ہو اسقدر
جو مطلقا تیرا وہ نہ خاطر مین لائے دل
تجھہ پر بھی چند روز تو یہ کشمکش ہے
دُر دُر اودہر کرے اور ادہر ستائے دل
ناچار جیسے تجھسے چھڑاتا ہون دلکو مین
ایسا ہی تو بھی اوس سے لگا کر چھڑائے دل
شیدا ہو نہین تو لیلی و مجنون کی چاہ پر
خالق نے کیا ہی خوب سے انکے بنائے دل

تھے اوسکے پاکے آبلے چھاتی پہ اوسکی آہ
کیا اتحاد جسم تھا اور کیا صفائے دل
ہین یہان بڑے جواہل دل اکثر یہ کہتے ہین
چھوٹا سا اک نظیر بھی ہے خاکپائے دل

غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو نہین تنویر سفید
ہوگیا سکتہ مجھے بن گئی تصویر سفید
دونون رخسارونپہ یہہ عکس نہین موتی کا
گرد خورشید کے کھینچی ہے یہ تحریر سفید
کالا منھ کرتے ہین مجرم کا یہ ہی رسم بلاد
منھ کیا یار نے میرا دم تعزیر سفید
سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے
ہوئی شاید میری تقدیر سے تحریر سفید
لاکھ تدبیر کی کچھ بس نہین چلتا میرا
کرون کسطرح سے یار و خط تحریر سفید
کوئے جانان کا تجسس کیا مینے یہانتک
کوچہ گردی سے ہوئی پاؤنکی زنجیر سفید
سنکے آواز میری ہوتا ہے بیخود ایسا
جسطرح ہوتا ہے کافر دم تکبیر سفید
پیار کرتے تو کیا پھر جو نہین تیور بدلے
ہوگیا رنگ میرا باعث تقصیر سفید
داغ فرقت نہین جاتا کسیصورت دلسے
زنگی ہوتا نہین ہرگز کسی تدبیر سفید
رنگ مکھڑیکا مجھے دیکھکے فق ہوتا ہی
پیدا کی آہ نے شاید میری تاثیر سفید

آسمان پر یہ نمایان نہین ہین سیارے
دیکھو خاشاک کے ہین نالہ شبگیر سفید

غزل خان

آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد
نرہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد
کیا عجب ہی جو اوٹھے مرقد لیلی سے صدا
میرے مجنون تیرا کیا حال ہوا میرے بعد
تیز رکھیو سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آجاوے کوئی آبلہ پا میرے بعد
وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح
پہلے مین جاتا ہون اور باد صبا میرے بعد
منھ پہ لے دامن گل روئینگے مرغان چمن
ہر روش خاک اوڑاویگی صبا میرے بعد
اسلئے کرتا ہو نمین چاک کفن کو اپنے
کون کھولیگا تیرے بند قبا میرے بعد
جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے
یاد آویگی تجھے میری وفا میرے بعد

ولیہ ایک سانپ سالہراتا ہی مرقد پہ صنم
کون کھولیگا تری زلف دوتا میرے بعد
جاکے کہدیو کوئی خاکی زبانی اتنی
اب نہین آتے ہو پھر آؤ گے کیا میرے بعد

غزل ضمیر

چیر اسجا ہی ہو لیمن تو نے ایجان زرد
کیا خوب پھولی سر پہ ترے زعفران زرد
آئینے کسکے دھوم ہی گھر گھر کے بیچ
فیض قدم سے کسکے ہی سارا مکان زرد
شب کو گیا مین مجلس ہولی مین بضمیر
دیکھیسپ کیا ہی خوب تھا ہر اک مکان زرد
اس انجمن کی تجھسے مین تعریف کیا کرون
پہنے لباس بیٹھے تھے سب مہربان زرد
کھپ کھپ رہی تھین چولیان سب کے بدن مین ٹھیک
شالین لپستی اوڑھے ہوئین دلستان زرد
روشن کیے تھے جار نشیمن کی گرد گل
چھتین تھین زعفران بھی ورسائبان زرد
حورین نژاد رنڈیان بیٹھی تھین صف بصف
سونے کی کنٹھے پہنے ہوئے نوجوان زرد
پشواز جیت انکی مرے دلمین کھپ گئی
گرد حاشیہ کنارے کا تھا درمیان زرد
ڈالے سبھی تھے ہار گلونکے گلے کے بیچ
سرخوش تھے اپنے حسن مین سب گلرخان زرد
پچکاریون کی مار تھی ہر اک طرف سے زور
کیسر کے رنگ سے تھا زمین آسمان زرد
رنگونسے قمقمونکے تھے آپس مین زردمار
روشن کیے عقیق کی تھی شمعدان زرد
ان سب کے درمیانمین مسند پہ دل ربا
سونیکے آگے رکھے ہوئے پاندان زرد
القصہ اپنے حسن مین ہر ایک شاہ وقت
پر دیکھے اسکے ہوگئے سب بدگمان زرد
اس شب سے میری آنکھونمین یرقان ہوگیا
یانتک کہ میرے ہوگئے سب استخوان زرد
انداز سے زیادہ ہی اسکا بیان ضمیر
لکھتے ہی اسکو ہوگئی سب داستان زرد

ردیف | غزل مسیح | ذال

قند و نبات و شہد و شکر ہین کہان لذیذ
شیرین لبونکی جیسے کہ ہون گالیان لذیذ
ہین سوز غم سے اسکے یہ جلتے برنگ شمع
کام ہمامین میرے نہین استخوان لذیذ
ساقی ہو سیر باغ ہو اور گلعذار بھی
مشرب مین اپنے تب ہوئے اغوان لذیذ
ہو کیون نہ موج شربت عیسی مری زبان
نام اوسکا لیتے ہی ہوا میرا دہان لذیذ

ہر میوہ اور مٹھائی کی لذت سے دل بھرے — پر ہو مدام بوسۂ شیرین لبان لذیذ
جون پاے قیس تیرے شتر کی زبان کو — لگتے ہین خار نخل کے اے ساربان لذیذ
جب ہاتھ مین نہو وے وہ سیب ذقن مسیح — کیونکر لگے ہین ثمر بوستان لذیذ

غزل انشا

لکھدو آخو بنی صاحب کوئی ایسا تعویذ — کہ میرے سنہ سے لگاوے اوسکے گلے کا تعویذ
کچھ تو دے اپنی نشانی مجھے بند بالا — توڑ از بخیہ کڑا قول کا چھلا تعویذ
دل دھڑکنا ترے عاشق کا بجاوے ہرگز — گرچہ سولاکھ طرح لکھدے مسیحا تعویذ
عشق ہوے ہمتوا جی قہر تھا اس کافر کا — اال ناڑ مین بندھا ہاے وہ نیلا تعویذ
سر کے بالونسے لٹک جھوکے سے اوجھل تو مہیں — اب لگا مجھکو ستانے یہ نگوڑا تعویذ
گرچہ سیانون نے پڑھ افسون بہت اتوارکیدن — خون ہا ہا سو مرے واسطے لکھا تعویذ
جس پر یکا مجھے سایہ تھا نہ اُترا لیکن — کام آیا نہ کسی شخص کا گنڈا تعویذ
حاضرات اب نکر و بس پڑھو سورۂ جن — دوستو چپ رہو جاوے یہ کسکا تعویذ
خیر انشا کی جو چاہو تو پلا دودھ دھو کر — اُسکے بازو کا وہ تھا سارو پہرا تعویذ

غزل یقین

کیا خزان نے کردیا ویران گلستان العیاذ — کسطرح سے بلبلین ہوتی ہین نالان العیاذ
لوگ اس وادی مین اب کرتے ہین آہو کا شکار — بعد مجنون یون ہوے بیکس غزالان العیاذ
جب مرے گرتے ہین آنسو زہر ہو جاتا ہے آب — ہاے یہ عقدہ گھریون ہو پریشان العیاذ
بات کہتے ڈالتے ہین جھوٹ یہ شیشہ سا دل — کسقدر یہ سنگدل ہوتے ہین خوبان العیاذ
چاک کر ڈالا ہو تونے اپنا سینہ بھی یقین — پھاڑتا ہے اسطرح کوئی گریبان العیاذ

غزل بادشاہ

ردیف ا

بلبل شیدا نے پوچھا گل سے یون روز بہار — اے گل رعنا ترے دہن سے کیونکر لپٹے ہین خار
کیا نزاکت سے گران سر ہے چشم یار کا — بار کاکل سے کمر کیونکر نہ لچکے بار بار
مطرب و مینا و ساقی نغمہ و چنگ و رباب — سب مہیا ہو ولے تیرا فقط ہے انتظار

قلمنہ چھولو بچا کر اوس کی پھنکار سے
صورت حسن ہین گو یوسف یا پرستان
شیشیون مین خط عروس باغ کو لگایا ہے
زرکے کلاوی دھن تب کرنا یا اوسکو
شادی وصل مین چھاتی سے لگایا اوسکو
عکس اوس کی رہا کرنے لگا ہے
نقش رہا وصل کو دل جی مین خوف و خطر
کچھ کہ اندیشہ رقیبون کا نہ اغیار کا ڈر
عیش و عشرت مین کیا کرتا تھا اوقات بسر
کچھ سفید اور سیہ کی نہ خبر ہوتی تھی
صبح ہوتی تھی کہان شام کو ہوتی تھی
دولت وصل سے گھا خانہ دل مالا مال
نہ جدائی کا کہین خواب مین تھا خیال
پتا رہتا تھا کہین اوس شوخ کی ہوتی تھی
ہجر کی مشق کی کیا غم تھا ہمین ہجر کا سال
کوئی

جو گل رخسار جانان کی نہ آئی دلکو تاب — چھپے ہا ہی غنچہ و گل غیرت سے ہو کر شرمسار
گل نے کر چاک گریبان یون کہا رو کے زار — چشم گل کو نوک مژگانکی جگہہ ہے خار خار
تیرے مقدم کے لیے ای سیم بر گلزار مین — گل گریبان چاک کر آیا نکل بے اختیار
تیغ ابرو دیکھکر آئی ندا اے بادشاہ — لا فتا الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار

غزل تحسین

کس مزے کے رنگ سے بن بنکے آتی ہی بہار — حسن کو اپنے عجب سج سے دکھاتی ہی بہار
چاندنی ہی سیر ہی اور بادہ گلرنگ ہے — گر نہین ساقی تو کس کافر کو بھاتی ہی بہار
ماہتابی کو مزے مین ماہ ہی مہتاب مین — حیف اوسکے ہجر مین کیا مفت جاتی ہی بہار
جھومتی جھکتی ہمکتی جھنجھلاتی چاند سی — جب وہ گلبر و پاس نین کسکو خوش آتی ہی بہار
واہ واتحسین یہ مصرع نپٹ موزون ہوا — چاندنی کو رنگ مین کیا دل لبھاتی ہی بہار

غزل مطلب

مارتا ہون تمہاری مین ہر بار — آشناؤن مین سب بڑائی یار
تمکو لازم ہے پکڑو گے میرا — ہاتھہ مین ہاتھ با محبت و پیار
مجھکو پیاری لگی تمہاری یار — چال دہیمی اے سرو خوش رفتار
خوب کر وا یا اب تو مت کر وا — مجھکو رسوا بہ کوچہ و بازار
ایک ذرہ بھی مجھکو کرنے دے — یار مجھ دل کے درد کی تکرار
حکم ہو دے تو آج مارون مین — کھینچکر پیٹ مین عدو کے کٹار
گرچہ مطلب کا خوش لگے تمکو — تو پڑھو رختہ سجن للکار

غزل غیور

تحسین بھی نکی شیرین نے کچھ تیشہ زنی پر — پتھر پڑین فرہاد کی اس کوہ کنی پر
اس لب نے نہ اک لعل کا بازار کیا سرد — کچھ آگ سی ہی ایک عقیق یمنی پر
ان زلفونکا عنبر کے تئین دیکھہ ہوا خواہ — سر پوش دھرا نافہ مشک ختنی پر
اب رام جی کے نام کی جپتا ہو نین سمرن — دل جب سے گرفتار ہو کسی راجنی پر

کیون سینہ و سر اپنا مین تجھ سنہ پھوڑون — وہ وعدہ شکن ہی مری اب لشکنی پر
کیون غنچہ کے مانند گریبان نکرون چاک — گل کھا وی جو ہاتھونپہ وہ اس گلبدنی پر
شاباش غیور آفرین صد مرحبا تمکو — کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخنی پر

غزل نظیر

ہر گز نہ پلا مجھے تو آنکھ بدل کر — ساقی تری ہی کو چہ سی بجا دونگا سنبھل کر
مین کشتۂ ابرو ہون ترا ای مرے قاتل — اکتے ہو لیے ہاتھ مین کیو تیغ مچل کر
تمنے تو اپنے دل سے کیے قتل ہے مجھکو — بیٹھے ہو لہین باندھکے باہر جو نکل کر
جب ہمسے خفا ہو کے وہ جاتا ہی شمع رو — خاموش ہو رہجاتا ہون پر وانہ اجل کر
مین عاشق بیدل ہون ترا ای مری جانی — مت آنکھ چرا ہمسے تو ایسا نہ خلل کر
کہتا ہی نظیر اوسکو ذرا پیار سی تو سوجا — تب اوٹھکے کھڑا ہوتا ہی وہ شوخ اچھل کر

غزل سودا

اوٹھ جاتے ہین ہر روز مزہ یار سی لڑکر — ملتے ہین تو پھر چھاتی کو چھاتی سی رگڑکر
پوجون ہون نمین جس بت کو خدا کا ہی تراشا — آذر نہین لایا وہ مرے واسطے گھڑکر
خود کردہ کا درمان کہو کیا کرون یارو — دل اون نے لیا مجھسے نہ لڑکر نہ جھگڑکر
دانا ہو سو سمجھے کہ محبت نہین وہ شے — در پر کسیکے بیٹھیے جسکے لیے اڑکر
کہتا تھا یہ سودا وہ بچائیگا کہانتک — جا بیٹھونگا دروازہ پہ اب اوسکے مین گڑکر

غزل انشا

جا سکتے نتھے جسکے چھپر کھٹ کے برابر — شب اوسنے سلایا ہمین کروٹ کی برابر
اس ملگجی پوشاک پہ مسکی ہوئی چولی — ہی بگڑی ادا لاکھ بناوٹ کے برابر
اس موسم برسات مین کیون گھر مین ہم — آنکھین بھی برستی ہین مہاوٹ کی برابر
وہ پردہ او ٹھا گھر سے چلا آیا جو در تک — غش کھا کے گرا اپٹ سی مین چوکھٹ کی برابر
کب اوسکو اثر کرتی ہین انشا کی دعائین — تعویذ پڑا لٹکے ہی ہر لٹ کی برابر

غزل خلیق

پھونکے نکالین شیطان پڑھ پڑھ کے پھونکے پانی
مال و زر و رسم کی نکی جو بہ دولت پائی
حسن کو اوسنے بناوٹ سے عجب چمکایا
آبرو خال مین سونے کی طلا دی اوسنے
اسقدر رنگ طلائی کو چلا دی اوسنے
آتش عشق وہ دو چار کو پھونک رہے نکلا
نوف و عارض پہ وہ اشام و سحر رہنے لگا
شوق تو دیتی کا منظور نظر رہنے لگا
پیرہن مین سیک رشک قمر رہنے لگا
تار و ماند مین عنبر مین عجب طاق ہوا
زلف کچھ کچھ جو سر سبزوں او رکھا تھا
بال شانے کے صاف ہی حسن صفا
تازہ نرگس غرہ و نازک کو ہوا
کنگھی

ہی حسن ترا ماہ درخشان کے برابر — دندان در و لب لعل بدخشان کے برابر
ٹیکے کی پھبن یون ہی جبین پر ترے گل رو — پروین ہی جیسا مہ تابان کے برابر
کیا چاہیے عاشق کی بجھے قتل کو خنجر — ابرو ہین ترے خنجر برّان کے برابر
یا تنگ ہی نقاہت تپ ہجر نے مجھے یار — رنگ زرد مرا ہووے ہی یرقان کے برابر
اس دست حنائی کے تصور مین خلیق اب — جی ڈوب چلا پنجۂ مرجان کے برابر

غزل غلام احمد

نازک ہی بدن غنچہ دہن اور گلعذار — سیمین بدن اور رشک قمر اور طرحدار
کیا کر سکو مین قامت موزون کا اسکے وصف — سو جان سے اوسپہ سرو گلستان ہی نثار
کیا خوب اوسکا حسن ہے بس اسکی حسن پر — خورشید و ماہ رہتے ہین بیتاب و بیقرار
سیر چمن کو گروہ لنک چال سے چلے — ہر ہر قدم سے اوسکو نکیون تازہ ہو بہار
احمر تو ایسے یار کے رہ اشتیاق مین — اور اوسکے نام کا بھی تو رکھ ورد بار بار

غزل شاہ ظفر علیہ الرحمہ

تری جو باز یب سر کا جھومر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
ہوئی ہین جلوہ نما چمک کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

دفور اشکونکا ہے ہمارے نکلتے بالون مین ہین شرارے
نہ کیونکہ ہون عرش پر بخاور زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

پھپھولے پاؤن مین ہین نمایان تو سر پہ داغ جنون فراوان
نہ دیکھین دیوانے تیرے کیونکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ذرا جبین عرق فشان پر تو اپنی افشان دکھا دے چن کر
کہ تا نظر آوین ماہ پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

نہ سیر وہ گل نہ جوش شبنم نہ چمکے جگنو ہوا پہ ہر دم
نہ شب کو آتے مجھکو نیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

ادھر تو فوارے چھوٹتے ہین وہان ہین اشجار پر چراغان

نئی ہی سیر اک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر
زمین نہایت ہی تھی وہ مشکل ظفر ہے استاد پر وہ کامل
غرض دکھاوے وہی بنا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

غزل سودا

ردیف فارسی

بال و پر ہوئی پنائے تھے نمودار ہنوز — تب سی ہم کنج قفس مین مین گرفتار ہنوز
ہونگے پامال نہ کر ہمکو رہا اے صیاد — عشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز
زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام — یار و تم ڈہونڈہتے ہو مرہم زنگار ہنوز
حق تعالی اوسے جیتا رکھے اس دنیا مین — اس قیامت سی نہین ہی تو خبردار ہنوز
قیس و فرہاد کے ماتم سی تو جگ مین اب تک — دشت مین خاک بسر روتے ہین کہسار ہنوز
تیری دوری سی عجب حال ہی اب سودا کا — مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

غزل غالب

کب رہا ہی اب ہمین ہو و بشر کا امتیاز — دیکھکر جاتا رہا تجکو نظر کا امتیاز
اسکا کوچہ چھوڑکر جاوی ہی گلشن کیطرف — ہوگیا معلوم بس باد سحر کا امتیاز
ناز کی جسنے رگ گل کی ندیکھی ہو کبھی — ہو میان کیونکر اوسے تیری کمر کا امتیاز
ہی یہ سودا ی محبت وہ کہان انسان کو — کچھ نہین رہتا یہان نفع و ضرر کا امتیاز
جب نشست اغیار کی پہلو مین ٹھہری یار کی — تب ہمارا رہگیا پھر وہان کدھر کا امتیاز
اہل ہمت بوجھتے ہین خاک جب اکسیر کو — انکو کب ہوتا ہی صرف سیم و زر کا امتیاز
آگے اپنے یار کے غالب ہمین معیوب ہین — ورنہ ہی کسلے اوسے عیب و ہنر کا امتیاز

غزل یقین

خوش نہین آتا ہی بن مجنون ہمین صحرا ہنوز — ان غزالونسے ہمارا جی نہین لگتا ہنوز
اب تلک کرتا ہی تیشہ کام مین تیشہ کی دخل — مانتا ہی کوہکن کے نقش کو خارا ہنوز
سونگھا دی بن بھی مستی حسن کی تیرے نہین — بھر رہا ہی وہ اسے اس مشوق کی مینا ہنوز
باوجود اسکے کہ ہی زخمونکی مارے خون مین غرق — آب خنجر کو ترستا ہی جگر میرا ہنوز
ہی یقین کا عشق مین ہر سو زبان احتیاج — اسپہ ہوتی ہی نہین ہی کم وہ استغنا ہنوز

ردیف — غزل معروف — سین

لیچلو مجھ کو اوسی آئینہ رخسار کے پاس
زندگی کا ہی مزہ یار جو ہو یار کے پاس

نرگسی چشم کا مشرکھ دل بیمار خیال
یعنے بیمار کو رکھتے نہین بیمار کے پاس

ذبح کرتا ہی تو کر پر ذرا اتنا کیجیو
رکھیو قاتل تو مجھے اپنی ہی تلوار کے پاس

جی مین آتا ہی کہ اب بھیس بدل جوگی کا
دھونی دی بیٹھیے جا زلف دھو اندار کے پاس

اب خیال اسکا سرفراز کرے اے معروف
شہ قدم رنجہ کرے جا کسی نادار کے پاس

غزل انشا

پھنس گئی عندلیب ہو بے کس
وائے تنہائی اور کنج قفس

قیس لیلی سے مل گیا شاید
نہین آتی ہے آج بانگ جرس

شب جو مین اونسے راہ مین لپٹا
خوف خاکم رہا نہ بیم عسس

ہاتھ پائی ہوئی کچھ ایسی کہ بس
اگئی انگلی کی چڑھگئی جھٹ نس

لگے کہنے کہ میرے دامن کو
نہین اب تک کیا کسو نے مس

مفت جل جائیگا پرے بھی سرک
ارے مین آگ اور تو ہے خس

جب یہ سمجھے کہ چھوڑتا ہی نہین
تب تو ٹھہرے کہ دینے بوسے دس

گنکے دس لیلے گیارھوان نہ سہی
ہمکو پٹنے کرے زیادہ ہوس

ایک دو تین چار پانچ چھ سات
آٹھ نو دس ہوے بس انشا بس

غزل شہیدی

ترے پرسے جھڑنے لگے شرر نہ تڑپ تو بلبل زار بس
جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس جلے گا قفس

اونھین گو کہ بارھوان سال ہی مرے ساتھ پر یہ مقال ہے
ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس ابھی تو ترس

کوئی کارواں بھی گیا اگر سوے نجد قیس یون بول اوٹھا
وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس وہ بجا جرس

ترے غمزے کا ہون بریدہ سرا ے جنگجو مرے قتل پر
نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس

نہ چلی کسو کی فسونگری کہ وہ زلف سانپ سی جسگھڑی
گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس گئی دل کو ڈس

تجھے دیکھا جسنے ہی ای پری بجذ اکسی کے نظارہ کی
نرہی ہوس نرہی ہوس نرہی ہوس

تو شہیدی ابر سیہ سے کہہ وہ شراب پینے ہین جس جگہہ
وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس وہین جا برس

غزل محکم

مجھے حیف ہے ترا ای صنم کہون جا کے آہ یہ کس سے بس
نہ ملا درس نہ ملا درس نہ ملا درس

یون پکارا وٹھا ترے در پہ شب مجھے چور کہکے وہ بدلقب
ترا آج عس ترا آج عس ترا آج عس ترا آج عس

ترے ہجر مین مجھے ای صنم یہان پورے روتے دو ماہ کم
ہوئے دو برس ہوے دو برس ہوے دو برس ہوے دو برس

تپ غم کے آتے اوٹھا بھڑک بجذ اصنم یہ جگر مرا
نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس

مجھے برمین محکم کہر ا دہین جان کو وہ لپٹ گیا
ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس ہر خار و خس

غزل شہید

نہو گا مجھسا دنیا مین کوئی ناکام سو سو کوس
کہ مطلب بھاگتا ہی سنکے میرا نام سو سو کوس

ہماری شکل سے بیزار ہین اب یار کا ای ہمدم
بلاتی تھے ہمین جو بھیجکر ہر پیام سو سو کوس

مبارک ہو تمھین ای ہمصفیر سیر گلشن کی
ہماری آہ مین پھیلے ہوے ہین دام سو سو کوس

نکالا

نکالا آسمان نے جسکو گھر سے جانکے
ہوا تھا نا توان غم کو بہر گام سو سو کوس

مریض عشق کی اپنے خبر لے جلد ای ظالم
ہوئی ہے دور اس سے طاقت و آرام سو سو کوس

نہ اکدن خضر نے بھی آکے میری رہنمائی کی
بھٹکتا ہی رہا ہین صبح سے تا شام سو سو کوس

غضب ہے حال سے اپنے نہین واقف ہے وہ اتنک
شہید اب جسکی خاطر سے ہوئے بدنام سو سو کوس

غزل رضا

تمنے کچھ قدر مری آہ نجانی افسوس
قدر دانی سے کوئی بات نمانی افسوس

داستان درد کی اپنے مین کہون کس آگے
کوئی سنتا ہی نہین میری کہانی افسوس

دل اگر کہنے مین ہوتا تو یہ دکھ کیون ہوتا
ہے بغل مین بھی میرے دشمن جانی افسوس

چشم تر ضعف بدن خشکی لب زردی رنگ
یہ ملی درد محبت کی نشانی افسوس

رحم آتا ہی رضا دیکھ ترا حال مجھے
مفت برباد گئی تیری جوانی افسوس

غزل سراج

کیا شراب محبت نے دلکے خم مین جوش
عجب نہین جو قیامت تلک رہون مدہوش

صنم کو حسن کی خورشید کی خجالت سے
ہوا ہی چاند نقاب سحاب مین روپوش

نہین علاج بجز مرہم نوازش و لطف
جفا کو زخم سے کرتا ہی دل فغان و خروش

نہوے صور قیامت کی شور سے بیدار
جو کوئی خیال مین اس چشم کے ہوا مدہوش

ترے دوابرو کے ہمسر کو دیکھ حیران ہون
سنا نہین ہون کہین دو ہلال دشمن و ش

فسردہ دل ہون زمانیکی سرد مہری سے
عجب نہین ہی اگر مثل شمع ہون خاموش

کمند عقل سے آزاد ہے مثال سراج
جو اسکے زلف کو زنار کا ہی حلقہ بگوش

غزل یقین

راتدن خوبانکو ہی دلہای مفتونکا تلاش
روز و شب لیلی کو تھا دیوانے مجنونکا تلاش

اشک رنگین سے گلی تیری کو مشہد کر دیا
مر گئے ہین دیکھکر اس چشم پر خونکا تلاش

جسطرح سے دیوانے ہوتے ہین لوگ خاطر ہاے شاد
اسطرح رہتا ہی مجھکو جان محزونکا تلاش

جیسی میری لگ رہی ہی ماہ رویو کی جستجو
جسطرح ہوتا ہی افیونی کو افیونکا تلاش

شاعری ہی لفظ و معنی سی پرے لیکن یقین — کون سمجھے یان تو ہی الہام مضمونکا تلاش

غزل شاہ ظفر علیہ الرحمہ

ساقی نہ دکھا بزم مین تو جام کی گردش — یاد آتی ہی چشم بت خودکام کی گردش
یک شب نہ مرے پاس وہ آیا سہ تا بان — گردون نے نکی ایک مرے کام کی گردش
پھرتی ہی مری خاک بگولے مین ہمیشہ — ابتک بھی مری ساتھ ہی ایام کی گردش
آنکھونکی تصور مین تری صاد مین لکھتا — خامہ نے مرے جب دم رقام کی گردش
مے بھرنے ہی ساقی کے ظفر ٹوٹ گیا جام — قسمت ہے مین تھی رند مے آشام کی گردش

غزل رنگ

مرتبہ حق دیا ہے تمکو خاص — تمسے رکھتا ہی دل میرا اخلاص
غیر کی بو مرے دماغ نہین — الفت دل عجب ہے خاص الخاص
حال تقلید طالب دنیا — جسطرحسے بنا ہو ار قاص
آپ انا فتحنا ہووے پناہ — مصحف رو ہی سورۂ اخلاص
بحر معنی مین غرق ہوگا رنگ — ہاتھ آیا سخن کا ہو غواص

غزل انشا

کیون نہ دل دون اسی دنیا مین نہین ایسا شخص — یارو دیکھا بھی ہی دنیا مین کہین ایسا شخص
موج دریای نزاکت مین نہ رولے کیون کر — جس گھڑی غصہ مین ہو چین جبین ایسا شخص
جسکی صورت کی طرف دیکھتے ہی سب جائین — چاہیے بزم مین ہو صدر نشین ایسا شخص
کوئی ممکن ہی بھلا جان بچے دیکھین تو — دوستو جبکہ ہو برسر کین ایسا شخص
کیون خرابات نہو خانۂ اسلام بھلا — ہو جو تجا نہین غارتگر دین ایسا شخص
سب مکانات سی بہتر کیون نہ شرف ہو دلکو — دیکھیے جس دل مین ہو البتہ مکین ایسا شخص
ساکن کوی صنم خانہ ہو کب رکھے ہے — ہوس گاشن فردوس برین ایسا شخص
یارب انشا کو سدا عیش و طرب مین رکھنا — حیف ہی جور فلک سی ہو حزین ایسا شخص

غزل سراج

جز عشق جانگداز نہین کیمیاے خاص — جس کے اثر سے رنگ ہو طلاے خاص
مجھ عشق کا مریض ہو بیتاب دل مرا — دے اے طبیب وصل سو اسکو دواے خاص
مجھکو نہ بوجھ دلمین دوجی عاشقون مثال — سب مبتلاے عام ہین مین مبتلاے خاص
جز غم نہین رفیق مرا پیو کے ہجر مین — درد فراق مجھکو ہوا آشناے خاص
تھی تشنہ وصال کو کوثر کی آرزو — دیدار کا ہے شربت اسے مدعاے خاص
مجھپر نگاہ کرم ہے اور لطف عام پر — ہو دل پسند مجکو صنم کی ادا ے خاص
اے شوخ تیرے حسن کا پروانہ ہو سراج — تیرے سوا نہین ہوا وہ دلربا ے خاص

غزل سوز

آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص — دیکھین ہزار در پہ پھرا دے گداے حرص
کب گرسنہ کو ہووے قناعت بہات مان — رہتی ہو لاکھ طرح کی آفت قضاے حرص
انسان نہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے — ذلت کسیکو کوئی نہ دیوے سواے حرص
اپنے سوا کسی کو نپایا حریص حیف — کی قطع روزگار نے مجھپر قباے حرص
اوقات ہر طرح سے بخوبی بسر ہو سوز — پر در میان نہووے بشر طیکہ ہاے حرص

غزل انشا ردیف ضاد

لاہی چکا نہ دل کو تو اے بیوفا غرض — آوے جو میری پاس تجھے اب سو کیا غرض
اپنی گلی مین دیکھکے کہنے لگا مجھے — کیا میرے پاس آنے سے تجھکو بھلا غرض
کیا فائدہ ہو کس لیے کاہے کے واسطے — موجب سبب حصول بھی کچھ مدعا غرض
مطلق نہ آشنائی دنیا پہ کر کمند — ظاہر پرست ہوتے ہین سب آشنا غرض
انشا خیال محض ہو اسپر نہ بھولیو — ہرگز کسی کے ساتھ نہ لے خدا غرض

غزل سراج

مائل ہون گلبدن کا مجھے کل سے کیا غرض — کاکل مین اوسکے بند ہون سنبل سے کیا غرض
خونی دلونکے قتل کو سیدھی نگاہ بس — اس تیغ کو فسان تغافل سے کیا غرض
بس ہے غبار راہ لباس شہنشہی — سلطان بیخودی کو تجمل سے کیا غرض

جام مئی الست سے بیخود ہون ای تاج — دور شراب شیشۂ پر مل سی کیا غرض

غزل سودا

چھوڑا مین کفر و دین ہی فقط یار سی غرض — تسبیح سی نہ کام نہ زنار سے غرض
سینہ مین دل جو ہے سو تری یاد کی لیے — جز دید کیا ہی دیدۂ خونبار سے غرض
طوبی کی چھاؤن تجھکو مبارک ہو زاہدا — ہی دلکو اپنے سایہ دیوار سے غرض
مجھکو کچھ اور فکر رہا نکے سوا نہین — دیوانۂ جنونکو نہ ہشیار سے غرض
تم کان دھر سنو نہ سنو اوسکے حرف کو — سودا کو ہیگی اپنی ہی گفتار سے غرض

غزل یقین

کب سنی زنجیر مجھ مجروح دیوانیکی عرض — نین پہنچتی کانتک اس زلف کی شانی کی عرض
گرمی اہل بزم سی مشکر مین ہوتا ہون داغ — شمع کی خدمتین ہی اتنی ہی پروانی کی عرض
شیشہ مجھ دلسا نپاوے اور تری آنکھون سا جام — کی اگر ساقی ہزاران سال مینخانی کی عرض
دلکو ویران مشکر وہ ہے جنونکا پائے تخت — ای پری ادان کبھی سنتے تو دیوانی کی عرض
فصل جاتی ہی یقین اور باغبانسے ایکبار — کوئی کرتا نی ہماری باغبان جاؤ کی عرض

ردیف طا — غزل مولوی عبداللہ

جو کرے تری زلف سیہ پہ نظر ہووے ایک ہی دم مین وہ دم بہ غلط
جسے مار سیہ کا ہو زہر اثر کرے کیون نہ وہ ہوش و قدم بہ غلط

نہین تجھکو غرض کہ تیر و کمان یونہین مفت مین لو تو ہزاونکی جان
ترا تیر نگہ ہو اور ابرو کمان جو کرے صف ترک عجم بہ غلط

نہین اسمین ہی تیرا گناہ ذرا ذرا مارے کوئی دم چون و چرا
کہا اسکا قصاص دیت ہے بھلا جو ہو آپی عدم بہ غلط

دیکھو بلبل و گل کا نباہ صنم کیسی کرتے ہین مل کے یہ چاہ بہم
نہین کوئی ہے امین سے چشم بنم جو ہو قول و قرار و قسم بہ غلط

ذرا چشم کرم سے تو دیکھ دمبدم ہجر مین تڑپون مین آٹھون پہر

ہم پیالا رہا ہم نوالا رہا — ساغر گل کے بھر بھر کے پیالے پیا
شیشۂ دل پہ مرسان جفا کی ہوئی مار — نشتر کوہ ہی یا توپان چلانے لگا
کیا فلک نے ترچھ آنکھون سے دکھلانے لگا — پری یا قوت کی دکھلا نا کوئی لالہ
بجلیان بار کو نے بلبل بیان بان — سرمہ دینا تھا کوئی آنکھ لگانیوالا
مسی چھوانا تھا کوئی گل رخون کا — چھلے دینا تھا کوئی گل بدن کا
مہندی لانا تھا کوئی ہاتھ خوشحال کے لیے — چنگا اچھا سا دوپٹا کوئی رنگ چانگ کے لیے
گلبدن کا کوئی پاجامہ سیا جاتا تھا — رنگ گلبدن سا جو وہ سیم بدن پہنا تھا
جان کر ہونی چرچا کوئی انکیان کا — کرتان

جیسے بسمل مرغ ادھر سے اودھر نکراسپہ تو اتنا ستم بغلط

غزل سراج

تجھ خط کے آگے نافۂ مشک ختن غلط
ہی تجھ لبونکو دیکھ عقیق یمن غلط

بلبل نی دیکھہ باغ مین رخسار گلبدن
ہر جا کیا ہی صفحۂ برگ سمن غلط

بیٹھے بچن مین وعدہ خلافی کا بول کھو
ہرگز نہ بول بول ای شیرین دہن غلط

ڈرتا ہون تجھ بھوؤنکی اشارتسے دمبدم
ہوتا نہین ہی سیف زبان کا سخن غلط

روشن ہوا ای سراج کہ فانی ہی سب جہان
مجلس غلط ہی بزم غلط انجمن غلط

غزل سوز

اب ضرر کرنے لگا دلکو بتان کا اختلاط
سچ تو ہی ان بیوفا ونسے کہانکا اختلاط

اب کوئی دم کو مچاویگی خزان آیان آکر ذوم
عندلیبو چھوڑ دو تم گلستانکا اختلاط

ناقصونکی دوستی دی دین و دنیا کو اجاڑ
پوچھلو جاکر گلستانسے خزانکا اختلاط

خاک سی جسنے بنایا حضرت انسان کو
فیض گر چاہی تو کر اس باغبانکا اختلاط

سوز سے مت دل لگاؤ مشفقو بچتا وگے
کاہش جان ہی عزیزو میہانکا اختلاط

ردیف ظ — غزل یقین

تھا بتانکے بزم مین ہر طرحسے جانی کا خط
ہمکو خدمت کا انھونکے کام فرمانے کا خط

درد مندونکو نہین ہی وصل مین راحت نصیب
دیکھہ لیجیے شمع کو ملنے سے پروانے کا خط

اسطرف گل ٹوٹتا ہی اسطرف بلبل کا دل
کبھی ہا گلچین کے ہاتھو باغمین جانے کا خط

جی نکلتا ہی مرا اسپر کہ کب آوے گا ہاتھہ
یار کی پاؤن پہ سر کو رکھکے مرجانے کا خط

بوجھتا ہی خوب کیفیت نظاریکی یقین
اوس نگاہ مست سی لیتا ہی پہچانے کا خط

غزل حاجی

نرخ جوڑا سج کی نکلا گھر سے دلبر الحفیظ
آگ رکھتا ہی یہ کس کسکے جگر پر الحفیظ

دیکھیے ہوتا ہی کیا ہستی سی یا جاتی ہی جان
اندنون بگڑا ہی ہمسے کیسنہ ہرور الحفیظ

تیری یہ تیر مژہ اور تیغ ابرو دیکھکر
اچھے اچھے بول اٹھتے ہین بہادر الحفیظ

اسکے کوچے کی تو کرای دل سکونت اختیار — ساکن کوے صنم کہتے ہین اکثر الحفیظ
حاجی اوس نا آشنا سے دیکھیے کیونکر بنے — آج کہتے ہین پکارین گے پیمبر الحفظ

ردیف — غزل یقین — عین

دن جنونکے آن پہونچے ہوشیاران الوداع — فصل گل نزدیک آئی ہی گریبان الوداع
مین ہین رخصت کہ ابکی سال باندھین آشیان — باغبانا حکم یون ہوای گلستان الوداع
میکدے سے قصد مکے کا کیا ہی کیا کرین — توبہ ہمسے ہوگئی اے دیر سان الوداع
ہمسے تھا ویرانہ تک آباد سو ہم بھی چلے — اب خدا حافظ تمھارا ای غزالان الوداع
ناتوانی سے اے جور و جفا کی تاب نین — اب یقین بوڑھا ہوا ہی نوجوانان الوداع

غزل سراج

تجھ مکھ کی تاب دیکھہ ہوئی بیقرار شمع — جلتی ہی بزم عشق مین بروانہ وار شمع
از بسکہ تجھ خیال مین ہی چشم خونفشان — فانوس مین ہی آنکھو نکی ہوئی گل ہزار شمع
آبزم عاشقانہ مین شتابی ای صبح رو — ہر شب ترے فراق مین ہی اشکبار شمع
نو خط کو رخ پہ اس خط ریحان کو دیکھکر — لکھتی ہی آج دود سے خط غبار شمع
چہرے اسکے مین ہی عجب گرعرق چلے — دیکھے سے ہوکے حسن کو ہی شرمسار شمع
تیرا جمال دیکھکے خوبان ہوے خجل — بے نور ہین سورج کے آگے ہون ہزار شمع
دیکھا ہی جب سے اوس گل رخسار کو سراج — آنکھو مین ہی تنگ کے مانند خار شمع

ردیف — غزل میر تقی — عین

ہم اور نرسی گلی سے سفر دروغ در دروغ — کہان دماغ ہمین اسقدر دروغ در دروغ
ہم اور تمسے نجبت تمھین خلاف خلاف — تم اور پوچھو ہماری خبر دروغ در دروغ
فروغ کچھ نہین دعوی کو صبح کاذب کے — شب فراق کو کب ہی سحر دروغ در دروغ
غلط غلط کہ رہین تمسے ہم تنگ غافل — ہم اور الفت خوب دگر دروغ در دروغ
کسی کی کہنے سے مت بدگمان ہو تیرے تو — وہ اور اوسکو کسی پر نظر دروغ در دروغ

غزل سراج

پایا ہی اس جہان مین عجب یار بیدرینغ
ہی جسکا نام جگ مین ستمگار بیدرینغ

بیدرد اگر ملے جو کسی دردمند کو
جیسا مجھے ملا ہی وہ دلدار بیدرینغ

امید ہی تریسے سجن مہر کی نگاہ
تیغ جفا کا مجھپہ نکروار بیدرینغ

ہوا شنائی میریسے بیگانہ ہوگیا
دل لیکے کیون کیا ہی پھرانکار بیدرینغ

انجھونکا میرے بوند تیرے غمسے الیضم
منصور ہو پلک کی چڑھا دار بیدرینغ

اکبار اپنے پیار سے حال سراج پوچھ
کچھ خوب نین تغافل ہر بار بیدرینغ

ردیف ف — غزل سوز

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف

مین بھی بندہ تھا اگر ملتے تو کیا آتا خلل
پر ترے سر دلمین نہ آیا حیف میرے یار حیف

پیچھے دنیا سی ہمارا ارمان تیری وصل کا
گور مین بھی یہ آوازای عیار حیف

حسن صورت کو ہی لازم میرے یار حسن خلق
یہ تری صورت سہانی اور یہ اطوار حیف

شعر پڑھنا بات کرنا مسکرانا کہانا
سوز کے منھ سی یہی سنتی ہین لاکھون بار حیف

غزل سراج

مثال حلقۂ زنجیر ہے زلف
بلائے جان ہر تقدیر ہے زلف

قیامت تک خلاصی نے ہی ممکن
دل عاشق کی دامن گیر ہے زلف

ہوئی حل مشکلات سورۂ نور
کتاب حسن کی تفسیر ہے زلف

دیا ہے صفحۂ رخسار کو زینب
عجب یہ خوشنما تحریر ہے زلف

نصیب چشم ہے خواب پریشان
سراج اب خواب کی تعبیر ہے زلف

غزل غلام احمد

مکتب عشق مین حاصل نہین ہوتا یک حرف
گر کرے عمر تمام اپنی اسی مین بس صرف

عشق کا علم ہی ایسا کہ نہین اسکو کنار
جو کہ تحصیل کریگا وہی پاویگا شرف

سطر ابرو پہ کرے اوسکی نگہ کیا ممکن
کسکا مقدور ہو اور کسکا میان ہیگا ناف

والضحیٰ روے صنم زلف ہی والیل سجی
کیا کرامت کی یہ دو ذات مین بس جمع نون و الف

احباب عشق کی آتش سی سراپا ہی گداز — تاب خورشید سے جیسا کہ پگلتا ہی برف

غزل انشا — ردیف ق — قاف

کھولی جب چاند سی اس مکھڑے کا گھونگھٹ عاشق — کیون نہ پھر لیوین بلائین تری چٹ چٹ عاشق
نہین معلوم اجی تمنے یہ کیا پڑھ پھونکا — کہ تمھین دیکھتے ہی ہوگئے جھٹ پٹ عاشق
بھاگتے پھرتے ہین کچھ اور اوٹھاتا ہی مزا — کھا کے جھڑیان تری باتھوں سے سٹ سٹ عاشق
مسکیشی تم کرو غیرون سے ہم اور اپنے — گھونٹ لو ہو کر پیے کیون نہ غٹا غٹ عاشق
گھر سے باہر نکل آخون سے اپنے سر کے — سرخ کرتا ہو گر نہ تری چوکھٹ عاشق
چھپکے کیا سوتے ہو آنکھین اری کھول تو ہی کھول — تاڑ جاتا ہی ترے پاؤن کی آہٹ عاشق
آئین سب سیر کو جو باغ ارم کی پریان — تو ہمین دیکھکے تیرا یہ چھپر کھٹ عاشق
اے نسیم سحری اوس سی یہ کہیو کہ ترا — رات سی ہو بدلتا نہین کروٹ عاشق
اک غزل اور نئے قافیون مین کہہ انشا — جسکے سننے سی ہو معشوق بھی جھٹ پٹ عاشق

غزل سراج

ہو تسلی بخش جب سے پرتو اسرار عشق — تب سی میرا دل ہوا ہی مطلع انوار عشق
پا گیا ہی جو ہ مقصود کو لیلی کے وہ — جو ہوا ہی مثل مجنون بلبل گلزار عشق
اوسکو آفات حرارت سی نہین آسیب کچھ — جسکو تعویذ گلوے دل ہو لوطا مار عشق
منزل دل کو نہ پایا دوست کو رہتے بدل — لیکے غم کے گرد یا رواب نہین ہمیار عشق
ہو خیال چشم خوبان رو عن بادام سے — بستر بیتابی دل پر جو ہی ہمیار عشق
اسکو ہی نت بید خوانی نالہ و فریاد کی — جس برہمن کو گلے کا ہار ہے زنار عشق
بیخبر ہی محفل کونین سے مثل سراج — جو ہوا ہی بیخودی کے جام سے سرشار عشق

غزل انشا — ردیف ک — کاف

ایکدن رات کی صحبت مین نہین ہو تو شریک — ہمکو کیا فائدہ گر آپ ہو تخت مین نزدیک
اب تو ٹک ہو کے کھڑے بات ہماری سن لو — رات ہو کوچہ و بازار پڑے ہین تاریک
پان جو ہاتھ سے کل غیر کے تو نے کھایا — اپنے لوہو کی غرض گھونٹ پیے ہین ہر ایک

دور ہو وادی وحشت سے کل اے مجنون
کس وسیلے سے ملی تجھکو بیان کی تمثیک
وادی عشق مین انشا تو سنبھل کر جانا
ہان خبردار کہ یہ راہ بہت ہی باریک

غزل سودا

ہو کے کرتے ہین مجھے قتل ہم چارون ایک
غمزہ و ناز و ادا عشوہ صنم چارون ایک
ستم و ظلم و تعدی و جفا عالم سے
ہو کے آپسمین گئے سو بے حد مرچارون ایک
حکم رکھتے ہین بمیدان سخن تیرے پاس
نیزہ و تیر قضا سیف و قلم چارون ایک
شاہ مردان تری خلقت جو نہوتی منظور
ہوتے عنصر نہ کبھی ملکے بہم چارون ایک
انوری سعدی و خاقانی و مداح تیرا
رتبہ شعر و سخن مین ہین ہم چارون ایک
جسکے تو پاس نہو وے تو اوسے عالم مین
مجلس شادی و تنہائی و غم چارون ایک
کاغذ و نامہ و تحریر و کتابت سودا
ہو کے کہتے ہین ننگ اہل کرم چارون ایک

غزل سوز

رو نے سے میرے تا بکجا ولسے آئے اشک
نکلے ہی خون جسقدر اب تو بجائے اشک
خون جگر جو تھا سو وہ آنکھونسے بہگیا
آتا ہی لخت دل ہی چلا اب بقفائے اشک
رونے سے باز ہم کوئی آتا ہی شمع سا
لو سر ہی پاؤن تک ہے ہمین تا گھلائے اشک
نظرونسے جو کسیکے گرے بول کیا سکے
کسنے سنی ہی آنکھونسے گرتے صدائے اشک
آنکھونسے ایک نہین ہوتا مرے جدا
اے سوز کیا کرونمین بیان وفائے اشک

غزل محکم

عطرسے جب کی معطر اوسنے کاکل یک بیک
ہوگیا بس سونگھتے ہی مست سنبل یک بیک
واکرے بند قبا وہ گل چمن مین جا کے جب
کیون نہ اڑ جاوے عزیز و نگہت گل یک بیک
غنچہ و گل رقص کو آے جب اس گل کے حضور
لگ گئی گانے ترانہ سنکے بلبل یک بیک
شیشہ و ساغر و ساقی ہیچ ہین وحدت کی مے
شوق مین اگر سبھی کرنے لگے غل یک بیک
غیر تنہائی نہ دیکھا اور کچھ بستر پہ آہ
خواب سے جو چشم محکم شب گئی کھل یک بیک

غزل سوز

مجھکو تہمت مت لگا بہر خدا تو اے فلک
ہاتھ بھی پہنچا نہین اب تک مراد ہن تلک

ہان مگر تقصیر یہ کہیے کہ اک شب باغ مین
رخنۂ دیوار سے دیکھی تھی قاتل کی جھلک

اس گنہ پر جو ترے دل مین ہو سو تو کر سلوک
لگ گیا تھا اوس شرابی کو کہنے مین دل گرنگ

اور بھی اک بات یاد آئی کہ مین جھوٹا نہین
جو گیا مین پاس اسکے اٹھ گیا دل جھٹک

دیکھکر تجکو نہایت طیش سی بولا کہ وہ
اپنے رتبے سی نہ رکھ تو پاؤن آگی چل سرک

رہگیا اپنا سا منھ لیکر قدم پیچھے پڑا
ہر قدم پر مارے خجلت کے مین رہتا تھا بھچک

اس گنہ پر جو ترے دل مین ہوا ہے چرخ کہن
اپنے اس سوز دل کو تو ہاتھ مین رکھیو ہاتک

غزل اسد

آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہی تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج مین ہی حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھین کیا گذری ہی قطرہ پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک

ہمنے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

غم ہستی کا اسد کس سی ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ مین جلتی ہی سحر ہونے تک

ردیف دگاف — غزل سودا

کرتی ہی مری دلمین تری جلوہ گری رنگ
اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ

کس رنگ مین دیکھا نہ تری رنگ کا جلوہ
سب رنگ مین ہی تو یہ ترا سب سی پری رنگ

اے شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا تو بنا دے
پیدا کرے پھر اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ

ہی خاک بسر آج خدا جانے چمن کا
دیکھہ آئی ہی کیا جا نسیم سحری رنگ

کس گل مین ہی جلوہ کہ اب کینے قفس مین
دکھلاتی ہی میری مجھے بے بال و پری رنگ

کر جادۂ عریانی کو خاکستری سودا
ہو عزم سفر یا نسے تو ہی یہ سفری رنگ

غزل جرأت

رکھتا ہی جو مزہ نیل تنگ رنگ ڈہنگ
سو وہ تمام خلق کا ہی تنگ رنگ ڈہنگ

بدخوئی مجھسے کرتا ہی ہر دم تری طرح
سیکھا یہ تجھسے دل بھی بڑا جنگ رنگ ڈھنگ

کیا

کیا ڈھنگ ہے خشک مین ہوا دستر اب شیخ — دکھتا ہی اور بادہ گلرنگ رنگ ڈھنگ
دل صاف تھا تو خوف تھا دیکھے ہین — اب کیا دکھاوے لگا مرے رنگ رنگ ڈھنگ
جب سے کیا ہو تو نے چمن کی طرف گذر — گل دیکھ کر ہوا ہو نپٹ دنگ رنگ ڈھنگ
جو رنگ و معنی شعر مین جرات کی ہین سو یہ — یاوے نہ کوئی سیکڑون فرسنگ رنگ ڈھنگ

غزل سودا

پھونکدی ہی عشق کی تپ نے ہماری تن مین آگ — دیکھی ہی جون شعلۂ فانوس پیرہن مین آگ
رنگ گل کچھ بطرح دیکھے ہی اے ابر بہار — آشیان میرا جھڑک لگتی ہو اب گلشن مین آگ
لالہ و خودرو نہین ہی خون نے فرہاد کے — جوش مین آکر لگا دی کوہ کی دامن مین آگ
برج مین ہی دھوم ہولی کی ولیکن تجھ بغیر — یہ گلال اڑتا ہی جون بھڑکی ہی دل کی بدن مین آگ
رنگ یا قوتو نکا دیکھے ہی جو انگاروں کی طرح — حسرت لب سے ترے زیبس لگی معدن مین آگ
گو بہار آئی پر کسے سودا بھلا لگتا ہی باغ — یون چمن مین گل نظر پڑتے ہین جیون گلبن مین آگ

غزل انشا

بسکہ تھا تیری شب ہجر مین بے نور پلنگ — مین نے لین کروٹین یانتک کہ ہوا چور پلنگ
سیج پھولون کی پڑی ایسی ہمین پر ہی کہ بس — صدقے ہوتی ہی ترا دیکھ ہر اک حور پلنگ
چاندنی مین تو نہ سو کوٹھی پہ ڈر ہی کہ ترا — لیکے ہو جائی پری کوئی نہ کافور پلنگ
یاد لیکے ترے نمگیر یکو جھانکے ہے وہ ماہ — دیکھنا ہی اسے شاید ترا منظور پلنگ
آج پریون کا اوتارا ہی یہان اے انشا — ماہتابی پہ بچھے پھر کے بدستور پلنگ

غزل شیدا

جی نکل جائے گا سن او گلبدن — جو ہوا ہمسے تو اک آن الگ
عاشق زار کا طور — اندنون ہے کچھ اور
مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن — چاک دامن ہے گریبان الگ
مے کشی کا جو مزا — ہے یہی نام خدا
یار ہو ساقی ہو اور سیر چمن — پیو ین خلوت مین مری جان الگ

خوبرویونکی دلا — میٹھی باتونپہ نجا
دل کولیلیتے ہین کرسیکڑون فن — ان سے رہنا تو کہا مان الگ
زیست عاشق کی بتا — ہو وہ کس طرح بھلا
مارہی ڈالے ہی مسی کی پھبن — خون کرتا ہے ادھر پان الگ
دیجیے کس کس کو یہ دل — ماجرا سخت ہی مشکل
شیدا مانگے تیرے بالون کی پھبن — بکھری ہر لف پریشان الگ

ردیف — غزل سودا — لام

اس چمن کی سیر مین آیا رہیون ملکے مل — کیا بنائی صانع قدرت نے رنگین گلکے گل
یہ نہ وہ دریا کہ جس سے گذرے پل باندھکر — موج چشم عاشقان توڑے ہین بلمین پلکے پل
قتل کا کسکے کیا ہی آج ان آنکھون نے عزم — کھینچکر تیغین سے ہین ابروے قاتل کے تل
عہد مین تجھ حسن کی جسکو ہوا ہی شغل عشق — مچ رہی ہی شرق سے تا غرب اس شاغل کے غل
حل مشکل کس سے ہو سودا کی تم ہن یا علی — کھولدو مشکلکشا عقدے مری مشکل کے کل

غزل شہید

اے گل اندام چمن مین تو نہ تل بر سر گل — ڈھیر ہوتی ہین ابھی ٹوٹکے گل بر سر گل
کچھ تو شبنم کو محبت ہی کہ ہر رات نثار — ادھر اودھر ستی آرہتی ہی ڈہل بر سر گل
کان تو چھوٹ گئے شور و فغان سے بلبل — ایسا بیہودہ تو کیون کرتی ہی غل بر سر گل
عرق اس چہرۂ گلرنگ پہ یون لہرایا — جیسے شبنم رہے بیتابی سے ڈہل بر سر گل
ہو رہی آمد گلشن کی تمنا مین شہید — عندلیبونکو پڑہا چاہیے قل بر سر گل

غزل انشا

جس زمین پر ہون ترے کشتۂ دیدار کے پھول — کیون نہ پھر وانسے اگین نرگس بیمار کے پھول
کشتۂ تیغ جفا کا ہو جو یہ منظور — تو بھلا فائدہ کیا توڑنے گلزار کے پھول
خاک آغشتہ خون چاک ہوا دار کچھ اور — پھول در کار اگر ہون تو سپر یار کے پھول
تجربہ اگر دیکھیے ذرا اسکو کلیم — تو نچھاور کرے سب لمعۂ انوار کے پھول

پر فرقت ہوئی کم و لولۂ عشق سوا
منھ لگایا نہ سے پینے بھی چھوا کر خط
کی رکھائی دو دن وٹ سی کہ کڑا لفشا
دیکھا نہ پھر تو دل طپش سے معمور رہا
جی جلانا ہے گلے دس سے کا مشطور رہا
چمن دہر مین پھر پھر نے لگا شکل حباب
دل گل اندام ہوئے غنچے مین رہا صبح و مسا
بندھی اعشق کی ایسی یہ زمانے مین ہوا
لالہ رویون کو ہوا داغ قمری وفت کا
دیکھکر رنگ مرا غنچے دہن کھلنے کا
سر دو شون پہ جھکا جھکا کے گلے ملنے کا
ایک گل بویمن نزکت مین جو کیا پایا
چمن حسن کا او سنے تو سی دکھایا
مثل توام کی روش دہر مین کا دکھایا

کیون نہ انشا کرے تعویذ پھر ایسے خط کو — جسمین ملفوف ہون اوطرۂ دستار کے بال

غزل رضا

مرے دل سے نہین ملتا ترا دل — بہت ہے سخت تیرا بیوفا دل
پھنسایا تو نے مجکو کیون بلا مین — تری تقصیر کیا کی تھی بھلا دل
غرض ہوتا ہے جینا سخت دشوار — نہو یارب کسی کا مبتلا دل
نہین ہے اختیار اپنے مین یارو — مرے اب ہاتھ سے جاتا رہا دل
مین اپنی جانسے راضی ہون اُسپر — تری جس بات مین ہووے رضا دل

غزل تاباں

کیون ملا ظالم سے جا دل ہائے دل افسوس دل — کھینچتا ہے کیا جفا دل ہائے دل افسوس دل
مین نے عالم کیا ہے قتل میرے دیکھتے — تجھ ستمگر سے ملا دل ہائے دل افسوس دل
کس پر برسوئے چھپایا دل مرا ملتا نہین — ڈھونڈھتا ہون کیا ہوا دل ہائے دل افسوس دل
جانتا تھا مین کہ وہ ظالم ہے پیٹ بیرحم ہے — کیون ہوا تھا مبتلا دل ہائے دل افسوس دل
دیکھکر اس منہر نکو مجھسے اب ہو کر جدا — کسطرح سے رم گیا دل ہائے دل افسوس دل
کس سے جا پوچھون کہان ڈھونڈھون ہون نشان پاتا نہین — کیا ہوا تاباں مرا دل ہائے دل افسوس دل

غزل بہرنگ

باغ مین آئی خزان گل ہائے گل افسوس گل — آشیان کیجے کہان گل ہائے گل افسوس گل
گاہ شادی گاہ غم گاہ گلستان گاہ بند — ہے یونہین طرز جہان گل ہائے گل افسوس گل
دل مرا داغون سے تھا پر آہ شعلہ نار سے — جلگیا سب خانمان گل ہائے گل افسوس گل
ابتو اس کنج قفس مین جور سے صیاد کے — ہوگئی ہم نیمجان گل ہائے گل افسوس گل
باغ مین ہمرنگ میرے آج سارے عندلیب — تھے یہی کرتے فغان گل ہائے گل افسوس گل

غزل لمتر

لے گیا وہ دلربا دل آہ دل افسوس دل — یہ گیا دل وہ گیا دل آہ دل افسوس دل
مین نہ کہتا تھا پریشا ہوگا درسودائے زلف — اے گرفتار بلا دل آہ دل افسوس دل

لگ گئی کس کی نظر جو سو گیا یون مضمحل — تھا بھلا چنگا مرا دل آہ دل افسوس دل
نقد کو دیدل کہ سمجھ کر قلب اس دلبر نے آج — بیدرم سستا لیا دل آہ دل افسوس دل
مین نہ کہتا تھا تجھے ناصح ایدل کمتر نہ مل — پھر خدا کی جو رضا دل آہ دل افسوس دل

غزل علیم اللہ

پیتم کے دیکھنے کی تماشی کو جائین چل — اپنے پیا کی عشق سے آپھی رجھائین چل
دونون جہانمین جسکی تجلی سے تا ابد — وہ آفتاب حسن نظر مین نچھائین چل
جلسہ کیا ہی یار نے محل جلی مین آج — خلوت مین اب خفی کی پیا کو بلائین چل
پروا نہین پیا کو کسی کے وصال سے — فن ہی اسکے اسکو اپسمین رجائین چل
دم کا سرود کر کے ارادے کا تار باندھ — سر صدای صور بنا کر سنائین چل
ناسوت سے گذر کے تفرد سے اے علیم — لاہوت کی مکان مین صد اغل مچائین چل

غزل دل

دل لگایا سو اس دلکا چھڑانا مشکل — عشق کا زخم لگا اسکا سلانا مشکل
حسن ہو دام بلا زلف ہو ناگ دوکا ناگ — جسکے تینون ناگ ڈسا اسکا جلانا مشکل
آتش عشق نے جو تنکا کیا خانہ خراب — آگ دریا کو لگی اسکا بجھانا مشکل
یاد کرنے کو لیا ہاتھ مین من کا منکا — دل اوپر بوجھ پڑے منکا پھرانا مشکل
طفل نادان ہٹیلا میرا غم ای پیارے — مکتب عشق مین تعلیم دلانا مشکل
جو عمر یاد مین گذری سو غنیمت سمجھو — ہو گیا عشق مین پھر اسکا جگانا مشکل
راز مخفی تو کبھی ظاہر نہ کسی سے کرنا — ہاتھ سے بات گئی اوسکا پھرانا مشکل

غزل سودا

ردیف میم

کیا مچائی نے میرے دلکے کاشانہ مین دھوم — شور ہی جسکے لیے کعبہ مین بتخانہ مین دھوم
زلف کو کھولا تو کر اس دلکی سوزشکا علاج — سخت دیوانہ ہی کی زنجیر بلجانی مین دھوم
مٹگئے وہ شور دلکے آہ تب آئی بہار — ور نہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانہ مین دھوم
اسقدر ہین لاغری میرے سے سن انبادہر — جون ہلال عید ہی میرے نظر آنی مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل ماری ہی جوش
رات کو دیکھو ہو نین جب شمع و پروانے نین دھوم

دل کو سن کو چے مین سیر اب چلی ہی فوج اشک
ہو گئی ہی جب وہان اطفال و دیوانے نین دھوم

کب ہی ای سودا شراب من نرم مین پیتے ہین یار
تو ای کنظرف کی پہلی ہی پیمانے نین دھوم

غزل سودا

خانہ پرورده چمن ہین آخر ای صیاد ہم
اتنی فرصت دی کہ ہو لین گل سی گلے آزاد ہم

خندۂ گل بر نمک فریاد بلبل بے اثر
اس چمن سی آہ جا کر کیا کرین گے یاد ہم

فیج تو کرتا ہی ٹک فرصت گلی لگنے کی دے
عید قربان ہی تجھے دی لین مبارکباد ہم

قیس جسدن سی گیا اپنے قدم کی فیض سے
خانۂ زنجیر رکھتے ہین سدا آباد ہم

نی نکل سکتے اسیری سی تری ای سرو قد
طوق قمری کی طرح رکھتے ہین مادر زاد ہم

ای جنون ہمصرع ترا سودا کی ہنز زنجیر پا
ہند سے تیری نہین ہو ینگے اب آزاد ہم

غزل سودا

نہ غرض کفر سی رکھتے ہین نہ اسلام سی کام
مدعا ہمکو تو ہی ساقی سے اور جام سی کام

دل نالان کو مرے کسکے ہے آرام سی کام
کوئی بے چین رہی اپنے اسے کام سی کام

کیون نہ افعی چلی ہر ایک جگہ ٹکرا کر
نہ پڑا اسکو تری زلف سیہ فام سی کام

گر اکیلا کہین ملجائی ہمین تو دل کا
لیجیے من مانتا اوس شوخ گل اندام سی کام

ہون اسیر اسکا جسے بعد گرفتاری صید
نہ گرفتاری سی مطلب ہے نی دام سی کام

جو مین آغاز تری کام کا دیکھا سودا
وای وہ دن تجھے اوسکے ہوا انجام سی کام

غزل سراج

صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم
کہ اصل ہستی نابود ہی عدم کا عدم

اسی جہان مین گویا مجھے بہشت ملی
اگر مرے پہ رکھوگے وہی کرم کا کرم

ابھی تو تمنے کئی تھی ہماری جان بخشی
پھر ایکدم مین وہی نیچہ علم کا علم

وہ گلبدن کا عجب ہے مزاج رنگا رنگ
صبح کو لطف تو پھر شام کو ستم کا ستم

نرکھہ سراج کسی خوبرو سے چشم وفا
صنم ہزار ہوا تو وہی صنم کا صنم

غزل سراج

جا بول ای صبا وہ دلارام کو سلام — میری طرف سی دلبر گلفام کو سلام
جس قد کو دیکھ سرو کو اڑتے ہین فاختہ — یکدم جا وہ سرو گل اندام کو سلام
قاصد کو بھیج مجھکو سرفراز کر کرو — نامہ کو دیدہ بوس کرون نام کو سلام
خم کیون نہو وے زاہد خشک اسکی زلف دیکھ — کافر نہو وے جو کرے اسلام کو سلام
ہین عشق کے طفیل کیا سیر باغ دل — اس خوش ہوا بہار کے ہنگام کو سلام
ہو با ادب ہلال تجھے ابرو کے خم کو دیکھ — کرتا ہی چاندرات کو دن شام کو سلام
لاوی بجا سراج تو کیا بلکہ آفتاب — ہر صبح اس سجن کے در و بام کو سلام

غزل وزیری

جون سبزہ روندی جاتی ہین ہیرونکے تلے ہم — اس گردش افلاک سی چھولے نہ پھلے ہم
روتے ہین شب و روز اسی فکر سی یارب — غنچہ کیطرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم
ارمان بہت رکھتے تھے ہم دل کے چمن مین — بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سایکے تلے ہم
جس گل پہ نظر کرتے ہین آتا ہی نظر خار — گلشن مین ہوا جاتے ہی کانٹون مین رلے ہم
ہم وہ قلم تھے کسی مالی کے لگائے — نرگس کی نہالون مین تھا آصف کی پلے ہم
افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نپایا — کوئی دنکو چلے جاتے ہین ماٹی مین ملے ہم
اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوی ہاے — فریاد کرین کس سی قسمت کی جلے ہم
دکھ اپنا عبث کہتے ہین بیدرد کے آگے — بے بس ہو جہان آگری ہرگز نہ ٹلے ہم
زندان مصیبت مین بھلا کسکو بلاوین — رہتے ہین وزیری ہی سو دنرات تلے ہم

غزل زکی

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھے اپنی ہی خوش نظری کی قسم
مجھے حسن کے جلوہ گر کی قسم مجھے عشق کی پردہ دری کی قسم
ترے عاشق زار ہزار یہان تجھے دیکھنے آتی ہے خلق جہان
کوئی دیکھا ہی مجھسا بھی سوختہ جان تجھے میری ہی دین دری کی قسم

نہ ہو قاصد یار تو چین نہ بین ابھی اپنا خیال ہے اور کہین
ابھی ہوش کی اپنی خبر ہی نہین مجھے عالم بے خبری کی قسم
شب وصل کی ہوگئی صبح عیان کہ تڑپنے لگا دل سوختہ جان
مرے دیدۂ تر ہوے شعلہ فشان مجھے اس شفق سحری کی قسم
نہ کر اتنا ناز کی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے نہ ذوق سبو
ترے شعر سے آتی ہے خون کی بو مجھے تیری ہی بیجگری کی قسم

غزل سوز

ای گل سبا کی طرح پھرے اس چمن مین ہم — پائے نہ بو وفا کی ترے پیرہن مین ہم
شیشے کی طرح شام سے رو رو کی تا سحر — خالی کرین ہین دل کو تری انجمن مین ہم
فانوس بیچ شمع جلے اس طرح ہنوز — جلتے ہین تیرے ہجر سے ظالم کفن مین ہم
شعلہ اٹھا نہ تن سے ہمارے کبھی اسوز — ستی کی طرح جلگئے کچھ من ہی من مین ہم

غزل انشا

مل مجھسے ای پری تجھے انسان کی قسم — دیتا ہون تجکو تخت سلیمان کی قسم
کروبیان کی تجھکو قسم اور عرش کی — حیریل کی قسم تجھے رضوان کی قسم
طوبی کی سلسبیل کی کوثر کے جام کی — حور و قصور جنت و غلمان کی قسم
روح القدس کی تجکو قسم اور مسیح کی — مریم کی تجھکو عفت دامان کی قسم
تجھکو محمد عربی کی قسم ہے اور — مولا علی کی شاہ خراسان کی قسم
توریت کی قسم قسم انجیل کی تجھے — تجھکو قسم زبور کی فرقان کی قسم
ملت مین جسکی تو ہی اسی کی قسم تجھے — اور اپنے دین و مذہب و ایمان کی قسم
دامن کو میرے ہاتھ سے اسرات مت جھٹک — تجھکو سحر کے چاک گریبان کی قسم
مدت سے تیرے چاہ ذقن مین غریق ہون — باللہ مجھکو یوسف کنعان کی قسم
قیدی ہو نین تیرا بخداوندی خدا — اور اس عزیز مصر کے زندان کی قسم
موسی کی ہے قسم تجھے اور کوہ طور کی — نور فروغ جلوۂ لمعان کی قسم

سوگند اب ہنسی کی تجھے کچھ دلائے — سُن تجھ کو اپنے ناز کی اور آن کی قسم
نرگس کی آنکھ کی قسم اور گل کی کان کی — تجھ کو سر عزیز گلستان کی قسم
تجھکو قسم ہے غنچہ زنبق کے تاک کی — اور شور عندلیب غزل خوان کی قسم
سونیکے گائے کی قسم اور رود نیل کی — فرعون کی قسم تجھے ہامان کی قسم
بستر مرا ہو خار مغیلان بسان قیس — لیلی کی ہو تجھے صف مژگان کی قسم
ایسی مری قسم بھی نہ مانی تو ہے تجھے — مجنون کے قبلہ گاہ ابوالجنان کی قسم
کونین باغ کے وہ جو رہتا ہی اک ضعیف — تجھکو اوسی کی شوکت و نیشان کی قسم
دیو سفید کی قسم اور کوہ قاف کی — باغ ارم کی اور پرستان کی قسم
لونا چمار کی قسم اور کلوا بیر کی — کالی بلا کی غول بیابان کی قسم
قسمین تو ساری ہو چکین باقی رہی ہے ایک — پیپل تلے کی بھتنی کی شیطان کی قسم
ہان پھر تو کہیو ہا وہ کس طرح ہو غضب — انشا نچھیڑ تجھکو مری جان کی قسم

غزل نظیر

کچھو دکھون سنبل باغ کو مین مجھے اس خم زلف دوتا کی قسم
نہ نگہ کرون عارض گل کی طرف مجھے اس رخ مہر و وفا کی قسم
یون بھرے ہے چمن کی فضا مین صبا وہ ہزار طرح سے ہو نافہ کشا
مرے دلکو نہ ہو کبھو اسکی ہوا مجھے کوے صنم کی ہوا کی قسم
جو مین آیا ادھر کو وہ چشم سیہ وہین لے گیا دلکو بسیر نگہ
رہی عقل و خرد کو نہ جی مین جگہ مجھے اوس بت ہوش ربا کی قسم
بدن اوسکا ہی رو کش برگ سمن مرے بر مین جو آوے وہ رشک چمن
کھلے غنچۂ دل مرا گل کی نمن مجھے اس گل بند قبا کی قسم
ترے عشق نے دلمین یہ درد دیا تو کچھ اس سے مزا مین نے ایسا لیا
نہ کرون نہ کرون نہ کرون مین دوا مین نے کھائی ہے ابتو دوا کی قسم
لگی مہندی جو ہاتھو نمین اوسکے میان تو وہ سرخی کچھ ایسی ہی لالہ نشان

وہ شفق جو کہ صبح کو ہووے عیان سو وہ کھاتی ہو اوسکی حنا کی قسم
مین نے دیکھا نظیر جو اوسکے تئین تو وہ شرم و حیا سی ہو سر دو قرین
لیا نیچی نگاہو نسے ہی دل و دین کہون کیا مین اب اوسکی حیا کی قسم

غزل نظیر

دور سی آئے تھے ساقی سنکے میخانے کو ہم — بس ترستے ہی چلے افسوس پیمانے کو ہم
می بھی ہو ینا بھی ہو ساغر بھی ہو ساقی نہیں — دلمین آتا ہی لگا دین آگ میخانے کو ہم
کیون نہین لیتا ہماری تو خبر اے بیخبر — کیا ترسی عاشق ہوے تھے دو ہم کھانے کو ہم
ہمکو پھنسانا تھا قفس مین کیا گلہ صیاد کا — بس ترستے ہی رہے ہین آب و دانے کو ہم
طاق ابرو مین صنم کی کیا خدائی رہگئی — ابتو پوجینگے اسی کافر کے بتخانے کو ہم
باغ مین لگتا نہین صحرا سی گھبراتا ہی دل — اب کہان لیجاکے بیٹھین ایسے دیوانے کو ہم
کیا ہوئی تقصیر ہمسے تو بتا دے اے نظیر — تاکہ شادی مرگ سمجھین ایسی مرجانے کو ہم

غزل ہوس

یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین نہین کھاتی ادب سے خاک کی قسم
غم قیس سوا مجھے کچھ نہین غم اوسی کشتۂ ناز و ادا کی قسم
رکا پایا جو لیلی نے جنون کا جی کہا کیون ہو خفا مری سر و سہی
نہ تو مین نے کسو سنگ بات بھی کی مجھے میری ہی شرم و حیا کی قسم
مرے گریئے سے جاویگا صبر و سکون میرے آنکھو نسے ٹپکے ہی قطرۂ خون
نہین کھاتی ہی قمری زہرہ زبون مجھے لیلی کی زلف دوتا کی قسم
شب ہجر مین اشکون کا خون بہانا وسے دیکھے سے رنگ شفق کا اوڑا
نہین اسمین مبالغہ ایک ذرا مجھے تیرے ہی رنگ حنا کی قسم
ترے کشتۂ غم کا ہی حال بتر یہی کہیو جو جانا ہو تیرا ادھر
بجھے قاصد موج نسیم سحر مرے ہجر کی شب کی بجا کی قسم
کبھی کہتا تھا قیس غزالو نسے جا کہو نا قہ ادھر سے کدھر کو گیا

کبھی کہتا تھا تو ہی بتا دے صبا مجھے لیلی کے زلف دوتا کی قسم
کبھی ساغر وصل نہ مین نے پیا کبھو زخم جگر کو نہ مین نے سیا
غم و رنج و تعب کو عزیز کیا مجھے عشق کے جور و جفا کی قسم
مرا نکلا ہی جاتا ہی تن سے ہو دم نہین چین ہی تیرے بغیر صنم
تو تو غیرون سے اب رہ جا کے بہم تجھے دیتا ہون تیری خدا کی قسم
ترے کوچے سے اب نہین اوٹھنے کے ہم کرین رہ مین تری ہم سر کو قلم
ابھی دلپہ ٹھنی ہے یہ ہی وہ صنم مجھے غوث قطب اولیا کی قسم
نہ تو پائی ہوس مجھے پھولون کی بوئین مین بیٹھا ہون میز کبھی بر لب جو
مری بیکلی دل کی گئی نہ کبھو مجھے جانی کی اپنے وفا کی قسم

ردیف واو — غزل سودا — نون

باتین کدھر گئین وہ تری بھولی بھولیان — دل لیکے بولتا ہی جواب تو یہ بولیان
ہر بات ہی لطیف و ہر اک سخن ہی پر مزہ — ہر آن ہی کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان
حیرت نے اسکو بند نہ کرنے دی پھر کبھو — آنکھین جس آرسی نے ترے منہ پہ کھولیان
اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزے سے چاک — جون خوش چھبونکے تن پہ مسکتی ہین چولیان
ساقی پہنچ کہ تجھ بن اس ابر بہار مین — پڑتے نہین ترنگ برستی ہین گولیان
کس طرح ہو وے آنکھونکی کاوش سے دلکو چین — مژگان نہ کر سکین تو نگاہین چھپولیان
کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا — جس بیگنہ کے خون مین چاہین بولیان
جون برف ہو گئی ہین خنک اب تبان ہند — انسے تو بلکہ گرم ہین کابل کی لولیان

ردیف دال — غزل سودا — نون

سودا کو دے صفا نہ تری زلف یار — شانے نے بیچ پڑ کے گرہ اسکی کھولیان

مژگان تر ہون یار گہ تار بریدہ ہون — جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون
کھینچے ہو دور آپکو میرے خروش سے — افتادہ ہون بہ سایہ قامت کشیدہ ہون
ہر شام مثل شام ہو نہین تیرہ روزگار — ہر صبح مثل صبح گریبان دریدہ ہون
کرتی ہو بوے گل تو مری ساتھ اختلاط — پرآہ مین تو موج نسیم وزیدہ ہون

یہ چاہتی ہو اب طپش دل کہ بعد مرگ — گنج مزار مین بھی نہ مین آرمیدہ ہون
ای درد جا چکا ہی مرا کام ضبط سے — مین غمزدہ تو قطرۂ اشک چکیدہ ہون

غزل نظیر

تفرقہ ہوتا ہی ایسا بھی گل ندام کہین — مے کہین شیشہ کہین ساقی کہین جام کہین
دل کی بیتابی نہین ٹھہرنے دیتی ہی مجھے — دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین
ایکدل دیجیے کس کس کو سبھی مانگتے ہین — بند اور بالا کہین زلف سیہ فام کہین
نامہ بر نامہ لکھون یا مین زبانی کہدون — خط کی پرزے پہ لکھون قاصد ناکام کہین
دل بھی اور جان کفایت نے سبھی کی ہی نظیر — گل کہین غنچہ کہین بابل بد نام کہین

غزل آصف

تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہین — وہین سر کو اپنے قلم دیکھتے ہین
جو جلوہ صنم تجھ مین ہم دیکھتے ہین — خدا کی خدائی مین کم دیکھتے ہین
تو جلدی سے آ ورنہ میرے مسیحا — کوئی دم مین راہ عدم دیکھتے ہین
جو چاہون لکھون مین کچھ احوال دلکا — تو ہاتھونکو اپنے قلم دیکھتے ہین
گذرتے ہین سو سو خیال اپنے دلمین — کسیکا جو نقش قدم دیکھتے ہین
ملے تم ہو میرے رقیبون سے جاکر — ہمین ہین کہ سو سو ستم دیکھتے ہین
بہت جھوٹے وعدے کیے تونے ہمسے — بھلا ہم تو تیری قسم دیکھتے ہین
تو آوے نہ آوے میان ہمتو ہر شب — تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہین
ہتون کی گلی مین شب و روز آصف — تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہین

غزل بیجھو

یون وہ رخ ہے حجاب مین روشن — ماہ ہے جون سحاب مین روشن
اوسکی بینی مین یہ بلاق نہین — شمع ہے ماہتاب مین روشن
جام مے مین ہی عکس چہرۂ یار — یا چراغ آفتاب مین روشن
اسکے گورے بدن مین لال لباس — دیکھو آتش ہے آب مین روشن

ساتھ رہتا ہو فندق پا سے — پنج شاخہ رکاب مین روشن
سوز ہی سے ہر نگ شمع مرا — نام ہے شیخ و شاب مین روشن
یون سدا رو گے تو پھر سمجھو — آنکھین دیکھو گے خواب مین روشن

غزل نقی

حسرت بھری اس دل کو کہان جا کے لگاوین — وہ یار اگر آوے تو رو رو کے منا وین
ملنا جو کیا ہم سے اوس شوخ نے موقوف — پھر جینے سے کیا فائدہ لو ہاتھ اوٹھاوین
سچ ہے کہ بتان ہوتے ہین بے مہر جفا کار — منظور انھین یہ ہے کہ جلتون کو جلاوین
ظاہر مین اگر چشم سے نسو گئے پوچھے — یہ داغ جگر سینہ سے کس طرح مٹاوین
سینے مین نقی کے تری فرقت سے ستمگر — اک آگ لگی ہے جلو اسکو بجھاوین

غزل شاہ عالم

عاجز ہون تری ہاتھ سے کیا کام کرونمین — کر چاک گریبان تجھے بدنام کرونمین
دم رکھتا ہون آ تند خو گو اکے تو مجھے — پر دیکھہ تو کیا ہے تجھے اب رام کرونمین
ہے دور جہانمین مجھے اب شکوہ تجھی سے — کیون کچھ گلۂ گردش ایام کرونمین
آوے جو تصرف مین مرے میکدہ ساقی — اک دم مین خمون کو خم انعام کرونمین
حیران ہون تیرے ہجر مین کس طرح سے پیارے — شب کو روز کرو صبح کہون شام کرونمین
مجھکو شہ عالم کیا اس رب نے کیونکر — اللہ کا شکرانۂ الغام کرونمین

غزل حاجی

تکتی ہے تری آنکھونکو اے یار چمن مین — کیا چپکے کھڑی نرگس بیمار چمن مین
ہو جائیگی بیزار ہر اک پھول سے بلبل — تو جائیو مت زینت گلزار چمن مین
لو آج تو لاتی ہے صبا اور طرح کی — شاید کہ وہ پہنچا ہے طرحدار چمن مین
ہم وحشیونکا رہیو بیابان سلامت — اب سیر سے مطلب ہے نہ کچھ کار چمن مین
تاکید ہے دربان کو یہ باغ مین جا کر — آجائے نہ حاجی یہ خبردار چمن مین

غزل سوز

آرزو چاندنی مین پھرتی ایاہ تھی
یون تڑپنی کی ہوا دل کو ہوا خواہ تھی
تھا کنارا رخ تاباں سے پہ چاہ تھی
بخت دریا کے کوا ے چرکم سو سلسلے تھے
آشنا یون نہ شناسا سے کبھی ہو سلسلے تھے
درمیان آنے سے صاحب کے کبھی ہو سلسلے تھے
بخلین تم تھا نے تھے آنکھ لڑانا کیسا
سائے سے بھاگے تھے دل لگانا کیسا
اوٹ نہ تجھسے کبھی کرے تھے دکھانا کیسا
زیست کا لطف تھا تم مرادم بھرے تھے
جان جان زن دیوین نہ کبھی مرے تھے
آنکھ پوین چونکہ پیارے کوئی کرتا
عین اخلاص مین پشمو نہ کبھی تھا
دیبازی تو نہ منظور نظر تھی اصلا
آنکھ م قردم دنیا سے چرائے تھے صدا

شہد مین جیسے مگس ہم حرص مین پابند ہین
وای غفلت اس سے زندانین جو خورسند ہین

رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے
تسپہ اپنی صورتونکے روز حاجتمند ہین

مقبرون مین دیکھتے ہین اپنی آنکھونسے روز
یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہین

تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہین یار
سو جتا اتنا نہین یہ خاک کی پیوند ہین

جبتلک آنکھین کھلی ہین دیکھ یہ دکھہ دیکھ یہ یار
مند گئین جب آنکھ یاں سب سو رہے اندھین

غزل کمتر

خریدار سے کب نہان بیچتا ہون
متاع دل اپنا عیان بیچتا ہون

خریدار تم ہو تو کیا چاہتے ہو
مین دل بیچتا ہون مین جان بیچتا ہون

زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف
تو مین سب کاسب کاروان بیچتا ہون

کہا مجھسے قاتل نے سر بیچتا ہے
کہا مینے ہان مہربان بیچتا ہون

اگر تو مرے چھیڑنے کو ہے کہتا
نہین بیچتا ہون تو ہان بیچتا ہون

بکا نام پر اسکے وان مین تو کمتر
اب آگے رہا کیا بیان بیچتا ہون

غزل محکم

کرکے وعدہ جو صنم آپ بدل جاتے ہین
حلق پر خنجر بیداد سے چل جاتے ہین

گرچہ افتادہ ہین اس گردش افلاک سے ہم
اس سہارے سے ترے آہ سنبھل جاتے ہین

پہلوے غیر مین ہم دیکھکے تمکو پیارے
آتش رشک سے جون شمع کی جل جاتے ہین

جان صبر و خرد و ہوش و حواس انسان
تیری رفتار قیامت سے کچل جاتے ہین

وہ تو سنتے نہین احوال دل اپنا محکم
تازہ پھر لیکے ہم اک اور غزل جاتے ہین

غزل نظیر

صفائی اسکی جھلکتی ہے گورے سینے مین
چمک کہان ہے یہ الماس کی نگینے مین

نہ موتی ہے نہ کناری نہ گوکھرو سچا
سجی ہے شوخ نے انگیا بنا کے مینے مین

جو پوچھا مین کہ کہان تھی تو ہنسکے یون بولی
مین لگ رہی تھی اس انگیا موئیکے سینے مین

پڑا جو ہاتھ مرا سینہ پر تو ہاتھ جھٹک
بکاری آگ لگی آہ اس مہ رینے مین

جو ایسا ہی ہو تو اب روز ہم نہ آئینگے — کبھو جو آئے تو ہفتے مین یا مہینے مین
کبھو مشک کبھو بس بس کبھو پیالہ پٹک — دماغ کرتے تھے کیا کیا شراب پینے مین
چڑھی جو دوڑ کے کوٹھے پہ وہ پری اکبار — تو پینے جالیا اسکو ادھر کے زینے مین
وہ پہنا کرتی تھی انگیا جو سرخ لاہی کی — لپٹ کے تنسے وہ تر ہو گئی پسینے مین
یہ سرخ انگیا جو دیکھی ہو اس پری کی نظیر — مجھے تو آگ سی کچھ لگ رہی ہو سینے مین

غزل

دیوانہ ترا عاشق زار ہون سین — فدا تجھپہ مدت سے ای یار ہون مین
فریبون مین کب تیرے آتا ہون ظالم — فریبی جو تو ہے تو عیار ہون مین
جسے تو نے کاٹا سوا بے اجل وہ — سمجھتا تری زلف کو مار ہون مین
اگرچہ تو گل ہو ویا چشم نرگس — ترے باغ تازہ کا اک خار ہون مین

غزل نظیر

گل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن — گل رخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری رو جبین — سیمبر سیماب طبع و سیم ساق و سیم تن
نازنین نازآفرین نازکبدن نازک کمر — غنچہ لب رنگین ادا شیرین دہان شیرین سخن
زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین چاکر غلام — مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن
مبتلا ایسونکے ہوتے ہین وے ہین ای نظیر — بے قرار و دلفگار و خستہ جان و بے وطن

غزل حسین

مین عشوہ زدہ کوچہ و بازار کھڑا ہون — لاکیطرح داغ سے گلزار کھڑا ہون
قاتل تو مرے قتل کا اندیشہ نکر آہ — کر قتل مجھے اتو مین تیار کھڑا ہون
افسوس تری وصل کی شب تجکو وہ کب ہو — مین منتظر اس رات کا دلدار کھڑا ہون
مجلس مین تری خالی کیے شیشے جو مستان — مین بھی تو تری چشم کا خمار کھڑا ہون
ملنے کا حسین اسکے نہ پیغام بجھے ہے — عہدے کے لیے بر سر اقرار کھڑا ہون

غزل عبد اللطیف

نام اوس دلبر کا ہم سمرن بنایا چاہتے ہین — اور اغیار دلسے اوسکو بھلایا چاہتے ہین
عشق مین دلبر کے ہمنے دل بنایا داغ داغ — تحفہ لاؤ کا ہم گلشن بنایا چاہتے ہین
خاکیا اوسکی اوڑا کر لاوی گر باد صبا — سر کو وہ طور سا انجن بنایا چاہتے ہین
قاصد اکہہ بس صنم کو خاک پر ست دھر قدم — تیرے قدمونکے تلے دامن بچھایا چاہتے ہین
عاشق و معشوق مین پڑہ نتھا ہر گز لطیف — اب ستمگر ظلم سے چلمن لگایا چاہتے ہین

غزل عاشق

دونون رخسار ماہ پارے ہین — ابرو ادر خال چاند تارے ہین
ہمنے دو بول کہکے ہارے ہین — تم ہماری ہو ہم تمہارے ہین
نہین بوندین عرق کی چہرے پر — چاند کے منہ پہ یہ ستارے ہین
ایک بار ی تو خواب مین آؤ — کب سے مشتاق ہم تمہارے ہین
عین مجلس مین آنکھہ مار و ہو — سچ بتاؤ یہ کیا اشارے ہین
راتین کاٹی ہین تارے گن گن کر — تنکے چن چن کے دن گذارے ہین
جنکو کہتے ہین غول صحرائی — وہ مری آہ کے شرارے ہین
بیچ مین کسکو لاؤگے صاحب — بال کسکے لیے سنوارے ہین
دل بیتاب کو دو نسیم کیا — تیرے ابرو نہین یہ آرے ہین
عاشق ہونے سے اوس پریرو کے — ہوگئے سب عدو تمہارے ہین

غزل رضا

خواہ نزدیک رکھو خواہ رکھو دور ہمین — دیکھنا ایک نظر تمکو ہی منظور ہمین
صورت حق تو ہر آئینے مین ہی جلوہ نما — دین چرانے سے اپنے نہین معذور ہمین
کسکا دل ہی کہ کرے سیر گل و گلشن کی — اس تکالیف ہی یار و رکھو معذور ہمین
ہجر کی رات تو ٹلتی ہی نہین ہی یارب — کیا دکھاوگی آخر شب دیجور ہمین
اب تڑپنے کی بھی طاقت نرہی ہمکو رضا — اسقدر آہ کیا عشق نے رنجور ہمین

غزل رونق

تابکے ضبط فغان آہ مجھے تاب نہین — ناصحا صبر کی واللہ مجھے تاب نہین
دلکے یان ٹکڑے نہوین کبھی مانند کتان — بس ترے دید کی ایا ہ مجھے تاب نہین
صفحۂ دلسے مٹا دی مرے تمثال بتان — بت پرستی کی اب اللہ مجھے تاب نہین
حوصلہ تنگ ہی یہان بیہودہ گوئی تا چند — بس زبان کیجیے کوتاہ مجھے تاب نہین
ہمنشین چاہ مین یوسف جو پھنسا ہای غضب — ارے دنیا سے کہین چاہ مجھے تاب نہین
جی ہی کھو یا غم پروا نمین روتے روتے — آہ ای شمع سحرگاہ مجھے تاب نہین
غم ہجران سے ہوئی رونق بیدل کو بجا — آگے غنخوار کیے بادشاہ مجھے تاب نہین

غزل سوز

مرے دل مین ہو خواہش وصل بتان گو نصیب کسیکو ہوا ہی نہین
کرون کس سے مین حال دل اپنا بیان مری درد کی وہ تو دوا ہی نہین
مرے دلکی طپش کو تو غور کر دمرے واسطے فکر نہ اور کر و
کوئی یار سے ملنے کا طور کرو کہ دوا سے تو ہوتی شفا ہی نہین
کبھو خندۂ گل سے یہ دل نہ کھلا رہے رونے ہی مرم دیدہ سدا
کرون رہکے عزیزو مین باغ مین کیا مجھے راس یہانکی ہوا ہی نہین
ترے کوچے سے کل کہین باغ مین جا ترا باد صبا نے جو نام لیا
کبھو دیکھا نہ اے بت ہوش ربا کسی گل کا حواس بجا ہی نہین
ایسی اور بھی ہو کوئی تازہ غزل ایسے بحر کا قافیہ سوز بدل
غم ہجر تو کر چکا اپنا خلق بارے وصل کا حال کہا ہی نہین

غزل غلام احمد

ای صبا لا نکہت زلف دوتای نازنین — جسکی خوشبو کو نہ پہنچے نافۂ آہوی چین
زلف ہو بادام ہو یا مار مشکین پیچدار — جسکے بل کھانے سے میرے دلکو تسکین نہین
کیا عجائب وہ حسین ہے جسکے حسن ناز سے — داغ کھاوے ہی جبین پر رشک سے ماہ جبین
حسن خوبانکی حقیقت کیا ہی اسکے روبرو — دلربا دیکھے نہین دیکھا کوئی ایسا حسین

شکر للہ کیون نہون طالع بلند احمد کا اب ہاتھ اوسکے آگیا ہی اک عجائب ہ جبین

غزل خلیق

گلرخون مین وفا کا پاس نہین جون گل کاغذ یمن باس نہین
کیجیے لخت دل بھی اپنا نثار ہی تو بھی نہین سپاس نہین
منھ پھیرا ہی مہر سا مجھ سے بیوفائی کا کچھ قیاس نہین
شکوہ ابنای جنس کا ہی عبث پنج انگشت ایک راس نہین
صورت برق خیرہ ہو کے خلیق کیون تو مضطر ہی اور حواس نہین

غزل سوز

اوس سرو قد کی دوستی مین کچھ ثمر نہین نخل محبت آہ مرا بار ور نہین
اس سنگدل کو حال پہ آیا نہ میرے رحم ای آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین
یاقوت لعل یار سے بہتر نہین ولے پر جوہری کو اسکی پرکھ پر نظر نہین
کیون مجھسے بیگناہ کو ناحق کری ہی قتل ای شوخ تیری دلمین خدا کا بھی ڈر نہین
قاصد کی کیا مجال جو کوچہ مین جا سکے جز مرغ روح کوئی مرا نامہ بر نہین
میری طرف سے دیجو صبا گل کو یہ پیام آؤن قفس کو توڑ کے پر بال و پر نہین
ہرگز نہ مان سوز تو واعظ کی گفتگو ذرہ بھی اسکو اہل سخن سے خبر نہین

غزل سودا

لخت جگر آنکھونسے ہر آن نکلتے ہین یہ دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہین
تجھ تیر نگہ کے ہی کشتونکا جہان مدفن سبزی کی جگہ دانسے پیکان نکلتے ہین
سر خاک و گریبان چاک آغشتہ بخون دامن کیا گھر سے ترے عاشق بہتان نکلتے ہین
یہ خوبرو امرد یار و کیا بطن سے مادر کے ای قتل کا عاشق کی فرمان نکلتے ہین
سودا کی دلسے الفت مشکل ہی جی جاویگی جسمونسے میان جی کچھ آسان نکلتے ہین

غزل شوریدہ

باتونکی گرمیونسے پھٹتے دل و جگر ہین جور بندگی سے اپنی بیزار سعد ریمن

تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے ہمنے یارب — لب خشک ہو رہے ہین کانپی زبان پر ہین

یارانِ رفتگان کا مت پوچھ مجھسے قصہ — اے ہمنشین مین بھی حیران ہون وہ کدھر ہین

خورشید و ماہ کو مین پھرتے ہی دیکھتا ہون — یہ کسکی آرزو مین برگشتہ و رہبر ہین

سینے پہ داغ سوزان آنکھون مین اشک خونی — اس تخل عاشقی کے یہ گل ہین یہ ثمر ہین

کس شعلہ رو کے غم مین رویا ہی اسقدر تو — جو گرم اشک تیرے شوخی مین جون شرر ہین

غزل مفتون

بتان جیکر زلف دوتا باندھتے ہین — گرہ مین دل مبتلا باندھتے ہین

نہین ہنستے ملبل سے اپنے چمن مین — ہم اب آشیانہ جدا باندھتے ہین

مین یان خون روتا ہون آنکھون سے اپنی — جو پاؤن پہ اونکے حنا باندھتے ہین

جفا کھینچینگے پر نہ ہارین گے جی کو — یہ ہمسے شرط وفا باندھتے ہین

گرہ دیکھے سر پر جو بالونکا جوڑا — یہ نازکبدن خوش ادا باندھتے ہین

ہر اک تار مین اسکے دلہائے عاشق — بہم جمع کر کر بلا باندھتے ہین

بیان حال مفتون کا دیکھا نہین کیا — کہ آپ اسکر بھلا باندھتے ہین

غزل ناسخ

دلمین پوشیدہ ہے عشق بتان رکھے ہین — آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین

مثل پروانہ نہین کچھ زر و مال اپنے پاس — ہم فقط تنپہ فدا کرنے کو جان رکھتے ہین

محفل یار مین کچھ بات نہ نکلی منھ سے — کہنے کو شمع کے مانند زبان رکھتے ہین

ہو گیا زرد پڑی جسکی حسینون پہ نظر — یہ عجب گل ہین کہ تا یہ خزان رکھتے ہین

عوض ملک جہان ملک سخن ہی ناسخ — گو نہین حکم روان طبع روان رکھتے ہین

غزل محبت

ہو ترش رو تمنی دین کیا کڑوی کسیلی گالیان — ہمنے جون شہد و شکر کس کس مزے کھالیان

صاف کھل جاتی ہی اسدم وہ لبونکی کیفیت — جب نظر آجاتی ہین وہ انکھڑیان متوالیان

رکھتے ہین پان و مسی کا شوق سب خوان و لے — وہ کہان دلچسپ سرخی وہ لبونکی لالیان

یہ نہین شمس و قمر سر پہ تری کرتے نثار
آسمان لایا ہی بھر کر سیم و زر کی تھالیان

ٹک دکھا دی چاند سا مکھڑا کہ جون مار سیاہ
بن تری زلفونکو یہ مستی ہین راتین کالیان

کسطرح ہمپہ نہ کھلجائی در شادی بھلا
ہین تری غمکی محبت مین قفل کی تالیان

غزل اوباش

باغبان نخل محبت مین ثمر ہی کہ نہین
کوئی اس باغ مین الفت کا شجر ہی کہ نہین

سو سی بار یک بتاتے ہین کمر اوس گل کی
نہین معلوم کہ اُس گل کی کمر ہی کہ نہین

بیٹھے کوچہ مین مجھے دیکھا تو رک کر بولے
یا نسے اُٹھ جایئے اب آپکا گھر ہی کہ نہین

ہجر کی شب نے کئی گھنٹکی سب عمر مری
یا الٰہی شب ہجران کی سحر ہی کہ نہین

سچ بتا مجھکو صنم تجھکو خدا کی سوگند
وہ تری مہر کی اگلی سی نظر ہی کہ نہین

بال و پر توڑ کے صیاد لگا یون کہنے
کوئی بتلاؤ کہ اس مرغ کو پر ہی کہ نہین

وہ جو اسطرف سی گذرے تو لگے یون کہنے
میان اوباش کا اس مین گذر ہی کہ نہین

غزل سودا

غیر کے پاس یہ اپنا ہی گمان ہی کہ نہین
جلوہ گر یار مرا ورنہ کہان ہی کہ نہین

مہر ہر ذرہ مین مجھکو ہی نظر آتا ہے
تم بھی ٹک دیکھو کہ صاحب نظران ہی کہ نہین

پاس ناموس مجھی عشق کا ہی اے بلبل
ورنہ یہان کونسا انداز فغان ہی کہ نہین

دلکے ٹکڑونکو بغل بیچ لیے پھرتا ہون
کچھ علاج اسکا بھی اے شیشہ گران ہی کہ نہین

آگے شمشیر تمھاری کی بھلا یہ گردن
سو سے بار یکتا ایخوش کمران ہی کہ نہین

جرم ہی اوسکی جفا کا کہ وفا کی تقصیر
کوئی تو دو میان سخنین زبان ہی کہ نہین

یک بیک ہو کو پھر آشفتہ لگا یہ کہنے
کچھ تجھے عقل سی دہرہ بھی سیان ہی کہ نہین

دیکھا مین قصر فریدون کے در پر اک شخص
حلقہ زن ہو کی پکارا کوئی یان ہی کہ نہین

پوچھا اکروز مین سودا سے کہ اے آوارہ
تیرے رہنے کا معین بھی مکان ہی کہ نہین

غزل خسرو

ز خال مسکین مکن تغافل درائے نینان بنائے بتیان

نہ تاب ہجران ندارم ایجان نہ لیہو گا ہے لکای چھتیان
چو شمع سوزان چو ذرہ حیران ہمیشہ گریان بعشق آن مہ
نہ نیند نینان نہ انگ چینان نہ آپ آوین نہ بھین پتیان
شبان ہجران دراز چو زلف و روز وصلش چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو مین نہ دیکھون تو کیسے کاٹون اندھیری رتیان
یکایک ازدل بصد فریم بہ جشمش قرار و تسکین
کسے پڑی ہی جو جا سناوی پیارے پیو کو ہماری بتیان
بحق روز وصال محشر کہ داد مارا فریب خسرو
دراز اکھون تو سن اے ساجن جو کہنے پاؤن دو بول بتیان

غزل مضطر

پھیکی اس لب سے ہوئی لعل بدخشانکی شان — رشک سے خون جگر کھا گئی مرجانکی جان
شاخ گل رقص مین ہی و جد مین آتی ہی نسیم — کف زنان برگ مین سن بلبل بستانکی زبان
بت کریوے سے جو مقصد نہ ہر آوے تیرا — گور کو جا کر کسی مرد مسلمانکی مان
کنہ ذات مین جب فکر کیا انسان نے — ہوش اسجا پہ ہوئے صاحب عرفانکی فان
حادثہ دھر سے اے یار نہ ہونا مضطر — تیغ ہمت کو چڑھا لیجیے اوسانکی سان

غزل عبداللہ

شب کٹی ہجر مین اور دن کٹا غمخواری مین — کھو دیا دل کو عبث یار کی عیاری مین
جسے دیکھا اوسے خود مطلب و خود غرض کا یار — آشنا پورا نہ دیکھا مین کہین یاری مین
کم سنا عشق مین ہوگا جو سنا ہوگا کہین — گھر دیا در دیا اور دل دیا دلداری مین
فیج کر نیسے مرا فائدہ کیا تجکو ملا — ہاتھ کیا آیا تری ایسی ستمگاری مین
قیس و فرہاد سے لاکھون ہی یہان عبداللہ — آخرش مر ہی گئے عشق کی ہماری مین

غزل گویا

ا مین کیا یار سے دو چار ہونمین — رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہونمین

منع نکر مجھے رونے سے ای گل خوبی
چمن ہی کو جہ ترا ابر نوبہار ہونین

تجھے خیال جونت صید افگنی کا ہے
لگا دے تیر مجھے صفت کا شکار ہونین

جو دیکھی ہے تری کانونکی بال کی مچھلی
مثال ماہی کو دی آب دے قرار ہونین

جو تیری تیغ جہانزنی مجھسے منھ موڑے
تو پہلے وار مین دریای غم کے پار ہونین

غزل جرأت

کوچہ جانانسے جاتی ہین پہ جا سکتے نہین
گو اوٹھاتی ہین قدم پر وان اوٹھا سکتے نہین

میری نالونسے تنفر اُنسے یہانتک کی کہ بس
پاس مجھکو اوسکے ہمسای بٹھا سکتے نہین

دم مین ہون جو محبت کا تو اوسکی امتحان
دلکی بیصبریسے پر ہم آزما سکتے نہین

مشق فریاد خزان کرتی ہین مرغان چمن
وضع پر نالونکی میر کچھ اوڑا سکتے نہین

کوئی اوسکی اور ہماری دیکھیو صحبت ذرا
مل ہی ہین دل و نظرین ملا سکتے نہین

ہم اسیرونکو ملا ہی تنگ یان ایسا قفس
زیر گردون ٹک مین پر تلملا سکتے نہین

اپنے پہلو مین دل بیتاب ہی وہ غمزدہ
جسکے ہاتھونسے کہین آرام پا سکتے نہین

کیا ہوئے وہ دن جو یہ پیغام آتا ہی نہین
اب تو درد ہجر کی آفت اوٹھا سکتے نہین

صورت اپنی تم کسی صورت دکھا جاؤ ہمین
ہین پر اے بس مین ہم لاچار آ سکتے نہین

اک نئی انداز کی پڑھیے میان جرأت غزل
اسسے بہتر اب کوئی مضمون لا سکتے نہین

غزل سراج

عید وصل سرو قدی ہین مرے گھر شادیان
عالم بالا سی آتی ہین مبارکبادیان

کیا تبسم کیا ادا کیا ناز کیا انداز ہے
یاد ہین اوس شوخ کو کی طرز کی استادیان

صاف ہو لونسی نگاہونکے مجھے کرتا ہی قتل
ختم ہین اوس ظالم خونریز پر جلادیان

پاؤن مین زنجیر الفت در گلے مین طوق غم
کہان دل وحشی کو میرے کیونکہ ہو آزادیان

کیا چلے دام نگاہ مہربانی سے مرے
صید ہو جاوین یہان صیاد کی صیادیان

گرچہ لیلی اپنی شوخی سی نہین آتی ہی باز
ہیہو تا مین ابتلک تو نون ہی پنی وادیان

طاق پر سی دیکے گر جاتا ہی آئینہ سراج
یاد آتی ہین مجھے جب اونکی طرحین بسادیان

غزل نظیر

لیتا ہو جان میری تو مین سر بدست ہون — ای یار مین تو کشتۂ روز الست ہون
اکدم کی زندگی کر لیے مست اوٹھا مجھے — ای بیخبر مین نقش زمین کا نشست ہون
تو مست کر شراب سے ای گلبدن مجھے — مین آپ اپنے شیشۂ دل کا شکست ہون
وہ کونسی طریق مجھکو سمجھیو نہ زاہدو — گر تم خدا پرست ہو مین بت پرست ہون
ان سنگدل تو نکا گلہ کیا کرون نظیر — ظالم مین تیری چشم گلابی سے مست ہون

غزل ایمان

گر نہ اٹکی ہو تری زلف کی زنجیر مین جان — آہ جاتی رہی اک نالۂ شبگیر مین جان
آب حیوان سے بجھایا مگر او سنگدل نے — تازہ پڑتی ہی ترے تیر سے نخچیر مین جان
وہ جو گستاخ ہین کیا بات ہی اونکی پیارے — یان تو جاتی ہی کہ اک ایک ہی تقصیر مین جان
اسطرف بھی تو کسی روز کمان ابرو چل — نرہے صید حرم کی کہین تجھ تیر مین جان
آوے جسدم کہ تو اعجاز مسیحائی پر — بات کہتے ہی پڑے قالب تصویر مین جان
شعر ہوتا ہی کب ایمان کسیکا دلچسپ — جبتلک معنی شیرین نہون تحریر مین جان

غزل گریان

کیا روی یار سا فقط اک یاسمن نہین — نسرین نہین گلاب نہین نسترن نہین
خورشید فرط شوق سے ہی مور ہا نثار — ٹوپی سو گرد یار کے ہر گز کرن نہین
لعل لب نگار سا دندان یار سا — در عدن نہین ہی عقیق یمن نہین
مقتول ہو جو تیغ نگہ کا تو پھر اوسے — یار و کچھ احتیاج بغسل و کفن نہین
پروانہ کونسا ہی کہ جو عشق مین ترے — سوزان برنگ شمع بہر انجمن نہین
شبکو فغان تو صبح الم شام درد و غم — ہمکو فراق یار مین کیا کیا محن نہین
گریا نسے کیون نظر نہ پھر آوی وہ پر غرور — اک وضع پر یہ گردش چرخ کہن نہین

غزل میر

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین — وقت ملنے کا مگر دخل ایام نہین

مثل

مثل عنقا مجھے تم دور سے سن لو ورنہ
ننگ ہستی ہون مری جاہی بھر جانم نہین

خطر راہ فلک بلکہ بہت دور کھنچا
غم گذری کہ بہم نامہ و پیغام نہین

راز پوشی محبت کی تئین چاہیے منبط
سو تو بیتابی دل بن مجھے آرام نہین

بیقراری جو کوئی دیکھے ہو سو کہتا ہے
کچھ تو ہو میر کہ اکدم تجھے آرام نہین

غزل مرہون

مین منتظر جلوۂ دلدار کھڑا ہون
موسی کی طرح طالب دیدار کھڑا ہون

اکدن مری بالین پہ نہ آیا تو شمعرو
پروانہ صفت جلنے کو تیار کھڑا ہون

گر تیغ لگانا تو لگا جلد اے قاتل
مین ایک محبت کا گرفتار کھڑا ہون

لے نقد روان بر سر بازار کھڑا ہون
مین نازکا خوبونکے خریدار کھڑا ہون

محفل مین تری گو کہ نہین محبور سائی
حیرت زدہ لیکن پس دیوار کھڑا ہون

گر ملنا ہو تو مل لے مرے جی پہ بنی ہے
واللہ کہ اس جینے سے بیزار کھڑا ہون

نہ دیر سے مطلب نہ غرض کعبے سے مرہون
مین بس نشۂ عشق مین سرشار کھڑا ہون

غزل ناسخ

سب ہمارے لیے زنجیر لیے پھرتے ہین
ہم سر زلف گرہگیر لیے پھرتے ہین

کون تھا صید وفادار کہ ابتک صیاد
بال و پر اوسکے تری تیر لیے پھرتے ہین

تیری تصویر سے ملتی نہین کسکی صورت
ہم جہان مین تری تصویر لیے پھرتے ہین

رنگ خوبان جہان دیکھتے ہی زرد ہوے
آپ زر دانکہو مین اکسیر لیے پھرتے ہین

جو ہو مرنا ہی بھلا کسکو عداوت ہوگی
آپ کیون ہاتھ مین شمشیر لیے پھرتے ہین

سرکشی شمع کی لگتی نہین گر آنکھون مین
لوگ کیا بزم مین گلگیر لیے پھرتے ہین

غزل ناسخ

ہم زبان شمع سی سنتے ہین ہجر یار مین
چاہیے گھل گھلکے مرنا عشق کی آزار مین

سیر دل ہی ہے غم خال و خط جانانسے داغ
مشک بھی تھوڑا چھڑک دو مرے نگار مین

کور کور آنکھین ہوئین رونا ہو کم ممکن نہین
ہوتی ہے اکثر سفیدی ابر دریا بار مین

مثل شانہ عشق گیسو مین ہو ہون کچاک چاک — تا گو سیسے لگین ٹانکے دل افگار مین
ہی اثر کسکی نگاہ تفرقہ انداز کا — بلبلین ہین دام مین اور آہ گل بازار مین
گرمی بازار یوسف آگے اوس یوسف کے کیا — منھ دکھاتی ہی لگاوے آگ جو بازار مین
جو کہین خونخوار اونکو سنج دنیا مین نہین — چھید ہی موجود جب دیکھو لب سوفار مین
راہ خونریزی مین اے قاتل جو رکھتا ہی قدم — چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
آفتاب حشر بھی مجکو بچا کر جائے گا — سونیوالا ہون کسیکی سایۂ دیوار مین
بستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار — خوب چلکر لوٹیے اب وادی پر خار مین
ساقی کوثر پلاتا ہی مئی خم غدیر — مست ہون ناسخ مین عشق احمد مختار مین

غزل رحمت

وصل کی امید مین ہم جو یہان آئیان — دیکھہ تیری چال ہم دلمنے کچھ پائیان
گاہ تبسم کرے گاہ غضب کی نگاہ — کسنے سکھائی تجھے ایسی ہی چترائیان
وصل کی امید ہے ظلم نہین ہے روا — عرض میری ہی یہی سن لو مری سائیان
ہای نہ سمجھے ہمین ہوے ایسے کٹھن — جبکہ لگائی لگن اوسکی سزا پائیان
ہجر مین رحمت تیری روتے ہی روتے صنم — وقت ہوا اب عنقریب جان نکل جائیان

غزل شادان

گر سیر چمن مین ہمین بلواؤ تو آوین — سو منتین او چین سو جھلواؤ تو آوین
آنکو تو کہتے ہین مگر ایک طرح سے — ہر شے ہر اک انواع کی منگواؤ تو آوین
چو طرف لگا ہووے صف فرش مکلل — ہر سو شمع کافور کی جلواؤ تو آوین
گر بزم بھی عطر و نسے بہت ہووے معطر — اور کشتیان پوشاک کی چنواؤ تو آوین
ستھرا سا پلنگ ہووے لب نہر پہ آرا — اور سیج بھی پھولونکی جو بچھواؤ تو آوین
شیشے پہ ہو شیشہ و گلابی پہ گلابی — وہان گرمی صحبت سے نہ گھبراؤ تو آوین
سب ہووے مہیا جو وہان عیش کا سامان — شادان سے ہمسوزون کو جو بلواؤ تو آوین

غزل نظیر

کیون نہو بام پہ وہ جلوہ نما تیسرے دن
ماہ بھی چھپکے نکلتا ہی دلا تیسرے دن

ہاتھ سی اتو قلم رشک سیحار کھدے
نسخے بدلے ہین جہانکے حکما تیسرے دن

غرق دریاے محبت کی نہین ملتی لاش
ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہے سنا تیسرے دن

دل بیمار سے عشق مین کیونکر سرسبز
خاک ہی دانکو ہی نشو نما تیسرے دن

چھوڑ مت زلف کو مارکو تو دیا ہین ہمنے
سانپ کو کاٹکو دیتے ہین بہا تیسرے دن

تین دن چشم کے بیمار کا کرا ہے علاج
ہوتی معلوم ہی تاثیر دوا تیسرے دن

لوگ کہتے ہین کہ ہین پھول ترے کشتے کے
مہندی ہاتھونکو تو قاتل نہ لگا تیسرے دن

عمر یک ہفتہ نہین باغ مین ہے اگل ترے پھول
رنگ بدلا ہی زمانے کی ہوا تیسرے دن

چار حرف اوس بت پرخون کے اوپر بھیجے نظیر
آپ ہی آپ جو ہو جاے خفا تیسرے دن

غزل سودا

نہ غنچی گل کی کھلتی ہین نہ نرگس کی کھلین کلیان
چمن مین لیکی حیران ہی کیس انکھڑیان ملیان

کہین مہتاب نہ دیکھا ہی اوس حور رشید نا مانکو
پھری ہی ڈھونڈھتا ہر شب ہمان آبادکی گلیان

تبسم یون نمایان ہی سی آلودہ ہونٹونسے
ہوا برسیہ مین اسطرح بجلی کی اچپلیان

لب غنچہ ترا میٹھا ہی اس خوبان عالم مین
غلط ہی یہ زبانونپر کہ سب مصری کی ہین ڈلیان

دیوانہ ہوگیا سودا تو آخر رنجہ ہوکر
نہ مین کہتا تھا ای ظالم کہ یہ باتین نہین بھلیان

غزل انشا

پھین اکڑ چھب نگاہ بیچ رہے جمال و طور و خرام آٹھون
نہ ہووین اوس بت کے گرد بجاے تو کیون ہو سیلی کا نام آٹھون

ذقن زنخدان لب و دہان و رخ و جبین و نمک تبسم
سکھا لیے ہین اس پری کو کافر یہ ملکے سب قتل عام آٹھون

ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
تمھاری چیتون کے ہوکے آگے یہ کرتے ہین اہتمام آٹھون

جھپک لگاوٹ چمک جھمکڑا ملال غصہ کرم رکاوٹ

کسیکے پاؤن پکڑتے ہین یان کسیکا جی یہ تمام آٹھون
شکیب وصبر وقرار وطاقت نشاط وآرام وعیش وراحت
تمھارے الفت مین کھوئے بیٹھا ہون مین تو یہ لا کلام آٹھون
سریر وچتر افسر وملک وشکوہ وتاج وکمال وراحت
مرے سلیمان کو وے خدایا یہ جلد با احتشام آٹھون
نہ پوچھ مجھسے تو انشا اللہ کہ نام عاشق کے کیا ہین وحشی
ذلیل ورسوا خراب وخستہ غریب بیکس غلام آٹھون

غزل ناسخ

روز ہی گرمی بازار ترے کوچے مین — جمع ہین تیر ہی خریدار ترے کوچے مین
دیکھکر تجھکو قدم اوٹھ نہین سکتا اپنا — بنگئے صورت دیوار ترے کوچے مین
دیر وویران ہی ترے عہد مین ہے کعبہ خراب — جمع ہین کافر ودیندار ترے کوچے مین
اور یہان سیکڑون ہیوش پڑے رہتے ہین — ہی مگر خانۂ خمار ترے کوچے مین
پاسبانون کی طرح راتو نکو بیتابی سے — نالہ ہم کرتے ہین اے یار ترے کوچے مین
زور ہی عشق نے یہ قرقہ پروازی کی — ہم ہین زندانیہ دل زار ترے کوچے مین
آرزو ہی کہ مرون تو یہان مین فن ہو مرا — ہی جگہ تھوڑی سی دستار ترے کوچے مین
گریہی ہی تری ابرو کی اشارت قاتل — آج کل چلتی ہی تلوار ترے کوچے مین
حال دل کہنے کا ناسخ نہین یارا ہر بار — پھینک جاتا ہی وہ اشعار ترے کوچے مین

غزل سلطان

کل بستر تجھے منیشر تجھ بن — ایک آفت تہی رات بھر تجھ بن
میرے حق مین تو وہی دوزخ ہے — جاؤنگا خلد مین اگر تجھ بن
کفر کسکا ہی اور کیا اسلام — آپ اپنی نہین خبر تجھ بن
ہو درخت امید بار آور — عمر کا کچھ نہین ثمر تجھ بن
آرہی ہے لبون پہ جان حزین — دم کا دم مین نہین اثر تجھ بن

تو ہے اور آہ ایک ہمدم ہے — کون لیجاوے واں خبر تجھ بن
گر مین سلطان ہفت کشور ہون — لیک مفلس ہون سیمبر تجھ بن

غزل غالب

ہیگا جو ناز و ادا اُس بت لاثانی مین — ایک بھی بات نہی یوسف کنعانی مین
عشق مین دیتا ہون اُس لیلی کو کاوس جان — دست رس سے یہ کہان قیس بیابانی مین
چرخ نے پنبۂ مہتاب کو کانون مین دیا — شور یہانتک ہی مرا اشک کی طغیانی مین
جان مردون کی پھری لب سے جو نکلے دشنام — کیا مسیحائی ہی اُس لعل بدخشانی مین
کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو — داغ اسکا ہی ادا سے مری پیشانی مین
پہنکر ہوویگا خوشحال دوشالہ کوئی — ہم بھی ہین شاد اے غالب اس پانی مین

غزل مصحفی

بزم سرو و خوبان مین گو مردنگیا شاہین بجین
ساتھ فقیر کے ڈھولک کے اب دھم دھمیان رنگین بجین
نالہ کشی سے رات جو گلشن رشک بزم عشرت تھا
منقارین مرغان چمن کی صبح تلک جون بین بجین
شمع رہی شب جبتک جلتی نیند نہ آئی مجھکو ذرا
جھانجھین پروانون کے پرون کی جبکہ سرہالین بجین
بلبے مزاج نازک تیرا نیند اُچٹ گئی اوس گل کی
بالیان جو پتون سے اچھل کر رات سرہالین بجین
مین نہ تجھے کہتا تھا زاہد میخانے کی راہ نچل
آخر تجھپر رستے ہی مین تالیان او بیدین بجین
آئے بیحیتری ہوکے ملائک مرگیا جو عاشق تیرا
نوبتین کیا کیا شادی کی مرقد پہ دم تلقین بجین
شب آخر ہونے کا دھڑکا مصحفی تجھسے کیا مین کہون

جان نکل گئی تن سے جب کہ تین پہر پہ تین بجین

غزل احسن

صبح سے شام تلک تا بہ سحر روتے ہین — اشک آنکھونکے ہماری یہ گہر ہوتے ہین
جادو کرتا ہی رقیب ہمپہ تو کیا ہوتا ہے — سامری کے کہین موسی پہ اثر ہوتے ہین
بیوفائی کا بتونکے جو کرے ہے شکوہ — کیا جہانین نہین بو تمر شجر ہوتے ہین
اسقدر روتے ہین شب کوئی کہین ہین جاکر — نالہ سی گریہ و گریہ سے بحر ہوتے ہین
عدو جلتے ہین ترے شعر کو سنکر احسن — دوست کہتے ہین کہین ایسے شعر ہوتے ہین

غزل ولی

خوش قدان دل کو بند کرتے ہین — نام اپنا بلند کرتے ہین
اپنے شیرین سخن کو دیکے رواج — سارا بازار قند کرتے ہین
جسکو بیتاب دیکھتے ہین اوسے — اپنے اوپر پسند کرتے ہین
بند کرنے کو عاشقونکے سدا — زلف اپنی کمند کرتے ہین
اے ولی جو کہ ہین بلند خیال — شعر تیرا پسند کرتے ہین

غزل سودا

کیونکر تسکین دل اے یار کروں یا نکروں — نالہ جا کر پس دیوار کروں یا نکروں
سلسلے اکبات مری تو کہ رمق باقی ہے — پھر سخن تجھسے ستمگار کروں یا نکروں
ناصحا اوٹھ مری بالین سے کہ دم رکتا ہی — نالہ دل کھولکے دو چار کروں یا نکروں
خواب شیرین مین وہ دزدل ہی مرا مائل شوق — جی دھڑکتا ہی کہ بیدار کروں یا نکروں
سخت مشکل ہی مین صیاد سی جا کر یارو — ذکر مرغان گرفتار کروں یا نکروں
حال باطن کا نمایان ہی مرے ظاہر سے — مین زبان اپنی سی اظہار کروں یا نکروں
موسم گل ہی مین صیاد سے جا کر یارو — ہی زبان میری بھی گفتار کروں یا نکروں
عہد تھا تجھسے تو بھر عمر وفا کرنے کا — ان سلوکون پہ جفا کار کروں یا نکروں
کوچۂ یار کو مین رشک چمن ای سودا — جا کی بادین خونبار کروں یا نکروں

اور

غزل سراج

اول کی تمنی تو بھول گئے مہربانیان — لانے لگے ہو روز تغافل کی بانیان
کیا ہوئیگا سنوگے اگر کان دھر کے تم — گذرین برہ کی رات جو مجھپر کہانیان
دامن تلک بھی ہاتھ ذرا دست رس نہین — کیا خاک مین ملی ہے مری جانفشانیان
داغ فراق لالہ و باغ خیال ہے — رہگئین مرے جگر مین تمھاری نشانیان
مجھ دلکے کوہ طور کا سرمہ کیے ہو تم — باقی ہین اب تلک بھی وہی لن ترانیان
شاید کسی کے قتل کی ہوتی ہے مصلحت — رمزین تری نگاہ کی سب ہمنے جانیان
کب تک روا رکھوگے تغافل سراج پر — اب اسقدر بھی خوب نہین سرگرانیان

ردیف واو

غزل وفا

اپنا دیدار وہ دکھلائے تو کیا اچھا ہو — دل بیمار شفا پائے تو کیا اچھا ہو
ای صبا تو گل گلزار نبوت کو سلام — میری جانب سے جو پہنچائے تو کیا اچھا ہو
خاکپائے شہ لولاک عجب اکسیر — کیمیا یہ مرے ہاتھ آئے تو کیا اچھا ہو
رشک گلزار جنان روضۂ شاہ دین ہے — حق تعالی وہان پہنچائے تو کیا اچھا ہو
سر مرا عشق مین اوس نور خدا کی ہمدم — صورت شمع جو کٹجائے تو کیا اچھا ہو
جسکا سایہ نہین سر پر وہ ہمائے دین کا — سایہ سر پر مرے پڑجائے تو کیا اچھا ہو
جسکے ملنے سے خداوند جہان ملتا ہے — ای وفا وہ تجھے ملجائے تو کیا اچھا ہو

غزل

دیکھکر اوسکے روئے خندان کو — گل نے پرزے کیا گریبان کو
اوسکے ہونٹونکے آگے قدر نہین — لعل پھر جائے گرد بخشان کو
آنکھ تیری شکار افگن ہے — کیون نہ بھاگے ہرن بیابان کو
گرم ہو کر نہ سوئے یار کے ساتھ — آگ لگ جائے اس رمستان کو
یاد آتی ہے صورت یوسف — کھولکے دیکھتے ہین قرآن کو

غزل

جو سونگھے اوس گل نیلا کو پیرہن کی بو
خوش آوے کب اُسے سنبل و نسترن کی بو

و باغ کیون نہ معطر ہو بلبل شیدا
ہر ایک گل سے جو آتی ہے پنجبتن کی بو

خط آگیا تری چہرے پہ ای گل خندان
گئی مزاج سے ابتک بالے پن کی بو

جو بیٹھا آنکے محفل مین وہ مرا مجنون
کئی وہ مست اوسیوقت انجمن کی بو

نشانی جب تری زلفونکی لرگئی ہے صبا
خطا سے جاتی رہی نافۂ ختن کی بو

غزل نیاز

عشق مین ہے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاط زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو

عقل کے مدرسے اوٹھ عشق کی مسجد مین آ
جام فنا و بیخودی ابتو پیا جو ہو سو ہو

لاگ کی آگ لگ گئی سینہ مظین جلگیا
رخت وجود جان و تن کہنچ بچا جو ہو سو ہو

ہجر کی سب صعوبتین عرض کین اوسکے روبرو
ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

دنیا کی نیک و بد سے کام تمکو نیاز کچھ نہین
آپسے جو گذر گیا پھر اوسے کیا جو ہو سو ہو

غزل سوز

تا در کوی صنم یا تو مجھے پہنچا دو
یا ابھی دلکو مرے پاس سے اوسکے لا دو

رسم و آئین اسیری کی مجھے یاد نہین
تو گرفتار ہون ای ہمقفسو سکھلا دو

سانس لینے دو چھری نیچے شتابی کیا ہی
مینجھو اور توقع تو نہین تمسے اب

آتش عشق تو دامن سے بھلا بھڑکا دو
درد ہی سوز ہی دنیا مین غریبونکی بساط

شاعری تمکو مبارک رہے ای استاد و

غزل سوز

مری جان جاتی ہے یار و سنبھالو
کلیجے مین کانٹا چبھا ہے نکالو

نہ بھائی مجھے زندگانی نہ بھائی
مجھے مار ڈالو مجھے مار ڈالو

خدا کے لیے ای مرے ہمنشینو
یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلالو

اگر وہ نہ آوے تمھارے کہے سے
تو منت کر و گھیرے گھیرے بلالو

اگرچہ خفا ہو کے وہ گالیان دے
تو دم کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو

تا نکی چال سی ہوی ہے قیامت برپا
اے ہے شرم کی جا قہر ہے یا بند نہیں

صدقے جاؤن لطافت کا کہون حال مین کیا
کچھ زمین نہین ہے نکا لا جاتا

دور نا سفتہ مین ڈوبا رہین ڈالا جاتا
پہنچے زانو کی صفا کو نہ پری کا رخسار

پھٹے دل یا ہاتھ ی اوٹھ پر دیکھے
مرکے پا جاؤن جو ان را تو نے وقت رفتار

نزاکت ہے کہ حسرت سے صدا عاشق زار
مثل مہتاب کے تخت پہ ہوا ہی

وہ چھپا ہے پر ہین نور کا دم گرمی
ساقیا تا نو بجے نور کا پیالے بھر دے

دیکھ مہتاب نہ تخت نور کا ہو رنگ کا فور
نور کا جوش ہے یکسر صباحت کا ہے نور

چمن حسن مین کیا پھولی ہے شاخ نور

کہوا ایک بندہ تمہارا مرے ہے — اوسے جان کنی سے توجا کر بچا لو
جلونکی بُری آہ ہوتی ہی پیارے — تم اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو

غزل نظیر

جدا کسی سے کسیکا غرض حبیب نہو — یہ داغ وہ ہی کہ دشمن کو بھی نصیب نہو
جدا جو ہمکو کرے اس صنم کے کوچے سے — الٰہی راہ مین ایسا کوئی رقیب نہو
علاج کیا کرین حکما تپ جدائی کا — سوائے وصل کے اسکا کوئی طبیب نہو
نظیر اپنا تو معشوق خوبصورت ہے — جو حسن اوسمین ہی ایسا کوئی عجیب نہو

غزل شادان

سنین تمہاری جو ایسی باتین کہان ہی ایسا دماغ ہمکو
صنم کی باتونمین پھنس رہے ہین نہین ہے اب تو فراغ ہمکو
چمک رہے ہین ستارے شبکو عجب طرح کی بہار دیکھی
پیارا آیا ہی گھر ہمارے تو بھر دے ساقی ایاغ ہمکو
اگر وہ گوہر سلسا منے تھا مگر وہ ہمکو نظر نہ آیا
اندھیری راتون مین بھولتے تھے بتا دیا ہے چراغ ہمکو
تمہارے خاطر ہمارے پیارے ذرا تو دیکھو کیا ہی کیا کچھ
بھٹکتے پھرتے تھے رات اور دن ملا ہے اب تو سراغ ہمکو
اسی کی دولت سے عیش گھر گھر کہان ہی ایسا بتا دی شادان
شہ سکندر رسوا رہوے تو کیون نہ جنگل ہو باغ ہمکو

غزل ظفر علیہ الرحمہ

جلایا آپ ہمنے ضبط کرکے آہ سوزانکو — جگر کو سینے کو پہلو کو لوکو جسم کو جانکو
ہمیشہ کنج تنہائی مین ہم سونس ہمتی ہین — الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرمانکو
تہ و اندام و روی و قد و زلف و رخسے ہی خجلت — سمن کو ارغوانکو سرو کو سنبل کو ریحانکو
جگہہ کس کسکو دون دلمین سترہا تھا نے ہی قاتل — کٹار یکو چھریکو بانک کو خنجر کو پیکان کو

تری دندان و لب نے کر دیا بیقدر عالم مین — گہر کو لعل کو یاقوت کو ہیرے کو مرجان کو
لڑا کر آنکھ اونسے ہمنے دشمن کر لیا اپنا — نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگان کو
نہین قلقل دعا دیتا ہی شیشہ دمبدم ساقی — سبو کو خم کو می کو سیکدے کو میپرستان کو
نہو جب تو ہی ای ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی — ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو
بنایا ای ظفر انسانسے بہتر کیا ہے خالق نے — ملک کو دیو کو جن کو پری کو حور و غلمان کو

غزل فسانہ

ایدل سدا اوس شمع پہ پروانہ ہو پروانہ ہو — اوس نو بہار حسن کا دیوانہ ہو دیوانہ ہو
ایدل اگر منظور ہی یہان آشنائی عشق کی — ہر آشنائے عشق سے بیگانہ ہو بیگانہ ہو
میری طرف ساغر نکف آتا ہی وہ مست ظرف — ایدل تکلف برطرف مستانہ ہو مستانہ ہو
میرے سخن کو مہر سے سنتا ہو وہ رنگین ادا — ای سرگذشت جان و دل افسانہ ہو افسانہ ہو

غزل ظفر علیہ الرحمہ

کہون کیا رنگ اوس گل کا اہا ہا ہا اہو ہو ہو — ہوا رنگ چمن سارا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
نمک چھڑکا ہی وہ کس کس مزے سے دلکے زخمونپر — مزہ لیتا ہو نین کیا کیا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
شرار و برق مین کیا فرق سمجھو نکین و نونین — ہی اک شعلہ بھبھو کا سا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
بلا گردان ہو ساقی کا کہ جام عشق سے تجھکو — دیا گھونٹا دونے اک ایسا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
مری صورت پرستی حق پرستی کی کہون کیا مین — کہ اس صورت مین کیا دیکھا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
خدا جانی حلاوت کیا ہی آب تیغ قاتل مین — لب ہر زخم سے گویا اہا ہا ہا اہو ہو ہو
ظفر عالم کہو نین کیا طبیعت کی روانیکا — کہ ہی اُمڈا ہوا دریا اہا ہا ہا اہو ہو ہو

غزل جرأت

پھرتا ہون تجھ بغیر مین ہو کر دیوانہ ہو بہو — شہر بشہر دہ بدہ خانہ بخانہ کو بکو
چھوڑ دہ کسطرح سُکل آہ ہوا ہو جو اسیر — زلف بزلف خم بخم پیچ بپیچ مو بمو
وا می نصیب ایک شب اُس سے ہو کی نہ آبہم — دست بدست لب بلب سینہ بسینہ رو برو
روئے ہین ہم جو نوحہ گر پہنچی ہی اشک چشم تر — بحر بہ بحر یم بیم دجلہ بدجلہ جو بجو

اوسکی تلاش مین سدا پھرتے ہین ہم پریشان حال
بام بیام در بدر کوچہ بکوچہ کو بکو

دیکھا چمن مین جرأت اب جلوہ عیان ماہ کا
شاخ بشاخ گل بگل غنچہ بغنچہ بو بو

غزل کنور

ہمیشہ کرے ہی ستم تازہ بتازہ نو بنو
مجھپہ نہین ہے وہ کرم تازہ بتازہ نو بنو

اوسکی جدائی ہی گران دلپہ ہمارے روز و شب
کٹتے نہین ہی درد و غم تازہ بتازہ نو بنو

ای صنم تو پر جفا مجھسے نہو تو بیوفا
تجھکو خدا ہی کی قسم تازہ بتازہ نو بنو

مجھپہ خفا تو جیسے ہے جی کو پٹ ہی ہے بھلی
دلپہ سدا ہی غم الم تازہ بتازہ نو بنو

بسکہ کنور ہی غمزدہ اسکو کری تو خوش فرا
پڑھکے غزل تو دمبدم تازہ بتازہ نو بنو

غزل نور

حال فرقت کیا لکھون تم آپ کر دیکھ لو
در نہ وان مجکو مرے پیارے بلا کر دیکھ لو

بے قراری دلکی میرے دیکھنی منظور ہے
تو سیان سیماب تھوڑا سا منگا کر دیکھ لو

آپ کھل جاویگی میری انتظاری آپ پر
ہاتھ مین اپنے نگل نرگس اوٹھا کر دیکھ لو

چشم تر کو آپ جو کم جانتے ہین ابر سے
تو مقابل ابر کے مجکو رولا کر دیکھ لو

آپ بن سوزان و گریان کسطرح کٹتی ہی رات
شمع سومی بزم مین اپنے جلا کر دیکھ لو

مو بمو حال پریشان تم اگر دیکھو مرا
آئینہ خانہ مین اپنی زلف جا کر دیکھ لو

آپکے بن نور کی ہی شکل جو مین کیا کہون
قیس کی تصویر کا نقشا کھنچا کر دیکھ لو

غزل

ظلم کے تیری ہین گواہ خانہ بخانہ کو بکو
بسکہ پھرون ہون وا خواہ خانہ بخانہ کو بکو

تجھکو فقط چراغ شام دیکھنا ہے گھر بگھر
پھرتی ہی باد صبحگاہ خانہ بخانہ کو بکو

دلسے اٹھا کی دست صبر منھ سی ملونگا اسکا خون
پوچھونگا اپنا جا گناہ خانہ بخانہ کو بکو

دیکھی ہی جیسی خلق نے مجھسے مری معاملت
مانگے ہی عشق سی پناہ خانہ بخانہ کو بکو

سونپون ہون جسکو منصفی جرم کھی ہے میر سر
تنگ ہوئی ہی مجھکو راہ خانہ بخانہ کو بکو

غزل یقین

گرہ کھولو نہ زلف یار کی شانیکو مت چھیڑو
حبونکے دلکے زنجیر دنے دیوانیکو مت چھیڑو

کوئی ترک ادب کرتا ہی معبود و نکی خدمت مین
مسلمانو خدا سے ڈرکو تم انیکو مت چھیڑو

ابھی جاتا ہی جل یکدم تو بچنے دو بچارےکو
ٹک اک روشن کرو شمع پروانیکو مت چھیڑو

یہ محراب نماز بیخودی ہے زاہد و سمجھو
خدا کیواسطے مستونکے میخانیکو مت چھیڑو

ستاؤ مت یقین کا دل کہ یہ خوبونکا مسکن ہے
خدا جانو کہ کیا ہو اس یخانیکو مت چھیڑو

غزل عاشق

مرو ساقی ہین سب یکجا اہا ہا اہو ہو ہو
عجب عالم ہے مستی کا اہا ہا اہو ہو ہو

بہار آئی ترا نے پھر لگے زنجیر دیوانے
ہوا شور جنون بر پا اہا ہا اہو ہو ہو

نہ دیکھا تھا جن آنکھون نے کبھی اک اشک کا قطرہ
رواں ہو اونسے اب دریا اہا ہا اہو ہو ہو

مری گھر اس جہانمین ساقی و مطرب اگر ہوتے
تو کیسی میکشی کرتا اہا ہا اہو ہو ہو

کیا بیداد سو عاشق کو تو نے قتل بیظالم
کوئی کام ایسا ہی کرتا اہا ہا اہو ہو ہو

غزل سودا

بلبلین سب روتی آئین باغبان دیکھو
آنسو شبنم ستی حوض و نہر بھر دیکھو

یہ وصیت کرکے بلبل باغبانسے مرگئی
کہہ گئی مجھکو غسل تخت چمن پر دیکھو

بعد میرے دفن کے تو قل پڑھا چاہی اگر
کھود کر صحن چمن کو صاف مٹی دیکھو

پھر قدم چالیس تک کر آگے تربت پر مری
فاتحہ کی جا ہی پر تعریف گل کی کیجیو

یاد تھا مدت سو سودا کی تئین یہ ماجرا
آج کیون ظاہر نہین کچھ بھید اسکا کیجیو

غزل غلام احمد

اے دلبر عجب تو بھی ہے ماہرو
نہ ہے تیرے مانند کوئی خوب رو

تکلم کرے کیا کوئی تیرے ساتھ
تری تو فصیح ہے سبھی گفتگو

نہ مشک ختن کی ہے یہ اس طرح
جو ہے تیری زلف معنبر کی بو

نہ ثانی ہے دور جہان مین کوئی
ترا اے شرنیکوان خوب رو

جدا ایک لحہ نہ کر اے صنم
ہمیشہ یہ احمد کو رکھہ روبرو

ردیف ہائے

غزل صاحب

گر تجھے قتل ہی منظور چل آ بسم اللہ — تیغ موجود ہے حاضر ہی گلا بسم اللہ
ہم تو حاضر ہین ٹھکرے ہین ترا حکم عدول — خون دل تو جو پلاتا ہی پلا بسم اللہ
دیکھیے اب کے ملاقات مجھے کب ہو نصیب — ہجر مین تیرے مرا دل تو جلا بسم اللہ
اسطرح خوب نہین جانکا دینا بسمل — تڑپنے تک تو ذرا پڑ رہتو بھلا بسم اللہ
گر تقصد ہو تجھے حال پہ صاحب کرہن — زخم دل کا تو ہی اب سکے سلا بسم اللہ

غزل مشتاق

کیا برہمن تڑپتا دل بیتاب ہے واللہ — سیماب ہی سیماب ہی سیماب ہی واللہ
تاب رخ دلدار سی ہمتاب ہو خورشید — کیا تاب ہی کیا تاب ہی کیا تاب ہی واللہ
جون بچہ مژگانین ترے گوہر آنسو — نایاب ہی نایاب ہی نایاب ہی واللہ
کہتا ہی وہ شمشیر دکھا تشنہ لبون کو — کیا آب ہی کیا آب ہی کیا آب ہی واللہ
مشتاق ہمین کرکے بھلا آپ جناب آپ — آداب ہی آداب ہی آداب ہی واللہ

غزل جرات

یک شب کسی کامل کی حکایات ہو واللہ — کیا رات ہی کیا رات ہی کیا رات ہی واللہ
دل چھین لیا اوسنے دکھا دست حنائی — کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی واللہ
عالم ہی جوانی کا جو ابھرا ہوا سینہ — کیا گھات ہی کیا گھات ہی کیا گھات ہی واللہ
دشنام کا پایا جو مزہ اسکے لبون سے — صلوات ہی صلوات ہی صلوات ہی واللہ
جرأت کی غزل جبنے سنی اوسنے کہا واہ — کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی واللہ

غزل سودا

غیر پہ نت ہی کرم ہم پہ ستم واہ وا ہ — دیکھ لیا بس تمہین ہمنے صنم واہ واہ
مہر کرے یا جفا جسمین ہو اوسکی رضا — جسکی رضا مین سدا گذر رہی ہی دم واہ واہ
سبز کیا کشت کو برس کے عالم کو تو — ٹک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ
خانۂ مشرب کو دیکھ تازہ بنا کو میری — کہتے ہین نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

کہنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح — اسپہ زمین سے ہو تو الوح و قلم واہ واہ

غزل سودا

جب خوش ہو تو دو گالی یکبار سو یہ تحفہ — رنجش تو کہون کسے ہے پیار سو یہ تحفہ
چپ ہو تو بدی دلمین ہو لو تو زبان اوپر — خاموشی مین وہ خوبی گفتار سو یہ تحفہ
اس لکھو شفا کیونکر تجھ عشق کی تب سے ہو — آزار کرو ڈھب اپنا بیمار سو یہ تحفہ
ہر دم کی تفحص سے لائی ہین بجان مجکو — غم اپنے کی وہ صورت غمخوار سو یہ تحفہ
صبر و دل و دین طاقت دیکھا اسو اوسکے — ہین جنگ مین رفیق اپنے دوچار سو یہ تحفہ
اب شیخ کی سچ وہیچ پر کیونکر نہ ہنسین رندان — ڈاڑھی ہی سو یہ نادر دستار سو یہ تحفہ
سن نظم کو سودا کی منھ پھیر لگا کہنے — آفاق مین وہ شہرہ اشعار سو یہ تحفہ

غزل سلطان

نہ مین ہون اور نالہ شکیر ہو اللہ اللہ — غم ہو اور یہ دل دلگیر ہو اللہ اللہ
درد سینے مین مرے یاد ہو اوس کافر کی — نوک مژگان ہو او تیر ہو اللہ اللہ
چاہ کر تجکو مین اس چاہ بلا مین ڈوبا — خواب یوسف کی یہ تعبیر ہو اللہ اللہ
کس لیے اس دل نادان کو لبھایا تمنے — انھون کی کونسی تقصیر ہے اللہ اللہ
سخ پوشاک سے بے طرح نظر آئے ہو — کسکے یہ قتل کی تدبیر ہو اللہ اللہ
چھوڑ دو اس دل دیوانی کو مت قید کرو — پاؤن مین زلف کی زنجیر ہو اللہ اللہ
ہم مرین غم مین ترے تجھکو ٹھٹولے سو تجھے — کیا بری میری بھی تقدیر ہو اللہ اللہ
نہ تو دور ہو گا خدا کا نہ تجھے الفت ہے — سنگدل ظالم بے پیر ہو اللہ اللہ
دل گیا ہاتھ سے اور جی سو گیا تاب و توان — خاک جس قد مونکی اکسیر ہو اللہ اللہ
جو مو نین ہاتھ مصور کا کہ جسنے پیارے — کھینچی اس بکھرے کی تصویر ہو اللہ اللہ
کیا کرون وصف تر اتجھکو سنوار حق نے — جلوہ نور کی تاثیر ہو اللہ اللہ
جب سو دیکھا ہو ترے حسن کو ای راحت جان — تب سو سلطان جہان گیر ہو اللہ اللہ

غزل مظہر

اوس گل کو بھیجنا ہو مجھے خط صبا کے ہاتھ — اسواسطے لکھا ہی چمن مین ہوا کے ہاتھ
برگ حنا اوپر لکھوا حوال دل مرا — شاید کبھی تو جا لگے اون لرا کے ہاتھ
آزاد ہو رہا ہون دو عالم کی قید سے — مینا لگا ہی جب سے تھی مجھ مینوا کے ہاتھ
ڈرتا ہون میرزائی تری دیکھ ہر سحر — سورج کے ہاتھ چوری ہی نکھا صبا کے ہاتھ
مظہر چھپا کر رکھ دل نازک بلا سکی تئین — یہ شیشہ بیچنا ہی کسی میرزا کے ہاتھ

غزل سوز

بس دل ناتوان بس چپ رہ — رو رو مت کہو تو جان بس چپ رہ
غل نکر غل نکرکہ تیری آہ — پہنچی تا لامکان بس چپ رہ
انکھین جاتی رہینگی اونا دان — میرا کہنا تو مان بس چپ رہ
تیرے رونے پہ لوگ روتی ہین — بس نہ رو میری جان بس چپ رہ
پھول ہنستے ہین تیرے رونے پر — میرے غنچہ دہان بس چپ رہ
شعر کا ہیکو ہین شرارے ہین — سوز آتش زبان بس چپ رہ

غزل ولی

کیا مجھ عشق نے ظالم کو آب آہستہ آہستہ — جون آتش گل کو کرتی ہی گلاب آہستہ آہستہ
عجب کچھ لطف رکھتا ہی شب خلوت مین وہ گلرو — سوال آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ
مرو کو کیا بیخود تری آنکھون نے اے ظالم — کہ جون بیہوش کرتی ہی شراب آہستہ آہستہ
ہوا اب عشق مین ہی آتشین رو دل مرا پانی — کہ جون گلتا ہی آتش پر گلاب آہستہ آہستہ
ادا و ناز سے آتا ہی وہ روشن جبین گھر کو — کہ جون مشرق سی نکلے آفتاب آہستہ آہستہ
ولی مجھ دل مین آتا ہی خیال نازبے پروا — کہ جون آنکھو نمین آتا ہیگا خواب آہستہ آہستہ

غزل صاحب

کسقدر جان دل آزار ہو سبحان اللہ — بات کی بات مین بیزار ہو سبحان اللہ
اسطرح ہمسے جو یہ جور روا رکھتے ہو — کیا تمھین شہرہ ولدار ہو سبحان اللہ
پیشتر دید تمھاری تھی ممکن اب تو — در بدر کوچہ و بازار ہو سبحان اللہ

کسطرح دل کو لیا تمنے میان پہلے دن — اب تو یون جی کے طلبگار ہو سبحان اللہ
بلبلین دیکھکے گلشن مین تمھین کہتی ہین — کسقدر تم تو طرحدار ہو سبحان اللہ
اب جو دلسوزی و اخلاص بیان کرتے ہو — سچ ہی تم ایسی ہی غمخوار ہو سبحان اللہ
سنکے صاحب سخن یار سخندان بولے — کسقدر تم تو شکر بار ہو سبحان اللہ

غزل مستان

سوزش فرقت سے مین ساری بدنمین آبلے — دست مین پا مین جگر مین اور دہنمین آبلے
تجھ نگاہ گرم کی کثرت سے اے سرو سہی — خوشۂ انگور کے نکلے ہے چمن مین آبلے
سوز سے رویا جو تھا مین ابر نیسان کی نمط — پڑگئی دیکھو صدف کے پیرہن مین آبلے
اندرون مین کیا کہون پیدا ہوے جاتے حباب — جسم دریا مین سحر ایک موجہ مین آبلے
قطرہ افشانی نہین شبنم کی یہ گلشن کی ہے بیچ — ہین لٹکتے دیکھلو سروسمن مین آبلے
ایسا نازک ہو اے مستان صنم نام خدا — ایک بوسے سے ہوا چاہ ذقن مین آبلے

غزل سوز

تم کرو سیر گلستان واہ واہ — ہم رہین محبوس زندان واہ واہ
تم چمن مین ہم قفس مین یا نصیب — واہ واہ اے عندلیبان واہ واہ
تا سحر ہم بزم تم اوسکی رہو — واہ واہ شمع شبستان واہ واہ
ہم رہین پروانہ ساگرد اگن — سب کرین سیر چراغان واہ واہ
سوز کو دے اپنے پہلو مین جگہہ — واہ واہ گور غریبان واہ واہ

غزل غلام احمد

آپ تو خوب طرحدار ہو سبحان اللہ — کیا پریزاد ہو دلدار ہو سبحان اللہ
کیا کہون آپکی بس زلف مسلسل شکین — دام صیاد ہے یا مار ہو سبحان اللہ
آپکے چہرۂ پرنور کی کیا ہو تعریف — آپ تو مطلع انوار ہو سبحان اللہ
آپکی ذات مین ہو نور تجلی تابان — آپ تو صاحب اسرار ہو سبحان اللہ
خم نہ کیون ہووے تمھین دیکھتے ہی شیشہ فلک — واہ کیا ابروے خمدار ہو سبحان اللہ

لب اعجاز مسیحا سے اگر فرماوے — مردہ دل آنین ہوشیار ہو سبحان اللہ
کیجیے اب تو کرم آپ بس اس احمد پر — آپ ہی تو مرے مختار ہو سبحان اللہ

غزل محسن

کیفی بھٹکے ہو کہر آگے دھرا ہی شیشہ — جام لبریز ہے اور مے سے بھرا ہی شیشہ
دیکھو ٹھوکر نہ لگے بہت سنبھلکر جانا — ٹوٹکر یہ دل نازک تو بنا ہی شیشہ
سر جھکاتے ہی لگی شیشہ کو اک دم ہچکی — روح مستوں نے مگر یاد کیا ہی شیشہ
مین کہان زر نہ جواہر سے ملی ہو پیارے — نقد الفت سی مگر ہان یہ ملا ہی شیشہ
رات مخمور مجھے آن کے محسن پوچھا — ولکا کس قیمتون یہان مول دیا ہی شیشہ

غزل سراج

اس منہرن کی زلف شکین شکن مین دیکھو — ہر اک شکن مین نافۂ مشک ختن کو دیکھ
اے دل اگر ہے ماندگی راہ غم تجھے — حلقے مین پیچ کی زلف کے حب الوطن کو دیکھ
دیکھی نہین جو گلشن امید کی کلی — اس گلکذار غنچہ دہن کی دہن کو دیکھ
گل گل ہوا ہی داغ محبت سی دل مرا — گر آرزو ہی سیر تجھے اس چمن کو دیکھ
ایک پل مین میری جان سی انجان ہو گیا — اس دین باز شاہد پرفن کے فن کو دیکھ
میری طرف سی ظالم خون ریز کو کہو — اکبار اپنے بسمل خونی کفن کو دیکھ
بیجا نکر تو لاف غروری کا اے سراج — اس تند خو کی ابرو کی شمشیر زن کو دیکھ

غزل سمجھو

حباب بادہ ہی جیسا ایاغ مین غنچہ — نہ اسطرح کا کھلا کوئی باغ مین غنچہ
ہوا ہی باغ کی سر مین بھری ہی تیری ہوا — تیرا ہی خبط کھے ہی دماغ مین غنچہ
قریب زلف ہی بالی مین لعل کی مچھلی — بجا ہی گر کہون منقار زاغ مین غنچہ
خیال اس رخ رنگین کا اسمین رہتا ہی — کھلا ہی طرفہ مرے دلکے داغ مین غنچہ
خموش سر بگریبان ہی یون تو ای سمجھو — یہ اس دہن کی ہی فکر و سراغ مین غنچہ

ماہر و رکھتا ہی بس جور و جبر کا نکیہ — غزل محمد حسین — عاشق خستہ جگر کو ہی صبر کا تکیہ

دولت حسن خداداد ہی اسکو کیا خوب — اس جگر سوز کو کافی ہے فقر کا تکیہ
گراو ٹھالیو وہ پرو یکو جمال اپنے سے — چشم خورشید کو ہو نور بصر کا تکیہ
وچ یاقوت سی ہو لعل سخن کا جو نمود — شاد کامی سے ملے عز و قدر کا تکیہ
بالش در و گہر کی نہ حقیقت جانے — جسکے مقسوم ہو اس در کے حجر کا تکیہ
جو میسر نہ کبھی وصل صنم کا ہو تو — بس غنیمت ہی عجب لحد قبر کا تکیہ
خوف عقبی کا نہین ڈر کہ رسول اکرم — اس گنہگار کو محکم ہے حشر کا تکیہ

ردیف یای — غزل فقیہ

کیا ذات مبارک مین صفائی نظر آئی — نقشہ مین محمد کے خدائی نظر آئی
اطراف و جوانب مین ثریا سی ثری تک — اس برزخ کبری کی ضیائی نظر آئی
جب حال نکل وصل ہوا تب تو کھلی آنکھ — اس چشم کے پردے مین جدائی نظر آئی
عالم کو دکھا حضرت عالم نے پکارے — اس نور الٰہی کی دوہائی نظر آئی
کوچہ مین ستمگر کے بہت لاشے پڑے ہین — اس دہر کی معدوم وفائی نظر آئی
اس سرو روان خاص پہ نتا بروان ہے — امید دو عالم کی برآئی نظر آئی
ای جان فقیہ خاک قدم کحلہ جان کر — وہ ذات عجب فرہمائی نظر آئی

غزل فقیہ

جب اوس بت کافر کی سواری نظر آئی — عاشق کی وہین عقل سدھاری نظر آئی
رونے سے مرے سبز ہوا باغ عنایت — چشمونکی گھٹا ابر بہاری نظر آئی
آنے سے صنم مجلس مذا مین ہوا کیف — آنکھونمین تری مے کی خماری نظر آئی
دنیا سو گیا گور مین تو بھی نہ پڑا چین — کچھ زیر زمین بھی نہ قراری نظر آئی
ہر صفحہ گلشن پہ نظارے سے صنم کے — باللہ کہ عجب نقش و نگاری نظر آئی
عاشق کو بٹھا قتل کیا ایک نگہ سے — کیا شوخ تری ظلم گذاری نظر آئی
کب پار فقیہ ہوے ترے ظلم سے ظالم — بجھ ہجر کے سینے مین کٹاری نظر آئی

غزل نیاز

دکھلائیو داغ دلنے گلستان نئے نئے
وحشت دکھا رہی ہے بیابان نئے نئے

جور بتان سے مجھکو الٰہی بچائیو
پیدا ہوے ہین جان کو خواہان نئے نئے

دیر و حرم مین کوئی نہین تیری راہ پر
کافر نئے نئے ہین مسلمان نئے نئے

مین اسطرح جنون ترے ہاتھ سے تنگ ہون
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے

کسطرح ہو گذر و رجہانان پہ آیا ز
دربان نئے نئے ہین نگہبان نئے نئے

غزل عاقل

تیری الفت مین ہوئی جان کو خواہان کتنے
کشتۂ خون ہین میرے گبر و مسلمان کتنے

ایک امید بھی تجھسے نہ بر آئی میری
رہگئے دلمین مرے حسرت و ارمان کتنے

نہین ملتا ترے ناقے کا پتا اے لیلی
چھان مارے تری مجنون نے بیابان کتنے

کتنونکو کان کی بالے سے جھکایا تو وہین
زلف پیچانکے پڑے پیچ مین پیچان کتنے

جسنے دیکھی تری تصویر کہا صل علی
پڑھتے صلوٰۃ ہین آ آ کے مسلمان کتنے

ایک تھا آئینہ وہ جسکے ہین حیران کتنے
پھرتے ہین زلف پریشانکو پریشان کتنے

اونٹھکے صحرا سے چلا شہر کی جانب جب مین
لپٹے دامن سے مرے خار مغیلان کتنے

صحفی رو مین کھینچی جاتی ہی اسکی تصویر
ایک قرآن سی لکھے جاتی ہین قرآن کتنے

کوئی سمجھا نہ ترے شعر کا رتبہ عاقل
یون تو ہین کہنے کو دنیا مین سخندان کتنے

غزل ولی

جسے عشق کا تیر کاری لگے
اسے زندگی جگ مین بھاری لگے

نہو وے اوسے جگ مین ہر گز قرار
جسے یار جانی سے یاری لگے

رکھورے محبت دم مرگ تک
جسے عشق کی بے قراری لگے

بھی ہر دم مجھی عاشق پاک کو
پیارے تری بات پیاری لگے

اگر تو ولے کی سخن کو سنے
رقیبونکے دلمین کٹاری لگے

غزل وفا

لوح جگر پہ نقش ہو نام محمدی
روز ازل سے ہم ہین غلام محمدی

ہر بیت کیون نہ قصر فلک سے بلند ہو — موزون ہی وصف رفعت بام محمدی
زندہ تو کیسے مردہ بھی اوٹھتے تھے گور سے — سننے کو گوش دل سے کلام محمدی
چرخ چہارم الکا مکان انکا لامکان — عیسی سے ہی بلند مقام محمدی
ہی آرزوئے بندۂ عاجز وفا یہی — یارب بنا دے مجھکو غلام محمدی

غزل لطیف

داغ ہجر انکا نجا ویگا کبھو دل سے مرے — یہ نشانی تو ملی ہی مجھے قاتل سے مرے
وصف اوس شوخ نگہ کا نہ زبانسے ہو کبھو — حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماری کا — ظاہر آثار تو ہین یار و شمائل سے مرے
شب کو تعویذ پہ اوسکے جو کیا دست دراز — بولا چل دور ہو کیا کام حمائل سے مرے
چند ہر چند کہ ہین دامن لیلی پکڑو ن — ہاتھ تو دور ہمیشہ رہے محمل سے مرے
قتل تو اوسنے کیا مجھکو پہ تشہیر نہ کی — اتنی کوتاہی ہوئی صاحب قاتل سے مرے
آگ لگ جاوے نہ دنیا مین مجھ دور ہی لطیف — آہ سوزان جو نکلتی ہی نہان دل سے مرے

غزل

اسقدر ہمپہ ناتوانی ہے — موے سر تک بھی سرگرانی ہے
میرے زخمون پہ مت رکھو مرہم — میرے قاتل کی یہ نشانی ہی
تلوے چھد چھد کے ہو گئی ہی غربال — ہمنے صحرا کی خاک چھانی ہی
حال دل پوچھ لو طبیبون سے — کیون مرا رنگ زعفرانی ہی
چاہیے زخم دل ہرے ہو جائین — پہنی پوشاک اوسنے دھانی ہی

غزل شہید

کہوں برق وش سے آج لازم ساتھ جاتا ہی — جنازہ پر ہمارے ابر رحمت سایہ ناہی
چلو نگار سر بل شوق شہادت دستگیر ہوں — جہان تلوار چلتی ہی اوسی کوچہ مین جانا ہی
لیا جنے ہمارا نام مارا بے گنہ اوسکو — نشان جنسے بتایا ہی وہ تیرونکا نشانا ہی
جو شرماؤ تو پیارے چھوڑ دون مژگانکی چلونکو — تمہارے عین وعدہ پر ہمین آنکھین ملانا ہی

گریبان پھاڑکے دست جنوں سے کبھی وہ وضع ابھی تو دامن صحرا کے بھی پرزے اڑاتا ہی
جو بال سکو اوجھتے ہین تو دل میرا اوجھتا ہی یہان ہی در وشاذ ہین وہان لفونین شاتا ہی
مثال نقش بالا کھون پڑے رہتے ہین سر کیا مگر قاتل ترا گنج شہید آستانا ہی

غزل بخشش

تاثیر تیرے عشق نے مجھپر ذری نکی مین کیا کرون نصیب نے کچھ یاوری نکی
دلبر سمجھکے دل کو دیا اوسکے ہاتھ مین دل لیگیا مرا مری کچھ دلبری نکی
ای رشک مشتری تری خوبی کے سامنے خورشید نے ذری ہی کچھ ہمسری نکی
نزدیک تھا کہ پہنچے سکندر اب حیات ای خضر وہان تلک بھلا کیون رہبری نکی
بخشش کے پاس گوہر دل تھا بساط مین قیمت کچھ اسکی تونے تو ای جوہری نکی

غزل شاعر

آنکھو مین ہی تصور صورت وہ دلربا کی دل مین ادا جبھی ہی اس نازنین ادا کی
غنچہ دہن وہ تیر ابرو ہے کب کسی سے اُسنے جو ہین اشارت ہونٹو مین مسکرا کی
آئینہ پانی پانی کیونکر نہ شرم سے ہو دیکھی ہی اوسنے خوبی تجھ حسن باصفا کی
تیرے لب و دہن کی حسرت مین ای گل ندام غنچہ کو دلفگاری گل کو ہی سینہ چاکی
کرتے ہین کیا قیامت شاعر جو دہن نسبت تجھ خوش خرام قد سے سرو شکستہ پا کی

غزل تمنا

خیال آتا ہی سیج گل کی بچھاؤن مین سمبر کے نیچے
یہ خوف یہ ہی چبھے رگ گل برنگ خار اُس کمر کے نیچے
یہی ہی تسکین وقت آخر مین تیرے بیمار و ناتوان کو
کہ سنگ تیرے ہی آستانکا بجائے بالین ہو سر کے نیچے
چمک رہا تھا نخ پہ اوسکے عرق کا قطرہ وہ اس طرح سے
ستارا جیسے ہو جگمگاتا فلک کے اوپر قمر کے نیچے
چمن مین طائر یہ جوش مستی سے چہچہاتے ہین دیکھ گل کو

جو میرے گلرو کو دیکھ لیوین تو رکھین منقار پر کے نیچے

نگاہ خونریز ایسے آفت کہ تیغ برق اس سے ہووے نادم
جو فرق دشمن پہ دھیان گذرے تو آکے ٹھہرے کمر کے نیچے

چڑھاوہ کوٹھے پہ جبکہ قاتل تو سب پکاری وہانکی خلقت
کہ تیری دہشت سے خور بھی نکلے چھپائے منھ کو سپر کے نیچے

یہی تمنا ہی مدتونسے جناب باری مین اپنی عاصی
کہ دفن اپنا بخف مین ہووے علی کی دیوار و در کے نیچے

غزل انشا

آتی تھی ایک حور مجھے دیکھ ہٹ گئی — دانتونکے بیچ داب زبان جھٹ لپٹ گئی
آہٹ کو میری پاکر وہ چوکھٹ سی پھٹ گئی — جھٹ پٹ وہ ٹہٹ کواڑکی پٹ ہی چمٹ گئی
کی چھیڑ چھاڑ مین نے جو معقول ہی اسے — بے اختیار شرم کر مارے سمٹ گئی
کمبخت کیا ہوا خلل انداز یہ خروس — ہی ہی خروس صبح کی چھاتی یہ پھٹ گئی
انشا کی گفتگو یہ دھواندھار ہی غضب — اگر بہار جسکے گلے سے لپٹ گئی

غزل سودا

گر تجھ مین ہی وفا تو جفا کار کون ہی — دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہی
نالان ہون مدتون سی تری سایکے تلے — پوچھا نہ یہ کبھو پس دیوار کون ہی
ہر شب شراب خوار ہر اک شب سیاہ مست — آشفتہ زلف لٹ پٹی و دستار کون ہی
سودا کو جرم عشق سے کرتی ہین آج قتل — پہچانتا ہی تو یہ گنہ گار کون ہی

غزل سودا

ساونکے بادلونکی طرح سے بھری ہوے — یہ وہ نین ہین جس سی کہ جنگل ہرے ہوے
ایدل یہ کس سی بگڑی کہ آتی ہی فوج اشک — لخت جگر کی بخش کو آگے دھرے ہوے
پلکین تری کہان نصف آ رہین کہ وان — افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوے
آنکھونکو تیری کیونکر مین مانہون کہ یہ غزال — جاتی ہین میرے دلکی زراعت چرے ہوے

بوندونکی جمدھر دونسے یہ بھر تین یکدگر
لڑکے مجھ آنسوؤنکے پیٹ منگڑے ہوئے

انصاف اپنا سونپیے کسکو بجز خدا
منصف جو بولتی ہین سو تجھی پڑے ہوئے

تردیک اپنے رہنے سے تسکر ہمین تو منع
ہین لاکھ کوس جب ترے لسے پڑے ہوئے

مجلس مین چھوکرونکی جو چھیڑ سے شیخ جی
آئے تو پھر خدا نے کہا مسخرے ہوئے

تسوا نکل نہ گھر سے کہ اب تجھکو ڈھونڈھتی
لڑکے کھڑے ہین تیر دونسے ان بھرے ہوئے

غزل آصف

یہ اشک چشم مین اب جم رہے ہے نر ہے
حباب بحر مین کوئی دم رہے رہے نر ہے

تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذر ے
تری بلا سے مرا دم رہے رہے نر ہے

قمر کو ہوتا ہی ہر ماہ مین کمال و زوال
ترے بھی حسن کا عالم رہے رہے نر ہے

عرق ہی منھ پہ ترے خوشنما صنم لیکن
ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نر ہے

شباب آکہ تری دید تک میسر ہو
یہ دم لبون پہ ہو اب تھم رہے رہے نر ہے

جو وصل مین ہو جدائی تو کیا کرے آصف
یہ اتفاق ہی باہم رہے رہے نر ہے

غزل آبرو

تمھارا دل اگر مجھسے پھرا ہے
تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے

ہماری کچھ نہین تقصیر لیکن
سبھی تمکو کہین گے بیوفا ہے

ہوے ہو اسقدر بیزار مجھسے
کہو ہمنے تمھارا کیا کیا ہے

وہ احمق ہو کہا ہی جسنے تمسے
ملو جس سے تمھارا دل ملا ہے

عبث بیدل کرو مت آبرو کو
مسافر ہی شکستہ ہی گدا ہے

غزل اشفتہ

سانس اگر جگر مین اڑتی ہے
شکل جب تیری یاد پڑتی ہی

یہان دم ماری کوئی کیونکہ بھلا
کیا بری طرح آنکھ لڑتی ہی

بیچ مین لاکے ہم غریبون کو
زلف کس کس طرح اکڑتی ہی

تجکو جانید دن کیونکہ خانہ خراب
دلکی بستی مری اُجڑتی ہی

غزل دلبر

مرتا ہون ترے عشق مین سرشار خبر لے
تک میرے دل زار کی اے یار خبر لے

اے باد تو ہی جاکے ذرا شوخ سے کہنا
مرتا ہی کوئی جا پس دیوار خبر لے

اللہ ہی بچاوے مجھے اس آتش غم سے
یا تو ہی مہر کھاکے مرے یار خبر لے

کسطرح بھلا یا ہی مرے دلکو تو اکبار
مرتا ہی ترا طالب دیدار خبر لے

کوچے مین ترے آنیکی طاقت نہین اے یار
مرتا ہی پڑا بر سر بازار خبر لے

یہ حال مرا دیکھکے حیران ہین طبیبان
بچتا ہی کہین عشق کا بیمار خبر لے

اے نازنین جو ناز اوٹھاتے ترے دلبر
پوچھین گے سبھی کوچہ و بازار خبر لے

غزل تابان

عشق کیا شی ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیے
کسطرح جاتا ہی دل ہیدل سی پوچھا چاہیے

کیا تڑپنے مین مزہ ہی قتل ہو پیارے کے ہاتھ
اسکی لذت کو کسی بسمل سی پوچھا چاہیے

جسنے اسکا زخم کھایا ہو اسی معلوم ہے
تیغ ابرو کی صفت گھایل سی پوچھا چاہیے

یار کے ملنے کی ہمکو کوئی طرح آتی نہین
طرح ملنے کی کسی واصل سی پوچھا چاہیے

آہ و نالے کی حقیقت دیکھتا ہون ہجر مین
کیا گذرتی ہوگی تابان دل سی پوچھا چاہیے

غزل سودا

خوبی رخسار خوبان گل سی پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقان بلبل سی پوچھا چاہیے

جو گذرتی ہی ہمارے حال پر لطفونکو دیکھ
اسکی ماہیت کو تین منزل سی پوچھا چاہیے

خلق خوبان بجا ہی بادہ نوشونکے اوپر
بیخودی کی بات جا کامل سی پوچھا چاہیے

اہل کشمیر و صفاہان عیش کرتے ہین مدام
ہند کی لذت کو تین کابل سی پوچھا چاہیے

لوگ کہتے ہین ابوالخیر حزین سودا ہوا
کچھ علاج اس مرض کا کامل سی پوچھا چاہیے

غزل قسمت

گر وہ بت کافر شب مہ بام پر آوے
ایک ماہ دو دم ماہ فلک کو نظر آوے

مژگان تری جسد بسمل مرے دلمین کھبی ہے
ناسفتہ نہ دیکھا کوئی لخت جگر آوے

مقدور ہی کسکا جو ترے حکم کو ٹالے
رستم جو نہ آوے تو دین اسکا سر آوے

تو بر سر بازار جہان جلوہ نما ہو
خورشید فلک پر سے کہنچے اوتر آوے

جون ماہ منور ہو شب تار ہماری
قسمت وہ اگر چاندسی صورت نظر آوے

غزل سراج

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو مین رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ خوبی نے عطا کیا مجھے اب لباس برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

چلی سمت غیب سے ایک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

نظر تغافل یار کا گلہ کس زبان سے بیان کرون
کہ شراب صد قدح آرزو خم دل مین تھی سو بھری رہی

وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق مین جون دھری تھی یون ہی دھری رہی

ترے جوش حیرت حسن کا اثر اسقدر سے یہان ہوا
نہ تو آئینہ مین جلا رہی نہ پری مین جلوہ گری رہی

کیا خاک آتش عشق نے دل بے نوائے سراج کو
نہ خطر رہا نہ حذر رہا جو رہی سو بے خطری رہی

غزل قدرت

ہمصفیران چمن ہمسے چمن چھوٹے ہے
ہائے اے شام غریبان کہ وطن چھوٹے ہے

غمزۂ شوخ سے دل دیکے مین ایسا بھاگا
جیسے صیاد کے ہاتھونسے ہرن چھوٹے ہے

ابتک تیری شہید ونکے بن ہر موسے — لاکھہ فوارۂ خون زیر کفن چھوٹے ہی
شب ہجر انکی مصیبت مین لکھون کیا قدرت — تنسے جان نکلے ہی اور جانسے تن چھوٹے ہی

غزل قلندر

بے نصیبی پہ ایدل اپنے عبث روتا ہے — جو لکھا کاتب قدرت نے وہی ہوتا ہی
سفر ملک عدم تجھہ کو ہی آخر درپیش — خواب غفلت سی تو بیدار ہو کیا سوتا ہی
نہین ممکن کہ مغیلانسے ثمر ہو پیدا — پھل بھی کھاتا ہی وہی جو کوئی کچھہ بوتا ہی
کرلے کچھہ کام غنیمت ہین یہ ایام حیات — بازی ولعب مین کیون عمر کو تو کھوتا ہی
غم کی بیش سی قلندر تو نکر دل کو بہ تنگ — عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھہ ہوتا ہے

غزل رند

کل جو ہم یار کی شمشیر تلے بیٹھہ گئے — وہ بہت ٹالا کیے ہم نہ ٹلے بیٹھہ گئے
ہم اوٹھے یار کے در پر سے ولے سو سو بار — صید مجروح کی مانند چلے بیٹھہ گئے
گلشن دھر مین دو روز عبث آئے ہم — سر و کیطرح نہ پھولے نہ پھلے بیٹھہ گئے
اب ہوا مجمع اغیار سو حضرت دل — اٹھہ چلے آپ تمہان بھی بھلے بیٹھہ گئے
وہ تو کب خوش تھی کہ قربان ہون ہم عید کی روز — ہم بھی گھبرا کے نہاری نہ ٹلے بیٹھہ گئے
اشک کی سیل ہی اور آہ کے شعلے ہی مرے — عقل اور ہوش کو گھر بار جلے بیٹھہ گئے
قیس و فرہاد سے اے رند ملے ہم کل رات — وہی یانگ گلو مل ہل کہ گلے بیٹھہ گئے

غزل سودا

نسیم ہی ترے کوچہ مین اور صبا بھی ہی — ہماری خاک سی ٹک دیکھہ کچھہ رہا بھی ہی
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم — ہر ایک بات کی آخر کچھہ انتہا بھی ہی
جلے ہی شمع سی پروانہ اور مین تجھسے — کہین ہی مہر بھی جگ مین کہین وفا بھی ہی
زبان شکوہ سو اب زمانی مین بہیات — کوئی کسی سی ہی ہمدم اور آشنا بھی ہی
ستم روا ہی اسیر و نپہ اسقدر صیاد — چمن چمن کہین بلبل کی اب نوا بھی ہی
سمجھکے رکھیو قدم دشت خار پر مجنون — کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہی

غزل

غزل عاشق

آنکھ کیون تو نے بھلا ہمسے ملائی پیارے
بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیارے

دوستی تیری تری یار نبھاوے اللہ
گرچہ بدنامی زمانے مین اوٹھائی پیارے

خانۂ دلمین مری بھڑکی ہی اب آتش عشق
شکل تو نے جو نہین اپنی دکھائی پیارے

مین سوا تیرے کسیکو بھی نہ دیکھون ہرگز
سامنے اسنے اگر ہوئے خدائی پیارے

دلسے دل آنکھونسے آنکھونکو ملاکر تجھسے
کسکو خوش آتی ہی اب تیری جدائی پیارے

ہفت اقلیم کی شاہی نہین خوش آتی ہے
خوشنما ہی ترے کوچے کی گدائی پیارے

چین و آرام نہین عقل گئی ہوش گیا
دلکو عاشق کی نظر جب سے لگائی پیارے

غزل سودا

جون غنچہ تو چمن مین نہ قبا کو کھولے
پھر گل سا ی پیارے بلبل کبھو نہ بولے

آویگا وہ چمن مین تڑکے ہی میکشی کو
شبنم سے کہدی بلبلون پیالی گلونکی دھولے

باغ جہانمین اگر کچھ ہمنے پھل نہ پایا
اک دل ملا کہ جسمین ہین سیکڑون ملولے

ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتی ہو تو سدھارو
اسدل پہ کل جو ہونی سو آج ہی وہ ہولے

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا
مندجائین چشم عاشق تو بھی وہ لب نہ کھولے

چشم پرآب ہونمین جون آئینہ حبابی
رک رک کی پڑ گئے ہین چھاتی مین سب پھپھولے

کون ایسا اب کہی یہ سودا گلی مین اسکی
آ تجکو لے چلین ہم دل کھولکر تو رو لے

غزل رفعت

جب شب ہجر منھ دکھاتی ہے
جان رفعت کی لب پہ آتی ہی

یہ جدائی جگر جلاتی ہے
آنکھ بھی اشک خون بہاتی ہی

دل تو کچھ یک بیک نہین ملتا
پہلے یہ آنکھ گھڑ دوباتی ہی

چشم مشاطہ کو سزا ہے یہی
جیسا کرتی ہی ویسا پاتی ہی

غزل افسون

صدقے مین تیری زلفونکے اور تارتارکے
دستار گل انار قبا بوٹدار کے

بلبل نے وقت قید کے رو رو کے یون کہا — صیاد واسطے میرے پروردگار کے
بیچو گے تو سہی ذرا اتنا تو کیجیو — دیکھو تو ہاتھون ہاتھ کسی نوبہار کے
یہ وطن ہی ہمارا تم پوچھتے ہو کیا — ہم رہنے والے ہین اسی باغ وبہار کے
افسون تو شاد رہیو زمانہ کر گیا کیا — ہم ہین غلام اوس شہ دلدل سوار کے

غزل یقین

کرتے ہین اپنے بال دکھا مبتلا مجھے — اس پیچ سے بتونکے لگا لے خدا مجھے
دینے تو میرے وی ہی بڑھا ٹوٹنی کی قدر — کرتی ہی بال بال ہی جلتی دعا مجھے
جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر — کرنی تو کی یہ راس نہ آئی وفا مجھے
مین خاک تو ہوا پہ مری آبرو نہین — کرتی ہی خوار دیکھ جدا دل جدا مجھے
مین گو رہا ہون یار کی یاد پر اے یقین — آئی ہی راس سایۂ گل کی ہوا مجھے

غزل نیاز

صنم ہو گلبدن ہے مہ جبین ہی — بھلا کہیے وہ کیا کیا کچھ نہین ہے
وہ سب جا ہی وہ کس جا گہہ نہین ہی — غرض اوسکو جہان دیکھو وہین ہے
گیا اودھر کو پھر ادھر نہ آیا — عجب کوچے کی تیرے سرزمین ہے
مرے اشکو نکا اور نالو نکا شاید — زمین و آسمان عرش برین ہے
نہو جسکے مقابل حور و غلمان — صنم نام خدا وہ نازنین ہے

غزل جوہر

کھلین گے شکوؤن کے جیکہ دفتر ادھر ہمارے ادھر تمھارے
تو کیا کیا گذرے گی آہ دلپر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

لڑو نہ ہمسے اے میرے دلبر یہ بات جانے دو ما نو کہنا
نہین تو مذکور ہونگے گھر گھر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

ہمارے دلپر ہے داغ حسرت تمھارے منھ پر ہی داغ جیچک
یہ دونون چمکین گے مثل اختر ادھر ہمارے ادھر تمھارے

کوئی نے یکے دلے یہ کے تو انچا
ایک وہ دن تھا کہ بھٹیارہ مراصد سے سوا
ایک یہ شب ہی کہ اصلا نہین بیری پروا
وہان وہ بیٹھین گلے پڑتے ہین ہون ہون ہوا
ہم یہان اپنے نصیبونکو پڑے روتے ہین
مین ادھر لونڈون نے وصل کی چوٹ و خط
دیکھکر گرمی شجت کو جو چھیڑا ہم نے
رات بھر شمع پہ دل اڑ کش افلاک کرے
صبح کو ساتھ گریبان کو چاک کرے
اس قصہ جانسوز کو گویا نہ قلم
ایسا رویا کہ گلی پھیل بچھو سی
چلمین نے ادھے تھا کے لگایا ایسا
رویا

تمھین اب اپنی قسم ہے جانان ملو تو ایسا ملو کہ جس سے
غم جدائی نہ آئے دلپر ادھر ہمارے اودھر تمھارے

ملونمین کیونکر ہوا ہون حیران اگرچہ دونون طرف ہے خواہش
پھرین ہین جاسوس یہان تو گھر گھر ادھر ہمارے اودھر تمھارے

ستم کا کیا تم جواب دوگے بھلا جو پوچھے گا تمکو خالق
ہووین گے منصف بروز محشر ادھر ہمارے اودھر تمھارے

شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کہتا ہے اسکو عالم
کہین نشہ مین کھلین نہ جوہر ادھر ہمارے اودھر تمھارے

غزل آصف

جس گھڑی تیرے آستان سے گئے
ہمنے جانا کہ دو جہان سے گئے

تیرے کوچے مین نقش پا کی طرح
نام سے گذرے اور نشان سے گئے

عشق ہاتھون سے تیرے کیا کہئے
ایسے بیٹھے کہ پھر نہ وان سے گئے

شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم
سنیو اک دن کہ جسم و جان سے گئے

ایک دن ہم نے یار سے یہ کہا
اب تو ہم طاقت و توان سے گئے

ہنسکے بولا کہ سنتا ہے آصف
یونہی کہہ کہہ کے لاکھون جان سے گئے

غزل رضی

فندق پہ تیرے دیکھیے کس شان کی سرخی
پہونچے نہ جسے پنجۂ مرجان کی سرخی

تعریف دہن کی کرون یا لب کی نزاکت
مسی کی اوداہٹ کہون یا پان کی سرخی

الماس نظر آتے ہین یاقوت کے مانند
پڑتی ہے کرن پھول پہ جب کان کی سرخی

قاتل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے
دھو ڈال ذرا گوشۂ دامان کی سرخی

سنئے یہ غزل مجھ سے اب تازہ رضی کی
دکھلاؤن تمھین صاف گلستان کی سرخی

غزل فدوی

آہو بھی خجل ہووے مصور ذرا دم لے
تصویر لکھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے

دیکھا نہین تو احمد مختار کا لشکر — جبرئیل بھی جس فوج مین چلتا تھا علم لے
گرمی سے عرق ہو گئے چلتے ہوئے اشک — اے سایۂ مژگان تلے ٹک بیٹھکے دم لے
ہم دلکو گنوا بیٹھے تصور مین اوسی کے — اور پھر بھی عقلمندی سے چل راہ عدم لے
اس بات کی پرورش کیلئے شیخ ہوئے تم — کعبے کو چلے نام خدا نام صنم لے
یہہ بارگہ شیر خدا جائے ادب ہی — مجنون کو صدا پہونچی ہی تو اس سے رقم لے
ناحق کی یہ تہمت ہی کہ غیرون پہ ہی عاشق — گر تیرے سوا غیر کو چاہون تو قسم لے
راتونکے تئین چونک پڑے نیند مین رستم — گر خواب مین دیکھے اسد اللہ کے حملے
فردوسی تو عبث اپنا گریبان ہی پکڑے — لیتا ہے تو دامان علی مستحکم لے

غزل

کسکو دکھلاؤن آبلے دل کے — زخم تازہ ہوئے ہین چھل چھل کے
اسکی نیرنگی پر فدا ہون مین — گل بنائے ہین جسنے اس گل کے
زلف ناگن نے آپ کی صاحب — دل لیا ہی ہمارا ہل ہل کے
تجھ سوا باغ کا یہ کیا احوال — پھول کمھلا گئے ہین کھل کھل کے
اس خطا اپنے کی کرین توبہ — رنج کھینچے ہین تمسے مل مل کے

غزل ناسخ

پھر بہار آئی چمن مین زخم دل آلے ہوئے — پھر مری داغ جگر آتش کے پرکالے ہوئے
کسطرح چھوڑون یکایک تیری زلفونکا خیال — ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے
واہ کیا تاثیر ہے رخسار آتشناک کی — شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے
جب شب تاریک مین ہم کوئے جانانکو چلے — آگے آگے جائے مشعل آتشین نالے ہوئے
پائی نازک اوسنے جب ٹھوکھا ہماری قبر پر — پارہائے سنگ مرمر روئی کے گالے ہوئے
وہ پری پیکر کہا کرتا ہی اکثر فخر سے — ابتو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والے ہوئے

غزل بقا

یہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے — ہی نہان صبح وطن شام غریبانکے تلے

برق سی تیغ جو کل اوسکی چمکتی دیکھی — طفل اشک آئے چھپے دامن مژگانکے تلے
اک نہان داغ جگر سینہ مین رکھتا ہون کہ جون — باد سے شمع چھپاوے کوئی دامانکے تلے
جی مین ہے جاکے کرون اے گل خندان تجھہ بن — بیٹھکر گریہ کسی نخل گلستان کے تلے
نہین ملنے کی بقا تجھکو بجز کنج مزار — جائے آسودگی اس گنبد گردانکے تلے

غزل ظفر

جلوہ جو اوسنے دکھایا میرا جی جانتا ہی — پھر خدا ہی نظر آیا میرا جی جانتا ہے
اوٹھہ گئی میری زبانسے تو جہانکی لذت — جو مزہ عشق مین پایا میرا جی جانتا ہے
مین خطاوار ہون خط کیونکہ لکھون ایصاحب — جیسا لوگون نے سکھایا میرا جی جانتا ہے
کون کہتا ہی تیرے عشق سے انجان رہا — جیتے جی تو نے جلایا میرا جی جانتا ہی
اے ظفر اوس گل خندان کی محبت تجھکو — دمبدم اوسنے ستایا میرا جی جانتا ہی

غزل بیدار

کون ہی بازار خوبی مین تیرا ہم سنگ ہے — حسن کے میزانمین تیری مہر مہ پاسنگ ہے
سرمئی آنکھونکا تیری جو کوئی بیمار ہو — ایک میل اوسکے تئین رکھنا قدم فرسنگ ہے
مین جو دیوانہ ہوا سر خیل ارباب جنون — ہاتھ مین پتھر لئے ہر طفل میرے سنگ ہے
جائے تکیہ عاشقونکا خانمان ہر وقت خواب — زیر سر کوچے مین تیری خشت ہی یا سنگ ہے
سخت زاری ہی مجھے ظالم یہ تیری سنگدلی — آہ مثل آسیا کے سنگ اوپر سنگ ہے
وہ سدا گرگڑ کرے ہے آسیا پھر پدام — مشت گندم کیلئے چھاتی پہ میرے سنگ ہے
وہ جواہر پوش کے دیکھا مونہمین یاقوت لب — اوسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے
شیخ کی مسجد مین جانا کام کیا بیدار کا — سجدہ مین اپنا صنم لے عاشقونکا سنگ ہے

غزل بادشاہ

کسی مست کے آنے کی آرزو ہے — کہ ساقی لئے ساغر مشک بو ہے
سمایا ہی جب سے تو آنکھونمین میری — جدہر دیکھتا ہون اودہر تو ہی تو ہے
جتاؤن مین کیا اپنا حال پریشان — عیان زلف دلدار کی مو بمو ہے

چلو قبر فرہاد پر فاتحہ کو — مگر آب شیرین سے لازم وضو ہے
نکل جائے دم تیرے قدمونکے اوپر — یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے
گلستانمین جاکے ہر اک گل کو دیکھا — نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے
ستایا ہے ناحق ہمین تو نے ظالم — یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے
کیا چاک وحشت نے ایسا گریبان — نہ سینے کے قابل نہ جائے رفو ہے
شفق بنکے گردون پہ ہوتا ہے ظاہر — یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے
عبث مجھکو ہنس ہنسکے دیتے ہو گالی — زبان کو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے
اگر ایکبار شب وصل بولا — چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے
رہے سایۂ پنجتن بادشہ پر — خداوند عالم نگہبان تو ہے

غزل قسم

ہزار بار جو ہم چاہ سے بلاتے تھے — تو کس غرور سے تم ایک بار آتے تھے
ابھی تو ہو چکی شرط وفا ادا بس کر — اسی بھروسے پہ تم دوستی نبھاتے تھے
ذرا تو یاد کرو یاد وقت وہ کیا تھا — گلے مین ہاتھ اور منھ سے منھ ملاتے تھے
لب شکر وہ عجب دن تھے بھولتے ہی نہین — تمھارے منھ سے جو ہم گالیان بھی کھاتے تھے
اگرچہ روٹھکے جاتے تھے پھر بھی ہم تمکو — گلے سے اپنے لگا پاؤن پڑ مناتے تھے
ہر ایک تیغ ستم ہمکو پھول کی تھی چھڑی — اسی گلبدن تیری کیا کیا جفا اوٹھاتے تھے
ہزار حیف کہ کہتے ہو تم قسم مت آ — کبھی زبان کے اوپر بھی یہ نہ لاتے تھے

غزل شعر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منھ سے — کوئی بات سنا ہوگا نہ تصویر کے منھ سے
کسکی نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ — بہتا ہے لہو خنجر و شمشیر کے منھ سے
یوسف کو کیا قید جو زندان مین خوش ہو — آئی ہے صدا کان مین زنجیر کے منھ سے
طفلی کے تیری حسن کا مین وصف کہون کیا — سن منھ سے جوانونکے ہر اک پیر کے منھ سے
دیتا ہی دعا تجھکو ثنا خوان یہ شبرجب — آمین کی صدا نکلے ہے تاثیر کے منھ سے

باہم جو چلے خدا ایسا چلائے اوسکو
شب کہا پیٹنا وشب کہا رونا اوسکو
پچھپچے کی برائی نہین اچھی اے یار
تجھسے رکھے کام مجھے اس سے بھلا کیا کام
اے فقیر نہین یار آپنا کہین پر نہانا
بنکے نادان قسم ترک محبت کھاؤن
تو سے غیر سے مین دونون طرف جاؤن
ہان بتا اس مشکل سے خلاصی صورت ہو کی
مین قسم کھاؤن بڑی چڑھ اٹھے تو بھی
پھر غیر و نے ملاقات کرون گر مین بھی
ایک ہفتے مین سزا دیوے جنابِ احدی
اسپر راضی ہو تو قرآن اوٹھا لاؤ مین
رکھ تو اے مصحف رو ہاتھ قسم کھاؤن مین

ورنہ

غزل

غزل ولی

جسکو لذت ہے سجن کے دید کی — اوسکو خوشوقتی ہے صبح عید کی
مکھ کے اوپر زلف اے دریائے حسن — موج ہے یہ چشمۂ خورشید کی
دل میرا موتی ہو تجھ بالی مین جا — کان مین کہتا ہے باتین بھید کی
تجھ دہن کو دیکھکر بولا ولی — یہ کلی ہے غنچۂ امید کی

غزل ستم

دردمندون سے نہ پوچھو کہ کدہر بیٹھ گئے — تیری مجلس مین غنیمت ہی جدہر بیٹھ گئے
ہی غرض دید کی یہان کام تکلف سے نہین — خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ اودھر بیٹھ گئے
مفت اوٹھنے کے نہین یار کے کوچے فقیر — ایک بوسے کے لئے باندھ کمر بیٹھ گئے
پیر و مرشد کی قسم ہی کہ وہی لینگے وہی — جبکہ بستر پہ جم آکھول کمر بیٹھ گئے
کر گیا کام جو معشوق ستم نیزہ جھکا — سیکڑون مرغ ہوا باندہ کے پر بیٹھ گئے

غزل ظفر

مرغ دل مت رو یہان آنسو بہانا منع ہی — اس قفس کے قیدیونکا آب و دانہ منع ہے
تیری ہی دیوار سے اب ہمنے سر ٹیکا کیا — روزن دیوار سے آنکھین ملانا منع ہی
قتل کرکے مجھکو اب سنگین دلون نے یون کہا — قتل ہو جانا ولیکن پھڑپھڑانا منع ہی
مت تڑپنا دیکھنا خنجر تلے اے مرغ دل — عشق کے مقتل مین دست و پا ہلانا منع ہے
اے ظفر تمکو ہمیشہ چاہیے عشرت مدام — اب تمھین چالیس دن مہندی لگانا منع ہے

غزل

وہ صنم حال میرا کیا جانے — ہونمین کس فکر مین خدا جانے
اسکے ملنے کی مجھکو تہمت ہی — وہ کہان مین کہان خدا جانے
ہم تو روتے ہین ہنستے ہین اغیار — قدر بلبل کی زاغ کیا جانے
ہونٹ چاٹا کرے وہ ساری عمر — لب شیرین کا جو مزہ جانے
سنکے احوال میرا کہنے لگا — ایسا جھگڑا میری بلا جانے

ایسے سفاک سے ڈرو یارو — خون عاشق کا جو حلال جانے
بخدا بت کسی کے دوست نہین — انکو دشمن ہی جان کا جانے

غزل اوصاف

وہ کہان جیتے رہے جو بیوفائی کر گئے — مر گئے آخر نہ کس سے آشنائی کر گئے
عمر بے پایان پہ اپنی اسقدر نازان نہو — مرگ نے اونکو نہ چھوڑا جو خدائی کر گئے
آرسی مین عکس اپنا دیکھکر لائے غرور — چار دن کی زندگی مین خودنمائی کر گئے
عیب جوئی کر کے وہ اکثر جو ہنستے تھے کسے — ہاتھ سے اپنے وہ اپنی جگ ہنسائی کر گئے
رہگیا اوصاف نت اور آخرت دونون گئے — جو بھلائی کر گئے اور جو برائی کر گئے

غزل عشرت

شب فراق مین دل پر قلق ابھی سے ہی — سحر ہے دور میرا رنگ فق ابھی سے ہی
ابھی لکھا نہین مین حال دلکا اسی قاصد — ہوائے شوق مین اڑتا ورق ابھی سے ہی
ہنوز دفن ہوا ہے نہین تیرا بسمل — کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہی
ارادہ سیر کا کرتا ہے جبکہ وہ گلرو — یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہی
کسینے شام کے آنیکو کیا کہا عشرت — جو منھ پہ آپکے پھولی شفق ابھی سے ہی

غزل حیدری

باغ محفل مین تیرے کل تو عجب دھوم رہی — راہ پائی نہ کہین باد صبا گھوم رہی
موتیا اور چنبیلی گل نسرین و گلاب — کیتکی مست ہو ڈالی پہ سدا جھوم رہی
پانون تو قتل ہوئے یار کے لب سے ملکر — بیکلی تھی سو خنا برقف پا چوم رہی
قافیہ ٹھیک نہ تھا کیا کرے پر حیدر خاک — عقل پنبے کیطرح اپنے تئین تو م رہی

غزل ناسخ

جیب مین چاک در یار نظر آتا ہے — سینہ مین روزن دیوار نظر آتا ہے
دشت غربت مین نگہ اپنی جدھر جاتی ہی — وہی کوچہ وہی بازار نظر آتا ہے
مے پرست ایسے ہین سوتے ہین اگر مسجد مین — خواب مین خانۂ خمار نظر آتا ہے

کچھ قسم کھانیکی حاجت نہین یار کا وعدا
کب بھرے گھر مین ہو قرآن کا اٹھانا اچھا
متحمل نہ ہوئے ہجر مین جان پر سب چھوڑا
بولا وہ نام مزار کا تو کسیکا لب سے
تیری قدمونکی قسم ہاتھ اٹھایا سب سے
نظر بد جو ہوئے دم دینا اب جائے
آکے آنکھونمین میری مین جو نہین آئے
پانون مین گھر سے کالون کے قدم چین نہ آئے
دیدۂ خاک بسر شہر مین اللہ پھرائے
پھر جی جو منھ نہ غیر کا دکھلائے مجھے
جان اب جائے کسی پر تو بھلا کے مجھے
پھر لگا کھنے قسم دیکے وہ اپنے سر کی
دست بردار ہو یکدست بلا سے تو بھی

پانون

چاند سا چہرۂ تابان ہے مگر اسپہ بھی
زلف مین رنگ شب تار نظر آتا ہے

بھاگ جاتا ہو وہین پیک اجل یاد مین سے
جب مجھے قاصد دلدار نظر آتا ہے

گرچہ ہون ہند مین لیکن مجھے ناسخ ہر دم
روضۂ احمد مختار نظر آتا ہے

غزل یقین

زنجیر مین بالونکی پھنس جانیکو کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

عاشق جو ہے جلتا معشوق کے کام آوے
کیا لطف ہی جل جانا پروانے کو کیا کہئے

دل چھوڑ گیا ہمکو دلبر سے توقع کیا
اپنے نے کیا یہ کچھہ بیگانے کو کیا کہئے

تحقیق کو ظالم ٹک کچھہ کام نہ فرمایا
فرہاد کے اس ناحق مرجانے کو کیا کہئے

سبز ہین یقین آہو کیا چوری سے پھرتے ہین
فردوس نہ کہئے تو ویرانے کو کیا کہئے

غزل بلہار

دلکو پالا تھا بہت ہمنے خبرداری سے
ناز برداری سے ہشیاری سے غمخواری سے

حسن صاحب کی شرافت پہ نظر کر بیٹھے
جانکے بوجھہ کے پہچان کے ہشیاری سے

ہمسے باطن مین خفا غیر و نپہ ظاہر مین جفا
یہ تو امید نہ تھی شرط وفاداری سے

سادگی پر وہ ستمگار کی دھوکا کھایا
اپنا ایمان لرزتا ہے یہ عیاری سے

شکر حق صبر کی دولت کہ شب ہجر کٹی
وصل حاصل ہوا طالع کی مددگاری سے

ناز خط زلف ادا چشم مژہ اور ابرو
سبکے سب دشمن قاتل ہین مری یاری سے

سو رہین آج لپٹ اپنے صنم سے بلہار
نیند آتی ہی شب ہجر کی بیداری سے

غزل شادان

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے
اللہ کرے دلکی یہ امید بر آوے

خورشید خجل ہو کے چھپے ابر کے اندر
محفل مین اگر آج وہ رشک قمر آوے

کرتا ہی نثار اوسپہ فلک خوشۂ پروین
کانو نہین کرن پھول پہنکر اگر آوے

کسکام کا وہ نخل جسے پھول نہ پھل ہو
پر شاخ وہی خوب کہ جسکو ثمر آوے

آتا نہین دلدار نظر کس سے کہو نین
ہین منتظر آنکھین کہ کوئی پل نظر آوے

شاد آن تو خوشی اپنے سے کہہ مطلع ثانی | معشوق جو آغوش مین تیری اگر آوے

غزل نظیر

ہمتو عاشق ہین تیرے ناز اوٹھانیوالے | تمسے کم دیکھے ہین محبوب ستانے والے
بند کر قید محبت مین خبر میری نہ لی | دام مین جسکے پھنسے دام چھڑانے والے
کل شب وصل مین کیا جلد بجی تھین گھڑیان | آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے
کل جو رستے مین ملاقات ہوئی تو یہ کہا | کہان جاتے ہو طرحدار جلانے والے
گذری مدت کہ میرے ساتھ لپٹنے نہین آئے | کیا ہوئے یار و گلے ہمکو لگانے والے
یون تو اوقات گذرتی ہی مزیدار یمین | نہ ملے چین مزیدار دکھانے والے
ابکی ملنا جو نظیر یار سے کہنا جاکے | کیا بھلا ہم نہ رہین یار و بلانے والے

غزل فنا

ایکدن بھی تیرے ملنے کی شب ہاتھ نہ آئی | وہ رات گئی رات کی پھر رات نہ آئی
اورون کو شب وصل میسر ہوئی کیونکر | ہم ملتے رہے ہاتھ کہ ہیہات نہ آئی
کل رات کو باتین تو ہوئین تیری ہی ڈھب کی | اور اوس سوا در پیش مرے بات نہ آئی
جو بھید کی باتین تھین مگر آنے کے خاطر | کہتے ہین کہین تجھسے تو وہ بات نہ آئی
اب زندگی باقی ہے تو پھر آن ملینگے | پھر تیری میسر جو ملاقات نہ آئی
ایمان دل و دین سبھی چھوڑ گئے ہم | ان باتونمین سے اک بھی کوئی سات نہ آئی
اشکونکی گھٹا چھائی ہی آنکھونمین فنا کے | اسطور کی زنگی کبھی برسات نہ آئی

غزل ناسخ

کمر تیری گم ہے مجھے جستجو ہے | دہن بھی نہان ہے یہی گفتگو ہے
جو ہین موشگاف انکی یہ گفتگو ہے | کمر کا تیرے جسم مین ایک مو ہے
تیری آرزو ہو اگر آرزو ہو | یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
یہ اندھے ہین جو کہتے ہین ہم ہین ہم ہین | جو آنکھین ہون روشن تو پھر تو ہی تو ہی
کیا پانی پانی تیرے قد نے ایسا | کہ سرو لب آب جو آب جو ہے

ہاتھ دھو پایا تیری خاطر سے بل نے ابکی بار
پاؤن توڑین اگر اب جاکے وہ در پہ پھر آوے
آنکھین پھوٹین جو اوسے بھر کے نظر دیکھے
مارکے ہاتھ پہ ہاتھ اوسنے سب ہنسکے کہا
حال معلوم ہے کچھ رات کا بیٹھے ہو کیا
نیند کے مارے برا حال ہے اب تو میرا
چلکے دو چار گھڑی سو رہو واسطے خدا
کھینچکر ہاتھ پھر اوسنے اوٹھایا مجھکو
بستر خواب پہ لیجاکے گرایا مجھکو
مل گیا کوہر مقصود جو اس گنج صفا
کرکے غواص گہر ریزیان دریا سے پھرا
آشنا ہونگی جو اوس سے لڑی طبع رسا
خندہ زن ہوکے کہا موتی نے پھر کیا

نہ مین ہون مخاطب نہ تو ہے مخاطب — وہی مین وہی تو نہ مین ہون نہ تو ہے
جو ہی جہت ہے وہی شش جہت ہی — جو اک سو ہی سب سے وہی چار سو ہے
تصور جو ہی درد کی طرح ناسخ — جدھر دیکھتا ہون وہی روبرو ہے

غزل وحشت

کیا بلا ہی میری صاحب آشنائی آپکی — مار ڈالے ہی غرض ہمکو رکائی آپکی
کس بھروسے پر رکھے تمسے کوئی چشم وفا — خلق پر مشہور ہیگی بے وفائی آپکی
جھڑکیان ہر آن دیتے ہو سر مجلس مین تم — ایسی کیا صادر ہوئی ہمسے برائی آپکی
بات کرنا ہمسے اور آنکھین لڑانا غیر سے — دیکھلی بس واہ مشفق پارسائی آپکی
کیا عداوت ہی مرے جان تمکو وحشت سی کہو — ابتلک ہمنے تو کچھ مرضی نہ پائی آپکی

غزل حیرت

لے آئینہ مانگ اسنے جو کیا زنگ نکالی — ظلمات سے کیا راہ نمودار نکالی
وہ کشتۂ الفت کہ در مشرع مین آکر — منھ سے نہ شکایت کبھو ای یار نکالی
یون آج ترے کوچے کے باشندون نے ظالم — لاش اوسکی بظاہر سر بازار نکالی
نظارہ کا گر شوق نتھا اسکو تو اسنے — کیون بام پہ کھڑکی سر بازار نکالی
ہمسایہ بجھانے لگے سب اپنے گھرون کو — مین وہ ہون جو اک آہ شرر بار نکالی

غزل محکم

ہوے ہو کس لیے بیزار ہم سے — بھلا کچھ تو کہو دلدار ہمسے
تمھاری ہی رکاوٹ کا سبب ہے — جو لڑتے ہین یہ سب اغیار ہمسے
مرا ہی سچ بہم پروائے قسمت — ہوئی برہم جو زلف یار ہمسے
جنون کیا تجھکو کچھ سودا ہوا ہے — جو لڑتا ہی سر بازار ہمسے
مگر جب کہا مین نے عزیزو — بھلا کچھ تو کہو دلدار ہمسے
تو رک کر یون کہا چل اٹھ یہان سے — عبث تکلم نہ کر تکرار ہمسے

غزل خلیق

مرغان قفس کرتے ہین سب نغمہ سرائی — کیا فصل بہاری کی چمن سو خبر آئی
عاشق کو تو نرگس ذکہین آنکھ دکھائی — کر چاک گریبان نسیم سحر آئی
اس یار کے ملنے کی جو امید مجھے تھی — کیا راہ گئی بھول قضا تو کدھر آئی
جس گھر مین ہم رہتے تھے مدت سے ہم اے دل — خالی وہ مکان دیکھ مری چشم بھر آئی
بیمار کی لے جلد خبر اپنے مسیحا — کیا فائدہ جو اس سے اجل کام کر آئی
گلشن مین کسی شخص کا اک دیر ہی بلبل — منقار مین لیجا کے وہان پھول دھر آئی
ایسا بھی کہین رسوا ہوا ہوگا جہان مین — آفت جو خلیق جگر افگار پر آئی

غزل عاجز

عرق جب اوس پر کے چہرہ پر نور سے ٹپکے — تجل ہو گل سے شبنم جون لہو ناسور سے ٹپکے
مری آنکھون سے خونی اشک یون گرتے ہین پلکون پر — لہو سولی کے اوپر جون سر منصور سے ٹپکے
اگر گیسوی سخن سیر انہان تاک کو پوہنچے — صراحی شاخ بنجاوے شراب انگور سے ٹپکے
اگر اس لعل مشک آمیز سے چینی مین بال آوے — عجب نہ عطر و عنبر کاسہ فغفور سے ٹپکے
کرون فریاد در و دیوار کو جب یاد کر عاجز — دم اسرافیل کا لوہو بانگ صور سے ٹپکے

غزل عاقل

اس نگیلے نے جو ہاتھون کو لگائی مہندی — کونسے باغ کی ہے کہیو منگائی مہندی
اشک گلگون سے ہوا تر و تازہ یہ درخت — جسکی ڈالی سے سجن تنے تڑائی مہندی
رشک عناب کیا دست حنائی تئین — پور پور اپنے پہ جسوقت رچائی مہندی
اڑ گیا دیکھتے ہی رنگ شفق کا ناگاہ — ایکدم جو کہ ہتھیلی کی دکھائی مہندی
ہاتھ مین سرخی نہ سمجھے کوئی عاقل اسکے — کسی عاشق کا ہی دل مٹھی مین لائی مہندی

غزل شجاعت

ہوا کیون شوخ تو مجھسے نہان ہے — ہوا ہے نا کوئی ہیگا کہان ہے
ترے نقش کف پا کے برابر — زمین سے تا بہ فرق آسمان ہے
رکھے کیونکر نہ سر پر کج کلاہ وہ — دلیر و دلبر و رستم زمان ہے

نشانہ کیون نہو دل زاہدون کا — نگہ اک تیر ہے ابرو کمان ہے
خبر لے جلدای میرے مسیحا — یہ کشتہ خنجر نگہ بتان ہے
شجاعت کیا پڑی ہی اسجا کمنداب — پریوش کا مکان تو بے نشان ہے

غزل سراج

دلکی پرزی ہوی اب ایک ورق باقی ہے — سب تو آخر ہے کتاب ایک سبق باقی ہی
فرض ہی مجکو شب لف مین مغرب کی نماز — اس شہابی لب بیگو نکا شفق باقی ہی
تجھ کف پاکی خجالت سی ہراک گلشن مین — پھول پر قطرہ شبنم سی عرق باقی ہی
جگ کی اس خواب پریشانکی ہی ہی تعبیر — غیر فانی ہی مگر جلوۂ حق باقی ہی
شربت وصل پلا وقت سفر کا آیا — انتظار یمین تری جان یہ قلق باقی ہی
جان دیتا ہی تری ہجر کی سختی سی سراج — آشنا بی سی کہ ای جان رمق باقی ہی

غزل مقبول

تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے — مگر قید قفس گل سی ہمین فریاد باقی ہی
لہو امن سی گر دھویا تو کیا لیکن قیامت تک — ہمارا خون تری گردن پہ ای جلاد باقی ہی
جو دیکھا باغ مین جا کر نہ گل ہی اور نہ غنچہ ہی — چمن مین بلبلونکی ہر طرف فریاد باقی ہی
مین دیکھا لیلی و مجنونکو اور فرہاد و شیرین کو — دل ارمان اس تصویر کا بہزاد باقی ہی
نہ لو ہو ہی جگر مین اور نہ آنسو آنکھ مین میری — مگر خون محبت دلمین ای فصاد باقی ہی
نقاب عنبرین رخ سی اٹھا دی ای پری پیکر — کہ تیری درس مین ہمکو مبارکباد باقی ہی
سخن کو دی جو تھا استاد عنقا ہو گئی یارب — مگر اسوقت مین مقبول اک استاد باقی ہی

غزل سودا

ہم ہین وارستہ محبت کی مدد گار یسے — سب سی آزاد ہولی دلکی گرفتاری سے
شب غفلت مری ہی اور فقط عیش شباب — خواب اور ہو دی سحر ان کی بیداری سے
تجھ طلب مین یہ کھویا آپکو مینے کہ ندان — طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے
می پرستی ہی مری باعث آمرزش خلق — توبہ صد قوم فدی ہی مری میخواری سے

شکوہ ہی جور و جفا کا ترے کس کافر کو
مجھپہ جو گذری سو میری ہی وفاداری سے

کام دل جب تلک ہو تجھسے ہمارا حاصل
کام اپنا تو ہوا جائے ہے بیماری سے

پہنچے گر شہر بتان مین تو پرے اے سودا
رہیو بازار محبت کی خریداری سے

غزل رضا

جب شکر لب زلب اپنے سو سنائی گالی
مجھے میٹھی لگی خوش ہو کر مین کھائی گالی

کیا حلاوت تھی تری گالی مین اللہ اللہ
قند مصری سے مگر تھی یہ بنائی گالی

چھیڑ کر تیری تئین آپ سے ہم کھاتے ہین
عاشقونکو تری ہے دودھ ملائی گالی

ترش رو ہو کر شکر لب جو مجھے دیتا ہے
وصف رکھتی ہے کھٹائی مین بٹھائی گالی

ہے رضا تیری زبان یہ تو نپٹ شیر و شکر
یہ نئی طرح کی اب تو نے بنائی گالی

غزل راسخ

نگران کبھو نہ یہ جانب رخ دل فریب پری رہی
مری چشم مندتے مندتے تک تری محو جلوہ گری رہی

پس مرگ جسم نزار کا لہو خشک ہو گیا سب ولے
وہی خون رہا دل خون شدہ وہی چشم کی نہ تری رہی

تھین گل کی جسنے بنایا بو کہا اونسے مجھسے صبا ہو تو
وہان تم تو پر دہ نشین رہے مجھے آہ در بدری رہی

مرے پاس جنس ہنر تو تھی ولے بود و باش تھی تیری یہان
کہ متاع بیش بہا سدا جہان جنس بے ہنری رہی

نہین ہوش والون پہ کچھ حسد مجھے رشک ہی بھی تو اپنہ ہے
جنھین تیرے جلوہ کے سامنے مری طرح بے خبری رہی

یہ جواب ہے آخر عاشقی کبھی ہوش ہو کبھی رفتگی
نہ وہ گریۂ دل شب رہا نہ وہ زاری سحری رہی

جگر اور دل سلبھی رکھتے تھے ولے ہو سکا نہ کوئی طرف

ہدف اوسکے ناوک ظلم کی یہ مری ہی بے جگری رہی
مجھے سونپ کر غم ہجر وے ہوے یون جدا کہ نہ پھر ملے
مرے دل مین تا دم واپسین یہ امانت انکی دھری رہی
نہ تھی چشم رآ سخ خستہ دل کبھی خالی اشک سے دوستان
شب و روز جام پر آب کی روش آنسوؤنسے بھری رہی

غزل محکم

جب ہنسے گل چمن مین کھل کھل کے — کیون نہ ٹکڑی ہون اے جنون دل کے
بحر الف مین ڈوب ہی جاوین — پر نہ محتاج ہوون ساحل کے
ناصحا کیون عبث تو بکتا ہے — ہم ہین طالب فقیر کامل کے
کچھ تو مجلس مین ہے طلسم دلا — ہوش اڑتے ہین یان جو عاقل کے
چاک سینے سے لے گئے دل کو — دزد ہو جنس نا مقفل کے
کر کے بیہوش لے گیا دل وہ — لوٹنے والے شخص غافل کے
وعدۂ وصل کر کے مکرے ہے — اے شہنشاہ قوم باطل کے
تیغ فرقت سے اے جفا پیشہ — خوب ٹکڑے کیے مرے دل کے
قتل کرنے سے جو ہرا ے محکم — کھل گئے آج تیغ قاتل کے

غزل

جوہر سے کب آلودہ ہو شمشیر کسو کی — پر قتل کے محضر پہ ہی تحریر کسو کی
بیرحم ہزارون کو کیا قتل جو تو نے — ثابت نہوئی ایک بھی تقصیر کسو کی
کل مین نے چمن مین جو لب غنچہ کو دیکھا — آنکھونکے تلے پھر گئی تصویر کسو کی
آتا ہی جو اس بیڑی کو جھنکار کا عالم — پر قید ہی مین ہل گئی زنجیر کسو کی
حاصل تجھے کیا ہی مری سمجھا نے سے ایجان — کب مانتا ہی وہ بت بے پیر کسو کی
دامان نسیم سحری مشک فشان ہے — شاید یہ کھلی زلف گرہ گیر کسو کی

غزل

مواجاتا ہون تری ہجر کے مارے آرے
مری جانی مری دلبر مرے پیارے آرے

ارہ تو سر پہ چلا میرے ولیکن مین تو
شوق مین تیرے کہی جاؤنگا آرے آرے

مدتین ہوچکین پھرتے ہوئے اغیار و نکے
ایکدن رات کو مہمان ہمارے آرے

یاد کرکے وہ ترا چاند سا مکھڑا اے مہر
بیٹھا گنتا ہون فلک کے ستارے آرے

تو رمیتاب ہواز بسکہ جدائی سے تری
رشک خورشید مری ماہ کو پارے آرے

غزل طور

بزم مین رونے لگے یار کو سمجھانے سے
راز دل چھپ نہ سکا اشکون کے بھر لانے سے

دل بیتاب شب تار مین کیا کیا اوجھا
یہ وہ ہین زلفین کہ سلجھین نہ کبھو شانے سے

ہاتھ گردن مین نہ ڈالو نہ ملو تم ہو وہی
جو خفا ہو گئے تھے غیرون کے بہکانے سے

محتسب جاوی الٰہی کہین میخانے سے
دلکو شیشے سی ملون آنکھونکو پیمانے سے

او مسیحا ترے جانے سے مین مرجاتا ہون
جان آجاتی ہو تن مین ترے آجانے سے

غزل نظیر

تاب او سکے دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے
کیا کیا پری جوان تھی آئے چلے گئے

آدم رہا نہ کوئی پیمبر رہا نہین
وہ بھی سر زمین مین سمائے چلے گئے

دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ
تخت زمین پہ سیکڑون آئے چلے گئے

عالم تھا یہ زلیخا کا یوسف کی چاہ مین
رقعے ہزار بیاہ کے آئے چلے گئے

دیکھا نظیر مین نے چمن مین جو آپ کو
مہندی بھری وہ ہاتھ دکھائے چلے گئے

غزل انشا

بھبھوکا روپ سج دیج قہر آفت جلبلاہٹ ہے
جھمکڑا نور کا مکھڑا غضب اوسکی سجاوٹ ہے

خبر لیجو یہ کسکے پاؤن کی اٹھ کھیل آہٹ ہے
کہ ہی ٹھوکر سے جسکی دل مین اوٹھتی کر کراہٹ ہے

اجی کہتا ہون دروازے کی کنڈی کھولدو چپکے

نہین تو سر ہی میرا آج اور صاحب کی چوکھٹ ہے
ارے ظالم یہ کیون آیا نہین معلوم ہے مجھ کو
بلائین جسکی دل لیتا پڑا سینے مین چٹ چٹ ہے
بلائین جب مین لیتا ہون تو یون کہتا ہی وہ ظالم
بجھے مین خوب سمجھا ہون ارے تو ایک نٹ کھٹ ہے
بچھسل جاتا ہی جب مخمل کا تکیہ اپنے پہلو سے
تو یاد آتی ہی کسکی وہ مزے کی مجھکو کروٹ ہے
کہا مین نے اجی تک منھ سے بولو ہائے مرتا ہون
تو کیا کہتے ہین چل جھوٹے ارے یہ سب بناوٹ ہے
بچاوے کس طرح آتشؔ سراپا اس ترے دل کو
کہ لاکھون وضع کی ہر ایک موقع کی لگاوٹ ہے

غزل آتش

بال زلف یار کو رخسار تک آنے لگے — چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے
آفتاب حسن کو مہتاب مینا دیکھکر — خانۂ خورشید مین ہم اشک ٹپکانے لگے
دیدیا سر جرس کو کاروان شب نے آہ — جون بگولا ہر ہان جنگل مین بھٹکانے لگے
عشق بھی سبقت کرے ہی تیغ خوبیار کو — جو کہ جوہر تھی نہان سب صاف دکھلانے لگے

غزل موالئی

دل ہوا پائمال خدا خیر کرے — دام ہی زلف گرہ گیر خدا خیر کرے
کسکی آمد ہی صبا آج جو گلشن کیطرف — کہتی ہی بلبل دل گیر خدا خیر کرے
سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جانب اُپر — کسکی ہی قتل کی تدبیر خدا خیر کرے
شب بسمل مجھے بستر پہ تڑپتے دیکھا — ہنسکے بولا کہ تنویر خدا خیر کرے
کل عیادت کو جو آیا تو یون کہتے ہین رقیب — ہوئی موالئی کی توقیر خدا خیر کرے

غزل غریب

ترے ہجر مین بانی ظلم دستم نہ قبر کے رہے نہ کفن کے ہوئے

تری الفت سرو سے اے دلبر گرے چشم کی راہ سے لخت جگر
رہے روتے سدا بادیدۂ نم نہ شرر کے رہے نہ جلن کے ہوئے

جو یہ پیام تھا دلکے وہ ہو نہ سکے غم ہجر تمھارے کو کہہ نہ سکے
نہوئے ہین وہ حال بھی ہمسے رقم نہ جگر کے رہے نہ دہن کے ہوئے

چلا گھر سے نخل کے بسیر چمن ہوا شاد یہ سنکے وہ اپنا سخن
نہین پھل سکے پر کسی طرح سے ہم نہ شجر کے رہے نہ چمن کے ہوئے

دم صبح جو آیا ہی بادہ بجوش یاد آیا ہے اپنے صنم کا آغوش
ہوئے ہجر مین رو رو کے ہم بیدم نہ خبر کے رہے نہ سخن کے ہوئے

غزل نصیر دہلوی

دل کہین میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے — پھر مجھے عشق کا آزار ہوا چاہتا ہی
وہ تو پردیسے نکلتا نہین باہر ای دل — جسکا تو طالب دیدار ہوا چاہتا ہی
دیکھ لینے دو مجھے اور بھی یار واوسکو — بند اب روزن دیوار ہوا چاہتا ہی
باتین کرتا ہی رکاوٹ کی خدا خیر کرے — یار وہمبر ستم یار ہوا چاہتا ہی
روز گل کھاتا ہون فرقت سی تری سینے پر — سینہ اب تختۂ گلزار ہوا چاہتا ہی
رات سب وصل کی خفگی مین کٹی ہائے نصیر — دن جدائی کا نمودار ہوا چاہتا ہی

غزل جرأت

درد و غم عشق نے مارا مجھے — اب نہین دم لینے کا یارا مجھے
بات مین کس سے کرون اے مہربان — دہیان تو رہتا ہی تمھارا مجھے
ڈوب گیا پھر نہ وہ پایا ہی یار — بحر محبت کا کنارا مجھے
چونک پڑا سنتے ہی آواز پا — مین یہی سمجھا کہ پکارا مجھے
ہجر کی شب دیکھیے اب کیا دکھائے — دن تو گیا رو تو رہی سارا مجھے
اُف نکرون نام کا جرأت ہونمین — چیرے اگر عشق کا آرا مجھے

غزل

یہ صورت و یہ سیرت و یہ حسن خداداد — احمد پہ سدا رحمت حق و طنی ہے

غزل احمد

غمزۂ چشم سے مارا مجھے — کر دیا اللہ دو پارا مجھے
ظلم و ستم اوسکا سہون کب تلک — اب نہین غم کھانیکا یارا مجھے
ہجر مین اوس یار کے مرتا ہون مین — کچھ نہین جینے کا ابہ چارا مجھے
آج تلک اوس بت عیار نے — میٹھی زبان سے نہ پکارا مجھے
دیوے یہ دل کسکو اب احمد بتا — دونون جہانسے ہی تو پیارا مجھے

غزل محکم

بخت خوابیدہ بیدار ہوا چاہتا ہے — مہربان ہم پہ ستمگار ہوا چاہتا ہے
راہ الفت مین ولا خوف نکر تو ہرگز — پیشوا حیدر کرار ہوا چاہتا ہے
تند چلتی ہی ہوا آج ولا آہون کی — ٹکڑے یہ ابر گہربار ہوا چاہتا ہے
نشہ آلودہ تری دیکھکے آنکھین ساری — محتسب آپ ہی سرشار ہوا چاہتا ہے
دن قیامت کا قریب آئی ہین تک غور کرو — چاک یہ گبند دوار ہوا چاہتا ہے
اشک بن آہ ولا تو نہ بہایا کیجے — تو ہی کیا خوب علمدار ہوا چاہتا ہے
ہی یہ جو ضعف کی حالت تن لاغر محکم — ہجر کے بوجھ سے خمدار ہوا چاہتا ہے

غزل لطیف

زلف شب رنگین یہ تیری جان عاشق تنگ ہی — عارض خوبین پہ تیری کیا عجائب رنگ ہی
تیر غمزیکو چڑھا کر تو نی کھینچی ہی کمان — خون ریزی پر عزیزون کی ترا آہنگ ہی
جسنے کوچی مین تری آکے کیا ہوگا مقام — ساق پا چلنے مین اوسکے مثل نعش سنگ ہی
ذات مین معشوق کی پائی نہین ہرگز وفا — عاشقان باوفا سی جنکو بیر و جنگ ہی
دلبرونسے کب تلک جور و جفا کھینچے لطیف — چھوڑ دی عشق بتان گر تجھکو نام ننگ ہی

غزل خلیق

تیر نگہ یار نے مارا مجھے — اب تو نہین جینے کا یارا مجھے

غزل عشرت

تا مرگ رندون کی مین بجرا نکو اوٹھائے
بالین پہ میری جانان افسوس نہ کرے
وہ رشک ماہ خوبان آیا نہ میرے گھر تک
پیدا ہوئی کلیجہ لاکھون دیے جلائے
مخانہ جہان مین کیا کیا فتنے نہ اٹھائے
پھر لے تہین مست ہم سر جام مے پلائے
عشرت نے کی کے توبہ دیکھا نہ پھر کسی کا
کیا کیا نہ روپ بدلے ہم نے تمہارے بانکے
ثابت کی طرح عشرت تجھکو بھی جام و مے
تا روز حشر یارب میکدہ تا بہ رہا ہے

غزل قدرت شاہ

کسکی پری کی پرتو دل بابوس ہے
پرتو سے اٹھا سو جلوہ طاؤس ہے

حسن

التجا یار کی رکھتا ہی سر شام سے دل
رات کیا آتی ہی اک سر پہ بلا آتی ہی
چھوڑ جاتا ہی جو وہ مجکو اکیلا گھر مین
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہی
دوش سے تا بہ کمر اور کمر سے تا پا
کیا ہی بل کھائی ہوئی زلف دوتا آتی ہی
جی مین آتا ہی سیحا سی مین پوچھون جاکر
مرض عشق کی کچھ تجکو دوا آتی ہی
صبح کس طرح سی ہو گی شب تاریک فراق
نہ تو نیند آتی ہی مجھکو نہ قضا آتی ہی

غزل ناسخ

چاک امن کی جانان تری دیوانون نے
قید خانی کیے آباد پریشانون نے
بل پہ اس کاکل مشکین کی شب تارین آ
دل دیئے زلف پریشان کے پریشانون نے
خزان خاک کے پتلون کا نہو کیونکہ بھلا
ڈھونڈھا ہی عالم بالا مین ہی انسانون نے
نیم بسمل یہ تڑپتے مجھے دیکھے آقاتل
شور عالم مین کیا ہی تری بیجانون نے
میر ہی ولدا یہ ناسخ شب معراج کی رات
عیش کیے حور و پری قدسی و ملعانون نے

غزل سودا

ساق سیمین کو ترے دیکھکے گوری گوری
شرم سی شمع ہوئی جاتی ہی تھوری تھوری
نیشکر نے کہین تجھ لب سی کیا تھا دعوی
ابتلک اسکی حد اکرتی ہین پوری پوری
آگیا رات مین جون ذر دحنا تیرے ہاتھ
ورنہ جاپا نہ تھا لالہ کا ہی تھا چوری چوری
ابر برسے ہی سیہ مست بھلا اے ساقی
دی تو بھر بھر کی مجھی پیالیان کوری کوری

غزل

مرتے دم اے بیوفا دیکھا تجھے
اک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تجھے
اے پری پیرو مین دیوانہ کیون نہون
بال کھولے بارہا دیکھا تجھے
گریہ ملیل پہ اوسنے ہنس دیا
جسنے اے گلگون قبا دیکھا تجھے
مارے غیرت کے نہ نکلے آفتاب
بام چڑھتے بارہا دیکھا تجھے
دید مین ہر چند ہی نقصان جان
فائدہ اتنا ہوا دیکھا تجھے
بوی گلشن بھی نہ لائی تا قفس
بس ہوا ہوای صبا دیکھا تجھے

غزل

حسن کو اپنے ہوا دار و نسے کا دشمن ہو دام
پرتو پیش پیان شمع کی برق دل فانوس ہی

ایک ہی پرویگر تجھو تو یہ سب ہین الاپ
گر صدا ے بانگ ہی یا نغمۂ ناقوس ہی

کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے
خوب ملک روس ہی اور سرزمین طوس ہی

گر میسر ہو تو کیا عشرت سی کیجے زندگی
اسطرف آواز طبل اودھر صدا ے کوس ہی

صبح سی تا شام چلتا ہو مہ گلگو نکا دور
شب ہوئی تو ماہرویون سے کنار و بوس ہی

سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا مین تجھے
چل دکھاؤن تو جو قید آرزو کا محبوس ہی

لیگئی اکبارگی گو رغریبان کی طرف
جس جگہہ جان تمنا سوطرح مایوس ہی

مرقدین دو تین بتلاکے لگی کہنے مجھے
یہ سکندر ہی یہ دارا ہی یہ کیکاؤس ہی

پوچھ تو انسے کہ جاہ و حشمت و دنیا ہی آج
کچھ بھی انکے ساتھہ غیر از حسرت و افسوس ہی

کل تو قدرت پاے خم رکھتے تھے تسبیح ریا
آج رہن جام مے اور خرقہ ساقی لوس ہی

غزل حکیم

خفا ہمسے وہ سیمبر ہو گیا ہے
تو خون غم سی دل اور جگر ہو گیا ہی

ملی ہو جو رگ رگ کو وہ مجھسے شاید
مری آہ کا کم اثر ہو گیا ہی

کری ہی جو بلبل پہ گل ناز ایسا
خزان سے کہین بے خبر ہو گیا ہی

ذرا لے خبر او مسیحا کہ تیرا
مریض اب چراغ سحر ہو گیا ہی

کہے کون تیرا پیام آتشی سے
حکیم اوس سے سب کو خطر ہو گیا ہی

غزل جرات

بیکلی ایسی گیا ہی سونپ وہ کلرو مجھے
کل نہین پڑتی کسی کروٹ کسی پہلو مجھے

جب تلک دیکھون نہ تیری کل کل پڑتی نہین
سچ بتا تو ذی کیا ہی یار کیا جادو مجھے

زخم اک شمشیر کا سا دل پہ لگجاتا ہی آہ
یاد آجاتی ہی جب وہ جنبش ابرو مجھے

ناتوان ہون بسکہ فرقت سی تری جون برگ کاہ
اب صبا پھیری ہی اس پہلو سی اوس پہلو مجھے

روتے روتے مین یہ حیران ہون مجھی کیا ہو گیا
جو نظر آتا نہین آنکھو مین اک آنسو مجھے

بات مین میری تو ابتک فرق کچھ آیا نہین
کیون کیا چاہی ہی رسوا یار اب ہر سو مجھے

رخصت ای رندان جنون زنجیر در کھڑکا رہی — مژدہ خار دشت پھر تلوار اکھلائے ہی
ہان مدد طاقت گئی ہی ضعف ہی سینہ مین دم — دیکھیے اوس تک خدا کیونکر مجھے پہنچائے ہی
واہ واشور محبت خوب ہی چھڑکا نمک — استخوان میری ہا کس منہ سے کھائے ہی
نزع مین بھی ذوق کو تیرا ہی ہی بس انتظار — جانب در دیکھ لو ہی جبکہ ہوش آجائے ہی

غزل مستان

شمع رو کل شب کو جو بکھرا دکھایا آپنے — معنت پروانہ کو محفل مین جلایا آپنے
آفرین ہو تے سی قدرت چارہ ن کی واسطے — عاشقون کو دل پہ کیا کیا گل کھلایا آپنے
خون میرا تیری گردن پر رہیگا تا ابد — ہاتھ سی اغیار کو گر پان کھایا آپنے
ہوگیا سرسبز اور سارے جہانین سرخ رو — جیسے یہ برگ حنا قدمون لگایا آپنے
بات کہنے مین دہان سی نکلے ہی منہ سی بار بار — اسقدر مستانہ کاون صاحب جلایا آپنے

غزل انشا

قسم نہ کھا ستم ظالم تو می کے پینے سے — وگرنہ ہونگے ہم آزردہ اسی جینے سے
اگر مین پاون اکیلا کہین تجھے ہے ہے — تو کس بسی لگالونین اپنے سینے سے
چمکتے چاند کے مین گرد جس طرح تارے — عجب مزہ ہی ترے مکھڑے پر پسینے سے
وہ سنکے عرض کو انشا کی اس طرح بولا — کسے غرض ہی جو تجھ منہ لگے کمینے سے

غزل علی

ہم دل سی ہوی احمد مختار کے بردے — لیتے ہین سکندر کے اب اقبال کو زردے
تعریف لکھی جاوی کب اوس نور خدا کی — یوسف سی کئی اوسکے ہین خرگاہ مین بردے
آیا ہون ترے در پہ ای محبوب خدا کے — مشکل مری حل بہر خدا آپ ہی کردے
تو شافع امت ہی مین عاصی ہون جہانین — امید ہی تجھسے مری ہر کار کو کردے
ہم دل سی ہون مشتاق ترے ختم رسالت — پروا نہین جنت کی ہی زاہد کو خبر دے
ہی کون سوا تیری شفاعت ہی جہان کو — آزاد کری خط امان روز جزا دے
بس فیض ترا عام ہی ای ساقی کوثر — اک جام محبت کا تو اس عاصی کو بھر دے

ہی آشنا ہی اگر تم اقبال علی تو
ہر اپنا محبت ہی اوسی خاک پہ مرے

غزل معین الدین

راضی ہین ہم اوسی مین تو چھوڑ دیا کرے
چاہے جلاوے کرکے یا وفا کرے
دلسا رفیق جسکا جدا ہوگیا ہو یار
وہ اپنی پلکی پہ موے تو پیا کرے
جسنے ہمارے دوست کو ہمسے جدا کیا
وہ بھی مراد اپنی بنائے خدا کرے
کہتا معین الدین ہی لکھین ہم دوستان
آسان ہووے مشکلین مشکل گشا کرے

غزل

دیوانہ کیا ہم نے مین تری کمی سی
ہوش کیا تم نے کو دکھلا کمی سی
دیکھا

دیکھا جو مین نے دست کلائی نہ کل آئی
دین گالیان لاکھون مجھے جھنجھلا کسی نے

کچھ دست درازی کا کیا قصد جو مینے
جھٹکا یا مرے ہاتھ کو سرشار کسی نے

رکھ ہاتھ مری سینہ پہ گلدستۂ نرگس
مارا مجھے دیدار سے ترسا کسی نے

سمجھا مجھے دیوانہ سا اس شوخ نے یکبار
دل چھین لیا مفت مین بہلا کسی نے

غزل

مین وہ نہین ہون کہ تجھسے تو دل مرا پھر جائے
پھرون مین تجھسے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے

یقین ہی کہ جدھر کو وہ دلربا پھر جائے
مثال قبلہ نماؤن مین مرا پھر جائے

الٰہی وہ نہ پھرے جسکے غم مین مرتا ہون
بلا سے حلق پہ گو خنجر جفا پھر جائے

پھری زمانہ پھری آسمان ہوا پھر جائے
تو نسے ہم نہ پھرین ہمسے گر خدا پھر جائے

بکھیر دیوے جو بالونکو اپنے مکھڑے پر
تو کیا عجب ہی کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جائے

غزل سلیمی

تمھاری زلف کو اے یار رام ابھی سے ہی
ذرہ سی عمر مین طرز ستم ابھی سے ہی

فراق یار کے کیونکر اوٹھاؤن ناز صدمے
مرا تو ضعف سی آنکھون مین دم ابھی سے ہی

مزہ نہین کہ پس مرگ غم سی در گذرون
بتونکے عشق کی ہمدم قسم ابھی سے ہی

صنم کو جام محبت مین دیکھیے کیا ہو
کہ شکل اوسکی مین آتا جم ابھی سے ہی

وہ شوخ جانب صحرا ابھی گیا ہی نہین
کہ دشت عیرت باغ ارم ابھی سے ہی

ابھی تو میرے سی ترک وفا ہوا ہی نہین
کہ بد رقیب پہ لطف وکرم ابھی سے ہی

فدا ہی نقطۂ سلیمی تو جان و دل سے صنم
پرا سکے سینہ پہ درد والم ابھی سے ہی

غزل

مجکو چاہ ذقن دکھاتا ہے
میرا یوسف کوئین جھکاتا ہی

دیکھیے کس کی پیاس بجھتی ہی
خنجر آبدار لاتا ہی

ساتھ پینا شراب لیلی کے
ساقیا مجھکو یاد آتا ہی

ترش رو ہوکے منھ پھراتا ہی
زہر قاتل مجھے پلاتا ہی

عشق

عشق ہی شرط ہو کیا اک مرض الموت مجھے
یارب انسان کو مرنے کو ہین آزار کئی

شوخ محبوبہ نہ ڈرا اپنی بڑی پگڑی سے
ایسے مین دیکھ چکا گنبد دستار کئی

تیرے بازار مین اب کیونکہ نہ بگڑی سودا
ایک یوسف نظر آتے ہین خریدار کئی

غزل حسینی

شرمندہ قمر ہی تری تصویر کے آگے
سنبل ہی خجل زلف کی زنجیر کے آگے

عاشق کا تو کچھ بس نہین معشوق کی آگے
راجھے کا تو کچھ بس نہ چلا ہیر کے آگے

بلوا کو ہمین تیغ نگہ سو ہے کیا قتل
جانا ہی تھا کافر بے پیر کے آگے

اس درد کی دارو نہین بن صبر حسینی
تدبیر کا کچھ بس نہین تقدیر کے آگے

غزل فدا

کہین اے شعلہ رو جایا نہ کیجے
جگر مین آگ بھڑکایا نہ کیجے

مین کشتہ تیغ ابرو کا ہون صاحب
مجھے تلوار دکھلایا نہ کیجے

یہ کافر رہزنی کرتی ہین آنکھین
اشارا انکو فرمایا نہ کیجے

کھلا دیگر کوئی افسون کا بیڑا
لیا کیجے ولے کھایا نہ کیجے

زکوٰۃ حسن بوسہ دو فدا کو
کسی سائل کو جھڑکایا نہ کیجے

غزل علی

جبریل مین جسکی سدا خاک قدم لے
کرتا تھا عجب کحل بصر عرش پہ دم لے

نام اوسکا لکھا حق نے ملا نام سے اپنے
نہ پایہ افلاک پہ عزت کا قلم لے

کس شان سے جاوینگی محمد کی سواری
عرصات سے جنت مین سبھی فوج امم لے

فدوی کو ترے آتش دوزخ سے نہ ڈر ہے
گر کشور ہستی سے گیا راہ عدم لے

ثابت کیا معجز نے ترے فیض کا دعوے
انکار پہ کفار کے اقرار صنم لے

ہمسر نہ ترے حسن کو ہے یوسف کنعان
بیچا ہے جسے مصر مین مالک نے درم لے

آتی ہے عجب فوج ملک عرش برین سے
بس تحفہ صلوٰۃ سدا سوئے حرم لے

اے ساقی کوثر ہے ترا فیض عجب عام
مے اپنی محبت کی پلا جام کرم لے

تجوید خدا اور نہ چھوڑے کے سوا
اسباب کی اب مجھے ضرورت کیا ہے
کہتے ہین ملک وحش سدا پیروی نبی
جس راہ مین چلتی ہی سدا فوج علی
محروم نہ رکھیو ہی سدا فیض سے اپنے
یک فکر مین بیٹھا ہو علی کو نہ بھولے

تمام شد

رباعی

بیمار تجھ ہوا لکت کے ہم ایسے
وہ مل ہون کہ خزان مین کی پتے جیسے
پھرتا ہون دوان صحرا کی ہوا کھاتا ہون
ہوا ہون بلبل مسکین کے بچے جیسے

آغاز شد مرتب

مرتب

مستزادها

مستزاد سراج

ہر صبح ملک بر فلک عالم بالا — قد دیکھہ سجن کا
تسبیح کرین سلمہ اللہ تعالی — منکا لیے من کا
تجھہ چہرۂ زرتار کے تار ونکی جھلک دیکھہ — آنکھو نمین نہین تاب
شاید کہ نمودار ہوا جگ مین اُجالا — سورج کی کرن کا
ای سرو سہی داغ جدائی کی خبر لے — رکھہ عزم تماشا
پھولا ہی عجائب یہ ہزار اگل و لالہ — مجھ دل کے چمن کا
تجھہ ابرو ے خونریز کی شمشیر کی اوجھڑ — ہے جنکے جگر پر
کہتے ہین اوسے جگ کی جوانمرد جوالا — تجھہ عشق کرن کا
ہر جائے اگر ہوش سی بیہوش ہوا ہون — ایساقی گل رو
مجلس مین محبت کی ہوا نشہ دوبالا — تجھہ جام نین کا
نسبت سی تری حسن کی ہی پھول کی کہنکڑی سی — توسب مین نرالا
تجھہ لب کی نزاکت سی ہی کچھہ جھاڑ گیا پالا — ہی پات سمن کا
دیدار کی سمرن ہی مجھہ آنکھو نمین سراج آج — پس کیون نہ پھراوین
انگلیو نسے پلک کے لیو اس ہاتھہ مین مالا — آنسو کے رتن کا

مستزاد موج

اس کاکل پیچان معنبر کا تیرے یار — ہمسے نہ کبھو بل گیا
خوشبوستی بالون کے معطر ہوا گھر بار — جون غنچہ منن کھلگیا
ہیگا دل رنجور تیری زلف مین جانا — مت کیجیو شانہ
بس گرہی پڑیگا نہین سنبھلیگا یہ یار — گر بال کہین ہل گیا

مستزاد جرأت

حادو ہی نگہہ چھپ ہی غضب قہر ہے مکھڑا — اور قد ہے قیامت
غارتگر دین وہ بت کافر ہی سراپا — اللہ کی قدرت
ہین بال بھی بکھڑے عجب اوسکے ہوا ندھار — جون شعلہ پہ ہو دود
اور نگ رخ یار ہے گویا کہ بسنت کا — اور تس پہ ملاحت
دل دیکے عجب ہم تو مصیبت مین پھنسے ہین — اک پردہ نشین کو
گھر جانے کا اسکے نہین مقدور ہمارا — نہین رہنے کی طاقت
مجلس مین تھی اوس شوخ کے اغیار کی گرمی — اور شمع صفت ہم
تا صبح شمع رشک کی آتش سے سراپا — جل جای ہی غرت
یا مجکو بلانا تھا دیا آنا تھا مجھ پاس — صحبت کی تھی گرمی
اب اوسکو خدا جانی دیا کسنے ہی بھڑکا — جو اتنی ہی نفرت
بیتاب ہوا تک چلنے کا جب مینے کیا عزم — دی بیٹھا وہ گالی
کچھ اور کیا قصد تو کیا ناز سے بولا — بل بل تری جرأت

مستزاد انشا

گو صولت اسکندری و حشمت دارا — ای صاحب فطرت
پڑہ فاعتبروا یا اولی الابصار کا آیا — تا ہو تجھے عبرت
مستانا جو مین نے قدح بھنگ چڑھایا — درعالم وحشت
یون خضر لگا کہنے ہنسیا و مریا — اب دیکھہ حلاوت
ہی جی مین فقیرونکی طرح کھینچ لنگوٹا — اور باندھکے ہمت
جا کنج خرابات مین ٹک گھونٹیے سبزا — یون کیجیے عبادت
ای حضرت عشق آیے سائین اجی مولا — یہان کیجیے عنایت
مرشد مرے ہادی مرے مالک مرے داتا — دیجیے مجھے نعمت

نہ ہمکو غم ودرد نہ اندیشہ زکالا — ہے خوب فراغت
درویش بلانوش بلاچٹ ہین ہمارے — پینک مین جو آپ آئین
افعی کو مسل کر کرے افیون کا گولا — ہین ایسے ہی آفت
آزاد ونکے خاطر ہی غزل یہ تو سنائی — ازبھر تفنن
اب اپنی تو بولی مین کچھ اشعار پڑھ انشا — ہو جسمین ظرافت

مستزاد کمال

آنکھ تو گلے سے مری اے یار تو لگ جا — ہوتا ہون مین خجلت
ہر دم یہ دم آخرے وقفہ نہین دم کا — رہجاے نہ حسرت
کل دشت مین مجنونکے گذر ہوگیا میرا — جب برسر تربت
لگ گور سے کر یاد وہ بے مہری لیلا — رو یا مین بشدت
ناصح جو تو ہر لحظہ وہر آن ہمین آ — کرتا تھا نصیحت
اسدم نظر آئی تجھے اوس بت کو جو دیکھا — اللہ کی قدرت
پھٹتا تھا یہ دل سنتے ہے جسکے کہ جرس کا — سو ضعف کے ہاتھون
اکبار گی جاتی رہی اے وای کرین کیا — وہ نالے کی طاقت
مجلس مین یہ بیرشتونکی اے شیخ جی صاحب — کیون لائی ہو تشریف
کیا چاہتے ہو رشک کو اب اپنی مٹانا — فرمایئے حضرت
آنکلے ہو ادھر تو ذرا کچھ کرو تکلیف — بیمار پہ اپنے
کرتے ہو مرے آنیکا جو وہانسے اشارا — سو کس مین ہی طاقت
کیا دور کا شکوا ہی نصیبونکی ہی گردش — اے ہمدم اپنے
آخر کو وہی دشمن جان ہو گیا میرا — جس سے تھی محبت
مت خاکنشینونکی طرف دیکھ تو منعم — باچشم حقارت
چاہے ابھی اک آنمین کردے مرا مولا — رائی ہو تو پربت

پردہ جو تعین کا محبت نے اوٹھایا — کثرت ہوئی وحدت
کعبے کا کرون طوف کہ بتخانیکو جاؤن — کیا حکم ہے مجکو
ارشاد مری حق مین بھی کچھ ہو دیکا آیا — ای پیر طریقت
ہون پرتو روح قدس اس عہد مین مین بھی — عیسیٰ کی طرح سے
پھر چاہیے بیساختہ رہبان کلیسا — میری کرین بیعت
لوٹا کرین اس طرح مرے غیر ہمیشہ — ٹک سوچو تو دل مین
ترسا کری ہر وقت یہ بت ہی تمہارا — اللہ کی قدرت
دیوار چمن پھاند کے پہنچے جو ہم اوتک — اک تار کی اوجھل
ترسان ہو یہ فرمانے لگے کوٹ کے ماتھا — اے وای فضیحت
خورشید چھپا شام ہوئی شیخ جی صاحب — اب دیکھیے کیا ہو
چڑیون نے کیا آکے درختون مین بسیرا — چون چون کرو حضرت
اب اور ردیف اور قوافی مین غزل پڑھ — لیکن اسی ڈھب کی
تا شاعرونکے روبرو ہو بزم مین انشا — ظاہر تری شوکت

مستزاد ہمایون

جا پھنسا طائر دل میرا بصد شوق پری — تیری کاکل مین صنم
پر تو آزار کسی ڈھب کا مجھے دے نہ ذری — لطف کر اور کرم
ہجر کی جور کی اب تاب نہین ہی مجھ مین — سچ یہ کہتا ہون بھلا
دلبری بہر خدا بہر خدا کر تو مری — جان من کر نہ ستم
تیری مسی کی دھڑی بان کی سرخی نے میان — قتل کر ڈالا مجھے
دیکھ تو خنجر مژگان نے کیا کیسا تری — آرہا ہونٹون پہ دم
ای زلیخا مین تری چاہ مین برباد ہوا — یہ گلہ کس سے کرون
مثل سیماب کی بیتاب ہون فرقت مین تری — مجھکو یوسف کی قسم

جو ساتھ رہون یار کے سرشار پلنگ پر
سرمست نشاسے

ہی آرزو دلکی وہ جو آغوش مین آوے
خواہش ہی مری یہ

سو جائی تو ہو جاؤن مین بلہار پلنگ پر
منت ہی خداسے

رنگینی ترے شعر کی سن سنکے حسین اب
مشتاق ہوا دل

تو خوش رہے اور پاس ہو دلدار پلنگ پر
ہر روز رضاسے

مستزاد انشا

لینے جو بلائین لگے ہم آپکی چٹ چٹ
تو بول اوٹھے جھٹ

چل جا اے رے واوزبر رو ہو بری ہٹ
ہے سب بناوٹ

ان آنکھون کو مین حلقۂ زنجیر کرونگا
ایسا ہی بلا ہون

چھوڑون نہ کبھی آپکے دروازے کی چوکھٹ
جب تک نہ کھلین پٹ

مرجاؤن لہو چاندوہ گونگا ہو نہ کیونکر
جو شخص کہ دیکھے

سرخی تری آنکھونکی اور ابرو کی کھچاوٹ
سرمے کی گھلاوٹ

کیا پھبتی ہی اب نام خدا وا چھڑکا ہا
ہونٹون پہ تمھارے

اک بوسہ کی صدمے سے دہوا ندھا رہا ہٹ
مسی کی اوداہٹ

اے وا رے بالیدگی اوچنپئی رنگت
یہ گات یہ ہج دھج

اور جامۂ شبنم کی وہ چولی کی پھباوٹ
بازو کی گلاوٹ

مت چھیڑو مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گے
اچھا کیا تم نے

چولی مری بگڑے ہوئی دہن بھی گیا پھٹ
لگجائیگی پھر رٹ

ای عشق ادھر آؤ مہاراجونکے راجا
دنڈوت ہے تمکو

کر بیٹھے ہو تم لاکھون کروڑونکے ہی سرچٹ
اک آن مین جھٹ پٹ

وہ سیج پڑی پھولونکی مخمل کے وہ تکیے
کمخواب کی پوشش

پردی ہون تمامی کی وہ سونیکا چھپرکھٹ
اور اوسکی سجاوٹ

بھرتا ہی جو ہاتھ آنکھون مین انکی دی انشا
سے نظارے کی کیون
باہم جو لپٹ سوتے مین کیا سانپ کا جوڑ
وہ پیار کی کروٹ
مستزاد اوسراج
بجز زلف کی ہی باس کی صبح جو تن مین
پہنچی نہ خطا سے
اسکا نافہ زرہو پھول جو بھیجا چمن مین
ہر غنچہ دل بیکل ہو بھیجی ہوا سے
اوشنی سمن بو زلف بکا کو
ہو خاری ہی سکی بلبل جھکی سے
زنبیل سرایا
جسوقت رکھے پاؤن تو پھیلی زمین مین
اس نازوادا سے
اور لب گلابی مطلق
اور آنکھ خط و خال فقط چشمہ ہی
اور آنکھ خوبی
محض ہی آرائش

ہی سورۂ اخلاص کی خواہش مرے من مین — بسم اللہ ہی ابرو — ہی بدر رسا سے
اک روز کہا مین نے ستم ژی ہی مناسب — عشاق کی اوپر — سن بات ہماری
بیتاب ہین تجھ غم سے ہوے بعد کفن مین — کر رحم ای خوشخو — بولا کہ بلا سے
سو گند مرے حال پریشان کی ہو ہن — مانو تو کہو مین — کیون زلف لپیٹی
جمعیت دل بند ہی پر ایک شکن مین — کھولو خم گیسو — اب بہر وفا سے
اکبار بلطف سو پلا شربت دیدار — ای شوخ شفا دی — بیمار ہون غم کا
ہی مجھکو برہ درد جگر مین نہ بدن مین — حاجت نہین دارو — کیا کام دوا سے
رکھہ شوق اپس دلمین تری شعر کو سنکے — ہر آن سراج آب — آتا ہی ہر یدرو
تو دیکھہ مری طبع کو ہر ایک سخن مین — کرتا ہون مین جادو — کیا طبع رسا سے

مستزاد از ابہر

اس عشق نے یار و مجھے دنیا سے اوٹھایا — دیوانہ بنا کے
زلفون مین پریرو کے گرفتار پھرایا — پھر شانہ بنا کے
پھر شوق کی شیشے مین شراب عشق کی اپنے — بھر بھر کی پلائی
پھر میرا تماشا سارے عالم کو دکھایا — مستانہ بنا کے
یہ دختر رز لگتی ہی ہر ایک کے منھ سے — افسوس ای ساقی
کیا نام رہا تیرا یہ کیا تو نے پلایا — میخانہ بنا کے
بیدل کیا دلبر نے عبث لیکے مرا دل — کس مکر و ہنر سے
پھر اپنے لگا کان کی بالے مین جھکایا — در دانہ بنا کے
نزدیک رقیبون کے صنم رات کو بیٹھا — محلس کیا روشن
پھر اپنے شمع رو کے اوپہ مجھکو جلایا — پروانہ بنا کے
غیرون کو بلا کر وہ لگا پاس بٹھانے — مت کے گو یاد دست
ہم دوست یگانے کے تئین ور بٹھایا — بیگانہ بنا کے

جان

الجز

جات ہے جان میری مستی کرا ہا ہا
پاپ ہو جاوی دہرم
سانو گھائل کیتی تقصیر کری تھی مینڈی
مینڈی تو جان لینڈی
چھندری جا مذہری ترچھی دی نگاہا ہا
کچھ نہین نیر سے کم
ایشی کائی چوک ذہالی سانگ کہرا ماذ پاپن
پیو تلا انا جی آن
جان دھن دوگو دے فارا آہا آہا
یا زورا تکا ظلم
زاردی زاردی زور خودی زور تون
دی چہ دی داخل دی
ویچہ معشوق داشائستہ ادا ہا ہا
کچھ نہین بیش نہ کم
وقت مستی چہ کشیدیم ترا در بزخویش
ہمچو امید وصال
دہن ام از تو صنم چند ادا ہا ہا
کشتۂ ناز تو ام
بیوتی بیوٹی وریی ہن تم لل وٹ ہیر
کس گیو ماری ڈیز
اینڈ گو رہنی ویر یو فارا ہا آہا
مائو ہوس اپوری دے دکم
صرفت العمر فی الہجر تقایا صنمی
ثم باللہ کمن
فا ہا ثم ہا ہا ثم ہا ہا ہا ہا
لیس فی مثل صنم
حیف صد حیف ہی افسوس صد افسوس افسوس
آیا پیغام اجل
چھٹ گیا زخم جگر سے مرے بہا ہا ہا
اب نکلجاوے گا دم
ہین یہ مغز ترے سب شعر مسلسل موزون
شک نہین اسمین ذرا
یہ غزل جس نے سنی اوسنے سراہا ہا
تازہ تر تازہ رقم

مخمس سودا

نہ چارہ گران امورون کا تھا ہین بیچارا
کہ بھٹکون دشت مین اور کوہ مین پھرون مارا
نہ عشق لیلی و شیرین سے ہون مین آوارا
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیابان دادۂ مارا

اثر یہ نالے کے اپنے ہی اعتقاد اے گل
جو تو سنے تو برآوی مری مراد اے گل

جو فکر قبح مین اب سر کو لائی سو بجیب — جز آن قدر نتوان یافت در جمال و عیب
که خال مهر و فائیست روئی زیبا را

لبونکے گرد جو اس نوجوان نے سر کو رکھا — چمن مین کیا ہی پر اشور ہر طرف غوغا
ہر ایک مرغ نے ہو باغ باغ دی یہ دعا — شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا
تفقدی نکند طوطی شکر خارا

نصیب کرکے سعادت کا تیری بر مین رخت — جو دیوین جام جم اور کیقباد کا بجھ تخت
گدشتگان کی طرف سی نر کھہ تو دلکو سخت — بشکر صحبت احباب و آشنائی نخت
بیاد آر غریبان دشت پیمارا

الٰہی ربط محبت کرے خدائی نیست — بتان کی تا نکرے خلق کو جدائی نیست
کرینگی ہنسنے کو اونکے تو بیوفائی نیست — مذاہم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست
سہی قدان سیہ چشم ماہ سیمارا

کھلے مجھے یہ ہین راز نہفتۂ حافظ — کہ سنکے لوٹون ہون شعر شگفتۂ حافظ
غرض عجب ہین یہ در ہائی سفتۂ حافظ — بر آسمان چہ عجب گر زگفتۂ حافظ
سماع زہرہ برقص آورد مسیحارا

مخمس معروف بر غزل امیر خسرو دہلوی

عشوے سے ظاہر سر سبز ہی جلوۂ حور و پری — غمزہ مین تیرے مو بمو پنہان فن جادوگری
جتنی کہ خوبی چاہیے ہی تیری صورتمین بھری — یا چہرۂ زیبائی تو رشک بتان آذری
ہر چند وصفت می کنم در حسن ان بالا تری

نقاش قدرت نے تجھے جسدم بنایا بسر — جتنے کہ اگلے نقش تھے بے پردہ سی آئی نظر
سارا مرقع دہر کا ہر چند دیکھا غور کر — ہرگز نیا مد در نظر نقشے ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر حوری ندانم یا پری

مشتاق خرام نازی تو جلوہ کرتا ہی جہان — جون سایہ رہتے ہین تری عشاق بر تاب و توان

معروف مینے رو دیا اور رو کے یہ مقطع پڑھا — خسرو غریب است و گدا افتادہ در شہر شما

باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بنگری

مخمس آزاد بر غزل خواجہ حافظ علیہ الرحمہ

اگرچہ زلف ہی بس تجھ ان عاشقونکو کمند — ولے نگہ نے میان بیشتر کیے پابند
تری تو چشم کے ہمارے ہم بھی ہین ہرچند — غلام نرگس مست تو تاجدارانند

خراب بادۂ لعل تو ہوشیارانند

دلونکے بھید کو پاتا ہی کون اے دمساز — کہ جاکے بہدکروہ کس سے ہمارا راز نیاز
یہان کوئی نہین جس سے یہ ہو پرزہ واز — ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز

وگرنہ عاشق و معشوق رازدارانند

بہار دیتا ہی رخسار تیرا ماہ جبین — ہی جسکے رشک سے سنبل خمیدہ سر برین
جو سیرے کنے کا دل نہ ہے اعتبار نہین — گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار ببین

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوارانند

بغیر دیکھے تو رہتی نہین ہی جی کی ہوس — شکر پہ جا گرے اے دل نہ کسطرحسے نگس
ہوا تو ہونے دے شہرا مرا مثال جرس — نہ من بر آن گل عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزارانند

بہار سیر تو رکھتی ہی گلشنون پہ نظر — ولے نہ ایسی کہ جیسی ہوا اُس پر پر و پر
کرون مین کیا ترے آگے نسیم وصف سحر — بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر

کہ از بہین و یسارت چہ بیقرارانند

اگرچہ وعظ و نصیحت مین سیکڑون ہین گن — غرض جہان گل مقصود ہوئے لیجیے چن
جو چاہے نشۂ وحدت تو اوکی مجھسے سن — برو لبکین و چہرۂ ارغوانی کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کارانند

کہان یہ تاب و توان ہی کہ پھر چون اپنے وطن — سوار ہو کوئی مرکب پہ ہی مثال پون

ہمنے کیے تھے واہ واہ شکوہ مزے عجب عجب ۔ بزم شراب راگ و رنگ اور بغل مین غنچہ لب
سینہ بسینہ لب بلب یونہین کٹی تمام شب ۔ عین خوشی مین کیا ہوا دیکھو تو یار یہ غضب

صبح دمین شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ شود یار بدین بہانہ رفت

یار نگی تھی روشنی صحن چمن مین ہر طرف ۔ نہر و نکو لب کوار پار چنکے چراغ صف بصف
آب روان و میکشی بانگ نی و صداے دف ۔ کیا یہ سما بندھا جو تھا مفت گیا مرے کف

صبح دمین شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ شود یار بدین بہانہ رفت

شام سے لیکے تا سحر جشن رہا ہمارے گھر ۔ ہم تھے نشہ مین بیخبر آیا کہین سے سیمبر
تنگ گرفتمش بر دست بزلف و در کمر ۔ شوق وہ ولمین مبشر وقت گیا و لی گذر

صبح دمین شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روے سحر سیہ شود یار بدین بہانہ رفت

لذت عیش زندگی اٹھا اٹھا یہ سحر تلک ۔ بزم شراب راگ و رنگ بادہ کباب و رکزک
سوئے تھی ہم پلنگ اوپر ملکے صنم سے بیدھرک ۔ نیند سے آنکھ کھل گئی دیکھون ہون کیا کہ یک بیک

صبح دمین شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ شود یار بدین بہانہ رفت

شکوہ شوخ دلربا صبر کی لے گیا متاع ۔ اسکے ہی عشق مین افترا اسکے سخن مین اختراع
قد وی زلف اسکے اک ذرا پایا نہین کچھ انتہا ۔ باتون مین شب گذر گئی اور پکاری الوداع

صبح دمین شب گذشت ماہ شبینہ خانہ رفت
روی سحر سیہ شود یار بدین بہانہ رفت

ریختہ انشا

چبھتی ہی یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا ۔ کوئی سادی سی مرے واسطے لاری انگیا
گو کھرولہر نبت ڈانک ستارے کیا چیز ۔ اس سے ہو جاتی ہی کمبخت گنواری انگیا

نی بی مخالی جوی لالی ای نی پرنہ
دیکھا جی نے وہ سر انکے سا ری انگیا
پھٹی ای جی جو سا دی کی سا ری انگیا
واچھی بنگی اک چھو ٹی کیا ری انگیا
تیر انقدور کو تو چھڑی ہماری انگیا

ریختہ

روشن نہ تھا یہ کچھ رخ نیکوی آپنہ
مشاطہ آپنہ کو ترے کا دی آپنہ
بھلا ای دیوے کھینچکے زانوی آپنہ
کیون نہ کہی ہی کہ اسی جو ی آپنہ

سنگلہ جو تیری ہووے کسی اور طور سے — نظر وہنسے گر پڑے رخ دلجوئے آئینہ
آئینہ دیکھتا تھا ادم ترے حضور — پکڑا ہے تیرے عکس نے ہو روئے آئینہ

ریختہ رنگین

مین وہ تو اور پہننے کی نہین گل کی اوڑھنی — باجی مجھے منگادے جھلا جھل کی اوڑھنی
برسات جسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی
گرمی کے مارے ناک مین آئی ہے میرے جان — تہ کرکے رکھہ پٹاریمین انچل کی اوڑھنی
آئی بچک کمر مین مرے لوگون دوڑیو — گھٹنے تلک تو سر سے مرے ڈھل کی اوڑھنی
بھاری نپٹ منگادے کہ رنگین لگاؤنمین — نین ٹھہرتی ہے سر پہ مرے مہل کی اوڑھنی

مسدس میر حسن دہلوی

نقاب چہرے سے خورشید جب اٹھاوے ہے — سحر ہر ایک کو ہر اک کام مین لگاوے ہے
کوئی حرم کو کوئی تکدے کو جاوے ہے — کوئی تلاش معیشت مین جی کھپاوے ہے
کہو نمین وہ سے کہ تو بھی کدھر کو جاوے ہے — تو بھر کے آنکھونمین آنسو یہ کہہ سناوے ہے

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشان محبت بکوے یار روند

خفا ہو جسسے گیا طرف گلشن و گلزار — وہان گیا تو وہان بھی سنی یہی تکرار
زبسکہ تیغ ستم سے ہوا ہے سینہ فگار — لہون پہ جان اور آنکھونمین دم ہے دمین غبار
کہ گل ہنسے ہے ادھر سے ادھر سے بلبل زار — کہے ہے رو رو کے ہر دم یہی پکار پکار

درین چمن کہ چو گل خندہ و فغان مرا
کجاست برق کہ بردارد آشیان مرا

عبث نصیحت بیفائدہ سی تو نہ سنا — کہا نہ مانونگا تیرا تو مان میرا کہا
ترا تو دل ہے ترے پاس کیا گیا ہے ترا — تو اپنے کام مین رہ میرے کام ہی تجھ کیا
کہ مین بھی سوگ مین بیٹھا ہون دل کے ہو کے خفا — عبث تو شور سے بک بک کر میرا مغز کھا

نہ قاصدی نہ صبای نہ مرغ نامہ بری
کسی زبیکسی مانی بر دخبری

خبر جو قتل کی میرے ہوئی ہے شہر بسو — ہوا ہی جمع یہان اک جہان تماشے کو
جدھر سنون ہون یہی ہو صدا چلو دیکھو — غرض کہ حال مرا جاے سیر ہی اب تو
خدا ہی جانوہ آگاہ اس سی ہو کہ نہ ہو — کوئی یہ میری زبانی تک اس سے جاکر کہو

بجرم عشق توام می کشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست

مین پوچھا کہ تری کل کو بھی ہی کہین بھی کل — تو ہنسکے کہنے لگا جا عبث نکر کل کل
جو کل کا وعدہ کیا ہو تو کل کو آؤنگا چیل — غرض تو اسکا یہ مطلب ہے سبطرح ہو خلل
کہا تھا اوسنے مجھے کل جو آؤنگا مین کل — ملا جو آج تو پھر آیا وہ ہی کل کا خلل

دہد فریب و بسازد امید و ارمرا
کہ تا بحشر نشاند در انتظار مرا

سفر کا عزم نہ رکھہ لمین رشک یوسف حور — نکر تو شیشۂ دل سنگ تفرقہ سے چور
سرک نہ پاس سی میرے نہ جا نگاہ سی دور — رُلا رُلا کی نہ کر آنکھو نمین مری ناسور
تیرے ہی دیکھنے سی انکے نور کا ہی ظہور — نظر سے تو جو گیا تو کہان رہا پھر نور

مرو ز دین کہ یادم ز پیر کنعان است
کہ روی دوست ندیدن بچشم نقصان است

ندیکھا تجھسا تو نام خدا کوئی بیباک — کہ قتل اشارۂ ابرو سی تو کری سفاک
جہان جہان کو تو مارا کیا برابر خاک — رہا نہ صید ہو جو نہ زینت فتراک
پھرے ہی غصہ سی تسپر بھی تو جو آتشناک — بُرا ارادہ ہی کیا اب کریگا کسکو ہلاک

کسی نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زنہ کنی خلق را و باز کشی

نہ پوچھ میری حقیقت کہ تیرے ہجر مین یار — نہ پاس کوئی ہی دلسوز اور کوئی غمخوار

یہی جو شدت گریہ رہیگی شام و پگاہ
تو پھر بقول کلیم اسمین شک نہین واللہ
ہمیشہ ایسے ہی نالے جو ہونگے اب جان کاہ
رہینگے یونہین جو یہ دمبدم فغان و آہ

قراری بر دار از خلق آہ و زاری ما
بدین قرار اگر ماند بے قراری ما

رہے ہی مجکو یہی سوچ صبح سے تا شام
دل حزین کو نہین اس سے اک ذرا آرام
خوشی سے پھولا سماتا نہین ہی کیونکہ یہ دام
اگرچہ سب ہی یہ تیری ہی جوڑ توڑ تمام
مثال آئینہ حیرت کا پھر یہان ہی مقام
مشابہ فکر بنا اپنا راز کا خود کام

بگوش گل چہ سخن گفتہ کہ خندان است
بہ عندلیب چہ فرمودہ کہ نالان است

نہین ہی قابل تحریر میرا درد و الم
نہوگا مجھسا بھی مایوس کوئی کشتہ غم
ملا نہ دشت مین جانا ہی اور نہ طرف ارم
نہ آئی بوے گل اسطرف اور نہ خار ستم
یہ عمر گذری اسی طرح مجھکو ای ہمدم
مین کیا کرون نہ رکھون گر ہمیشہ چشم کو نم

نہ نگہتی ز گل و نہ خراش از خاری
درین چمن بچہ دل خوش کند گرفتاری

وہ کون ہی کہ نہین تیری غم مین خستہ جگر
وہ کون ہی کہ نہین تیری یاد مین اکثر
ترے تو حسن کا ماند کور ہی زبان اوپر
ترا ہی ذکر ہر ایک کو رہی ہی شام و سحر
بھلا بتا تو مین لیجاؤن رشک کس کس پر
کہانتک مین کرون ضبط راز ای دلبر

بجان رسیدہ ام از جور بی نہایت تو
کجا روم ہمہ کس می کند شکایت تو

کہان یہ حسرت اندوہ اور یہ درد کہان
کہان یہ داغ یہ ناسور آتش سوزان
وگرنہ تجھکو یہی اپنے تھے سبب ویران
اور اب جو پوچھو تو کیا پوچھتے ہو انکا بیان
جگر زخم تو معمور دل ز غم شاد است

رباعیات

یہ وہم دوئی دل سے جدا کرتا تھا
اس قطرے کو دریا مین فنا کرتا تھا
الدری رقابت کہ رقابت سب سے
ای جوش خودی خوف خدا کرتا تھا

ایضا

وہ وقت شباب وہ زمانہ نہ رہا
وہ نشۂ مستی وہ ترانہ نہ رہا
آتا ہی کہانی کا مزہ باتون مین
اب اپنے سوا کوئی فسانہ نہ رہا

ایضا

غفلت کا اوٹھا آنکھ سے پردا جلدی
کر قصد یہان نیک عمل کا جلدی
وقفہ نہین بازار جہان مین دم کا
یوسف کا اجل نے کیا سودا جلدی

ایضا

دنیا ہی دنی کو جو کہ فانی سمجھے
اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریای حقیقت کو وہی جاوے پیر
جو مثل حباب زندگانی سمجھے

ایضا

ای فلک بامن عجب نقشے غریبی باختی
بامراد خویش بودم بامرادم ساختی
بامراد خویش بودم داشتم عیش تمام
دست و پایم بستہ در بحر غمم انداختی

ایضا

اس بزم سے میدان مین جانا ہوگا
ایوان سے بیابان مین جانا ہوگا
ہشیار ہو تیار ہو روز نہار نہ سو
کیا جانیے کس آن مین جانا ہوگا

ایضا

ہر فصل مین ہوتے ہین جوان سارے شجر
ہر سال نئے پھولتے پھلتے ہین ثمر
انسان کی کوئی فصل نہ پھر کر آئی
اک دل ہی کا جھوکا ہی بہار آخر

ایضا

اس بزم کی طرفہ مہمانی دیکھی
ہر چیز یہان کی آنی جانی دیکھی

جو آگے نہ جاسکا پھر بڑھایا دیکھا
جو جاسکے نہ وہ جوانی دیکھی

شعر

یان فکر معیشت ہے وہان ذکر خدا تھا
یا کام تھا یا ہی نہ یہان کا نہ وہان کا

شعر

کم جس کو کردہ می کرد نہ پیران جہاندیدہ
گر در خاک می جوئید ایام جوانی را

تنبیہ

بعد حمد و منہ کہ یہ کتاب لاجواب
مسمی بہ مجمع الاشعار ہندی ساتھ صحت
و عمدگی کے در اکثر غزلین و رباعیات
زیادہ کرکے علی بھائی و لم غلی تاجر کتب
و مالک مطبع محمدی نے اپنے خاص مطبع
مین چھپوا کر شائع کیا

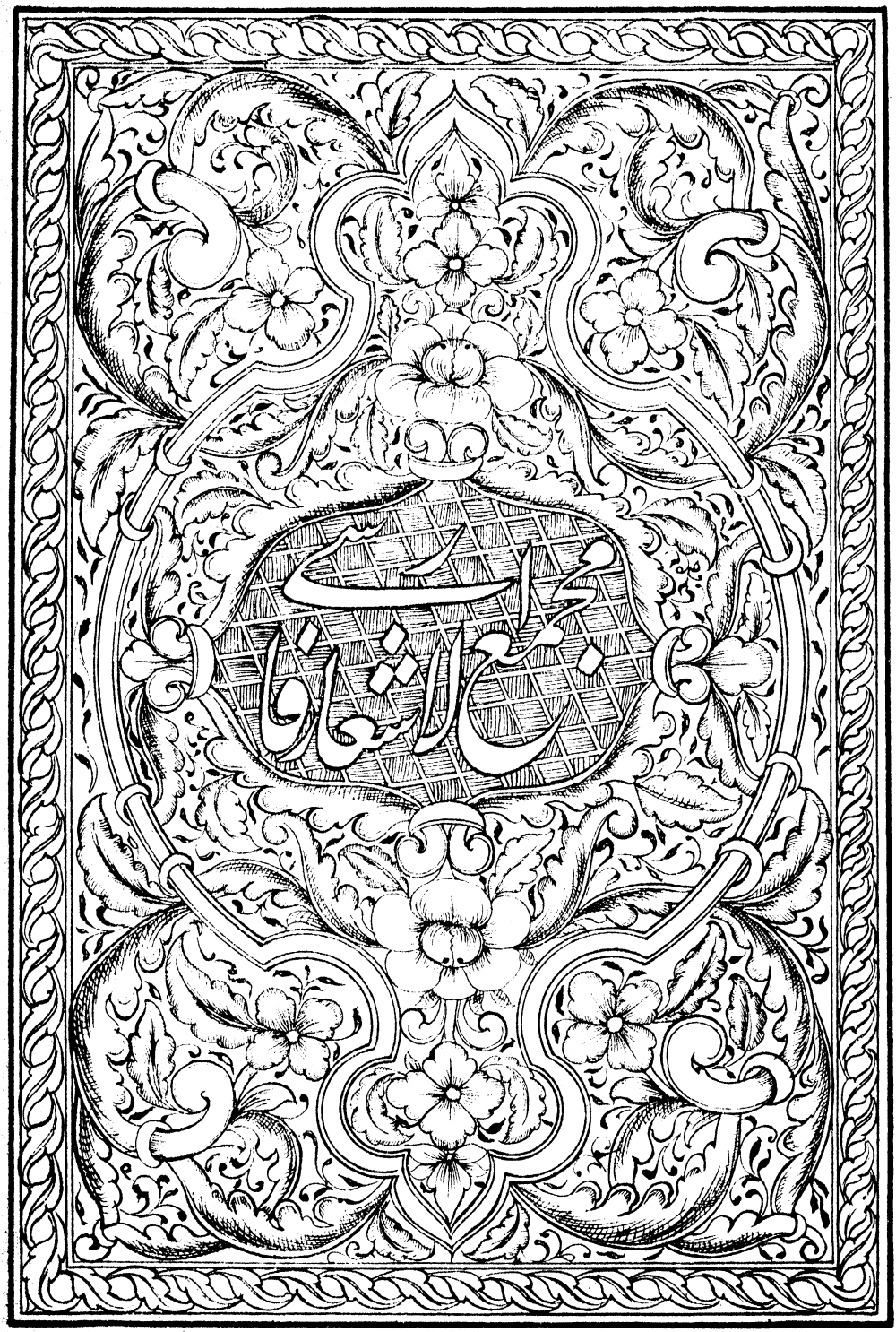
مجمع الانشا

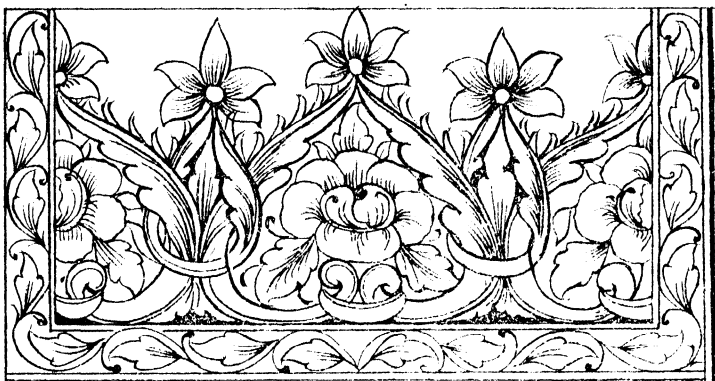

بسم الله الرحمن الرحیم

غزل خواجه حافظ شیرازی علیه الرحمه

الایا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها
که عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلها

بیوی نافه کاخر صبا زان طره بگشاید
ز تاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها

بمی سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید
که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها

مراد از منزل جانان چه امن و عیش چون هردم
جرس فریاد میدارد که بربندید محملها

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین هائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها

همه کارم ز خود کامی بیدنامی کشید آخر
نهان کی ماند آن رازی کز و سازند محفلها

حضوری گر همی خواهی از و غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

غزل جامی علیه الرحمه

سیمین ذقنا سنگدلا لاله عذارا
خوش کن بنگاهی دل غمدیدهٔ ما را

این قالب فرسوده گر از کوی تو دور است
القلب علی بابک لیلا و نهارا

آزرده مباد اگه شود از تن نازک
از بهر خدا باز مکن بند قبا را

من چون گذرم از سر کوی تو که آنجا
یارای گذشتن نبود باد صبا را

خوش آنکه ز می تست سوی من بخرامی
پنهان ز تو من بوسه زنم آن کف پا را

گر هست چو مجمر نفسم گرم عجب نیست
از جبک قدا و قد قی قلبی نارا

جانی کند جنوس بزم تو پیکان
در حضرت سلطان سریر یارگزارا

غزل حافظ علیه الرحمه

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دریاب کار درمان خواهر شکار ما را

وه روز هجر و یاران فرصت شمار یارا
چون بگذرد چه دانی چون نیست چون نباشد

باشد که باز بینم دیدار آشنا را
هر ساعتی که یاد دلدار میکنم من

ای صاحب کرامت شکرانه سلامت
روزی تفقدی کن درویش بینوا را

یاد یوسفان مرو ت با دشمنان مدارا
در

در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند / گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را
آئینهٔ سکندر جام جم است بنگر / تا بر تو عرضه دارد احوال ملک دارا
سرکش مشو که چون شمع از غیرت بسوزد / دلبر که در کف او موم است سنگ خارا
گر مطرب حریفان این پارسی بخوانند / در رقص حالت آرد پیران پارسا را
آن تلخوش که صوفی ام الخبائثش خواند / اشهی لنا و احلی من قبلة العذارا
هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی / کین کیمیای هستی قارون کند گدارا
ترکان پارسی گو بخشندگان عمرند / ساقی بده بشارت پیران پارسا را
حافظ بخود نپوشید این خرقهٔ مئی آلود / ای شیخ پاکدامن معذور دار ما را

غزل نیما

گر بسنجند بحشر اجر شب هجران را / غالب آنست که شاهین شکند میزانرا
شد اسیر رخت قامت چوگانی من / کولی بنگر که همین زخم زند چوگان را
گر به یعقوب رسد نکهت پیراهن تو / بصبا باز دهد بوئی مه کنعان را
دل اگر سر کشد از خط تو بسپار شن زلف / چاه زنخیر بود زنگی نافرمان را
شاه ترکان خجل آید ز صف آرائی خویش / گر به پیرامن چشمت نگرد مژگان را
کفر زلفت اگر اینست برانم که بعجف / صادر جز به بگردن فگند ایمان را
دل سنگین سپر تیغ تو کردیم و نشد / کز دی امکان گذشتن نبود پیکان را
مه کاهین بجز رشید نگردد و نزدیک / شاید ار به ز فزونی شمری نقصان را
عیب نیما مکن ار دمدمه شیخ شنید / ناگزیر است بشر وسوسهٔ شیطان را

وله ایضا

گر ببالینم نیامد بر مزار آمد مرا / جان سپاری در رهش آخر بکار آمد مرا
بار دارم تا شوم جزو جلال مدعی / در حریم قرب خواری اعتبار آمد مرا
در میان مرگ و هجرانم مخیر کرد عشق / جان بدر بردم که مردم اختیار آمد مرا
تا نگه کردم سپاه غمزه ملک دل گرفت / آه ازین لشکر که غافل در حصار آمد مرا

بید بیضا نماید در فسون چشم تو دزدیده — اگر گویم خدا اعجاز موسی داد جادو را
بگردد دل حصاری از دروغ کردم نداند — که آنجا نیست دست افتد کمند انداز گیسو را
عجب نبود شکار مردم آهو این عجب کامد — بدو چشم او مردم شکاری شیوه آهو را
دل یغمار بداز چنبر زلفش نه پندارم — خلاص از چنگل شاهین میسر نیست تیهو را

وله ایضا

تهی از صافی و دردی شده خمخانه ما — تا ترش تلخ نشود پر شده پیمانه ما
صبر شد کار جنون از تو بجدی کاطفال — سنگ بر سینه زنند از پی دیوانه ما
عقل و عشق است نه بازیچه کجا برتابد — بد و سلطان مخالف ده ویرانه ما
هر چراغ زدم آخر که کند کسب فروغ — هر کجا شمع ز خاکستر پروانه ما
هر شبم خانه بکو میست مگر روزی شب — بغلط حلقه زند بر در کاشانه ما
گرچه دیوانه بافسانه گراید سوی عقل — عقل مجنون شود ار بشنود افسانه ما
لاف دینداری یغما بازار است ولی — کاش از کعبه دری بود بمیخانه ما

غزل نویدی

ساقیا برکش می گلفام را — مگذران در دل غم ایام را
تا ز غم خالی کنم یکدم دلی — ای رفیق از باده پر کن جام را
محنت شام فراق آخر نشد — نیست صبح طاهر این شام را
جان بنا کامی رسید آخر بلب — از لبت حاصل نکردم کام را
مغتنم باید شمردن همنشین — صحبت رندان درد آشام را

غزل ناصر علی

ندارد حیرت دل تاب حسن بیحجابش را — که باشد صافی آئینه شبنم آفتابش را
نظرها غافل و عالم پر از کیفیت حسنش — بود حکم پری در شیشها رنگ شرابش را
ندانم دل شهید کیست لیکن اینقدر دانم — که از شمشیر او رنگ است موج اضطرابش را
درین صحرا کدامین تشنه لب جانداد حیرانم — که از صد جا گریبان چاک شد موج سرابش را

بم آخر خرف بیهوشت فریاد بیخبرانش
نمیدانم که دادا این هم پیام آخر شوخیهاش را
شوخی های او بوسیدن و قالب کردن
کرامین بی ادب تعلیم فرما شرمگاهش را
باین شوخی غزل گفتن علی آخر کی میتابد
بایران می فرستم تا بگوید پیشوایش را

ردیف با

تعالی الله فتح دولت دارم امشب
که آمد شادمانی دلدارم امشب
چو دیدم روی فتحش سجده کردم
بگفتا الله تو کردارم امشب
بنال عیش از و وصلش برآورد
ز بخت خویش برخوردارم امشب
بران عزمم اگر قدیست دوم
کنم پوش از فلک بردارم امشب

کشد نقش انا الحق بر زمین چون
چو منصور ار کنی بردارم امشب

مدارات لیلة القدری بدستم
رسید از طالع بیدارم امشب

تو صاحب دولت من مستحقم
ز کوته حسن ده حقدارم امشب

همی ترسم که حافظ محو گردد
ازین سودا که در سر دارم امشب

غزل جامی رح

روحی فداک ای صنم البطحی لقب
آشوب ترک غور عجم فتنهٔ عرب

کس نیست در جهان که ز حسنت عجب نماند
ای در کمال حسن عجب تر ز هر عجب

هر کس نیافت جرعهٔ از جام وصل تو
زین بزمگاه تشنه جگر رفت خشک لب

تا زلف تو شب است و رخت آفتاب حسن
والیل والضحی است بر آورد روز و شب

کامی ز لب بخیش که عشاق خسته را
صد خار خار در جگر افتاد ز ان طرب

رفتن بسر طریق ادب نیست در رهت
ما عاشقیم و مست نیاید ز ما ادب

دل باد منزلت غم و سر خاک مقدمت
کاین موجب شرف بود آن مایهٔ طرب

مطلوب جامی از طلبم گفتهٔ که چیست
مطلوب او همین که دهد جان در ین طلب

غزل حافظ رح

صبح دم صبح کله بسته نقاب
الصبوح الصبوح یا اصحاب

می چکد ژاله بر رخ لاله
المدام المدام یا احباب

میوزد از چمن نسیم بهشت
پس بنوشید ایما می ناب

گر نشان ز آب زندگی جوئی
می نوشین بجو ز ریانگ رباب

در میخانه بسته اند دگر
فتح یا مفتح الابواب

تخت زرین زده است گل بچمن
راح چون لعل آتشین دریاب

در چنین موسم عجب باشد
که به بند ند میکده بشتاب

حافظا می بنوش زندانه
فاتقوالله یا اولی الالباب

غزل سعید شیرازی

شعر سعید زهره برقص آورد رخ — گر بار بد بصوت کشد نغمهٔ طرب

ردیف — غزل جامی — قافیه

باز هوای چمنم آرزو است — جلوهٔ سرو و سمنم آرزو است
نکهت گل را چه کنم ای نسیم — بوی ازان پیرهنم آرزو است
از در و دندان تو ای نازنین — هیچو عقیق یمنم آرزو است
گر می هندم دل و جانم بسوخت — جنت کابل وطنم آرزو است
شیشهٔ بر دست شب ماهتاب — در بغلم گلبدنم آرزو است
توبه زمی کردم و آمد بهار — ساقیا توبه شکنم آرزو است
باز مگر جامی ازان لب سخن — کامد ازین سخن زنان دهنم آرزو است

غزل لغما

وکه فتاده آن زلف سیه دان ذقن است — بر نیاید اگر اینجا و اگر این رسن است
من و از دائرهٔ خط تو امید خلاص — چون نکومی نگرم قصهٔ مور و لکن است
صبه گو تا که کنم می بسبو به که کشم — باده از خون دل خویش که در دهن است
گفتی آن توبه چون سنگ تو چون شد که شکست — نیکنم ساغر می شیشهٔ خار اشکن است
من نه مرد سینه داو سنگ اگر انصاف کنی — در و فاصر جلها فرق من و کوهکن است
خون من ریز و مینداز بدامان حساب — کانچه در روز حساب بنود خون من است
ذکر می خود زدن لغمانه بمین شحنه شنید — داستانیست که افسانهٔ هر انجمن است

وله ایضا

ما خراب ازمی و میخانه زمی آباد است — ناصح از باده سخن کن که نصیحت باد است
خیز و از شعلهٔ می آتش غم دود فرو — خاصه اکنون و گلستان ارم شداد است
سیل کهسار خم از میکده در شهر افتاد — وای بر خانهٔ پرهیز که بی بنیاد است
بجز از تاک که شد محترم از حرمت می — زاد گانرا همه فخر و شرف از اجداد است
گوش اگر گوش تو و ناله گر ناله ماست — آنکه البته بجای نرسد فریاد است

کلمش خم و برین کرد اول بقود
کاکی در عصر من این کی و کند فرداست
گفته بفت اقتدار آزاد
ذکر کم کی کرد قناد و شعر آزاد است
چشم زایش سایی بر رخ و زلف
دین روزونت اهی مادر زاد است
آین سر و چو کونی دش زقو نالا دست

غزل سعدی علیه الرحمه

این باد و ح چه پرورزان کوی گذر است
این آب زندگانی زان و حش کوثر است
ای بادیوستان بگذر تا فرد ریحان
وی مرغ آشنا بگذر نامه در پر است
بوی بهشت میاورد یا نسیم دوست
یا کاروان حج کی منزل بن است

این

این قاصد از کدام زمین است مشکبوی — دین نامه در چه داشت که عنوان معطر است
در راه باد عود برآتش نهاده اند — یا خود دود آن زمین که تو لی خاک عنبر است
باز آ و حلقه بر در رندان شوق زن — کاصحاب درد و دین چو سما بر در است
باز آ که در فراق تو چشم امید وار — چون گوش روزه دار بر الله اکبر است
دانی که چون همین گذرانیم روزگار — روزی که بی تو می گذرد روز محشر است
گفتم که عشق را بصبوری دوا کنم — هر روز عشق بیشتر و صبر کمتر است
صورت ز چشم غائب و اخلاق در نظر — دیدار در حجاب و معانی برابر است
همچون درخت بادیه سعدی ببرق شوق — سوزان و همچو عنصر خنش همچنان تر است

غزل حافظ رح

بجان خواجه و حق قدیم عهد درست — که مونس دم صبحم دعای دولت تست
سر شک من که ز طوفان نوح دست برد — ز لوح سینه نیارست نقش روی تو شست
بکن معامله و این دل شکسته بخر — که با شکستگی ارزد بصد هزار درست
ملامتم بخرابی مکن که مرشد عشق — حوالتم بخرابات کرد روز نخست
شدم ز عشق تو شیدای کوه و دشت هنوز — نمیکنی ز ترحم نطاق سلسله سست
دلا طمع مبر از لطف بی نهایت دوست — چو لاف عشق زدی سر بباز چابک و چست
زبان مور بر آصف دراز گشت و رواست — که خواجه خاتم جم یاد کرد باز نخست
هزار بار اگر عاشقی نگاری را — بیازمود دلش سخت بود و پیمان سست
مریز حافظ و از دلبران وفا کم جوی — گناه باغ چه باشد چو این گیاه تر است

غزل نوعیدی

دلم از عشق بینوا شده است — بغم و درد مبتلا شده است
گشته از اهل درد بیگانه — تا با غیار آشنا شده است
می راحت نخورده ام یک دم — این کهن دیر تا بنا شده است
دلم از دست آن کمان ابرو — هدف ناوک بلا شده است

دل زار را نوعیدی ای توان
از غم تنهائی شده است
غزل حافظ رح
تا توان از غم تنهائی خلاص
ردیف تائی
در دیار است و زبان الغیاث
بیجا از است بایان الغیاث
دین و دل راه بر دند قصد جان الغیاث
بیجا از بجور خوبان الغیاث
در بیابانی بعد سر جان طلب
الغیاث از دست دیوان الغیاث
سیکند این دیو ای روز وصل
داد مسکینان بنج ای الغیاث
از شب یلدای هجران کافران
فرق ما نور و ظلمت ان چه در ان الغیاث
ای سلیمانا ن چه میسر است
از زبان مور و دیو و جان الغیاث
زین حرفیان بر دل و جان الغیاث

نیچو حافظ روز و شب بیخویشتن	گفته ام سوزان و گریان العنات

ردیف — غزل محمود — جیم

جمالت را هزاران صاحب تاج	بیکدیدن بجان گشتند محتاج
چنان هجر تو ما را ساخت عاجز	که در ماند به پیش باز دراج
چو جا بر بام وصلت یافت عاشق	شد اورا مکان بر چرخ معراج
جهان شد تیره بر من تا نهفتی	زمن آن ساعد صافی تر از عاج
جگر خون کرد زلفت مشک چین را	گرفت از قند مصری شکرت باج
جدا از آفتاب عارض تو	سیه شد روز بر من چون شب داج
جمال خود ایاز از وی نهان داشت	کجا می بیندش محمود ای کاج

ردیف — غزل اصفی — چیم

مگذران عبر می وسکیده در خاطر هیچ	سالها منظر وجا ساخته در آخر هیچ
ایکه جهان می مست شدی غیر شراب	خاطری میطلبی نیست مرا خاطر هیچ
گفتگوی در میخانه لبست است ولی	مصلحتهاست در ینجا و مکن ظاهر هیچ
پیش من از همه حرفی سخن جام بست	سحر پرداخته باشد سخن ساحر هیچ
می خور امروز به فردا غم فردا بگذار	غم فردای قیامت نخورد کافر هیچ
کرد بیرون ز زمین صد حرم می باده فروش	نیست در روی زمین غیر می و آذر هیچ
اصفی رنجه ز غوغای خرابات مباش	از تو باید که دران جا نشود صادر هیچ

ردیف — غزل محمود — حامو

حرام باد بجز یار گلعذار قدح	فدای باده لعلش کنم هزار قدح
حبیب من چو شود ساقی و قدح گیرد	روان بچرخ در آید هزار بار قدح
حکایت ارجم و جام گذشته دارم یاد	میان خلق ازان دارد اعتبار قدح
حلال نیست می لعل بی لب ساقی	بود حرام که نوشند خوشگوار قدح
حسود را ز حسد خون دل بجوش آید	چو پر ز باده بدستم دهد نگار قدح

حکایت تو بسه و لقوی بهر سر از محمود
دهد یا بچوا در دی دو چار قش

غزل حافظ رح

اگر مذهب تو خون عاشق است صباح
صلاح ما هم از انست کام ما است صلاح
سواد زلف تو تقسیم جاعل الظلمات
بیاض روی تو قربان فالق الاصباح
زدیم ام شده صید چشمه در کنار روان
که جوید تشنه در میان آن ملاح
لب چو آب حیات تو نست قوت روح
وجود خاکی ما را ز دست قوت رواح
ز چنگ زلف کمندت کسی نیافت خلاص
نیاز کس بچه آید بروی تیغ زباح
اگر ز خون دل خویشتن گل کردم
اگر مذهب تو خون عاشق است صباح

نداد لعل لبت بوسه بصد تلبیس | نیافت کام دل من ازو بصد الحاح
صلاح توبه و تقوی زما مجو واعظ | زرند و عاشق و مجنون کسی نیافت صلاح
پیاله چیست که بایاد تو نکشیم مدام | دخن نشرب شر باکذالک الاقداح
دعای جان تو ورد زبان حافظ باد | مدام تا که بود گردش مساو صباح

ردیف خ — غزل محمود

خبر از حال ما نگرفت آن شوخ | چو او دیگر ندیدم در جهان شوخ
خرابی کرد در هر گوشهٔ چشمش | نباشد کز سیه دل تر ازان شوخ
خدا را چند خواهی کرد شوخی | نیاید بود زینسان جاودان شوخ
خروش از دست او دارند خوبان | کسی کم دید مثل آنجوان شوخ
خروجیران کانشوخ است کامد | بعاشق آشکارا و نهان شوخ
خراب از عشق او شد زانکه محمود | ایاز اوست بس نامهربان شوخ

ردیف د — غزل حافظ رح — الدال

غلام نرگس مست تو تاجدارانند | خراب بادهٔ لعل تو هوشیارانند
ترا صبا و مرا آبدیده شد غماز | وگرنه عاشق و معشوق رازدارانند
بزیر زلف دوتا چون گذر کنی بنگر | که از یمین و یسارت چه بیقرارانند
گذار کن چو صبا بر بنفشه زار ببین | که از تطاول زلف چه سوگوارانند
رقیب در گذرد پیش ازین مکن نخوت | که ساکنان درِ دوست خاکسارانند
نصیب ماست بهشت اے خدا شناس برو | که مستحق کرامت گناهکارانند
نه من برآن گل عارض غزل سرایم و بس | که عندلیب تو از هر طرف هزارانند
تو دستگیر شوای خضر پی خجسته که من | پیاده میروم و همرهان سوارانند
برو بمیکده و چهره ارغوانی کن | مرو بصومعه کانجا سیاه کارانند
خلاص حافظ ازان زلف تابدار مباد | که بستگان کمند تو رستگارانند

غزل عشرتی

غزل حافظ

ما بدان مقصد عالی نتوانیم رسید — هان مگر لطف شما نیز نهد گامی چند
چون می از خم بسبو رفت و گل افکند نقاب — فرصت عیش نگهدار و بزن جامی چند
ای گدایان خرابات خدا یار شماست — چشم انعام مدارید ز انعامی چند
زاهد از کوچهٔ رندان بسلامت بگذر — تا خرابت نکنند صحبت بدنامی چند
قند آمیخته با گل نه علاج دل ماست — بوسهٔ چند بر آمیز بدشنامی چند
عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو — نفی حکمت مکن از بهر دل عامی چند
پیر میخانه چه خوش گفت بدرد کش خویش — که مگو حال دل سوخته با خامی چند
حافظ از تاب رخ مهر فروغ تو بسوخت — کامگارا نظری کن سوی ناکامی چند

غزل محمود

امروز دیگرم به فراق تو شام شد — در آرزوی وصل تو عمرم تمام شد
آمد نماز شام و نیامد نگار من — ای دیده پاس دار که خوابم حرام شد
بستم بسی خیال که بینم جمال دوست — آن هم نشد میسر و سودائے خام شد
محمود غزنوی که هزاران غلام داشت — عشقش چنان گرفت غلام غلام شد

غزل یغما

گفتم آن چشم دمزه گفت دو بیمارانند — آن دو دین خیل سیه خانه پرستارانند
شب قدراست و در میکده رحمت باز — خنک آن قوم که در مسجد میخوارانند
بر کلاه حرم ایمن نیم ای کعبه چرا — زین دو هندو که بر اطراف دو طرارانند
گردن طوع من و طوق خم زلف بتان — سنگ این سلسله ام گرچه جفاکارانند
گر بکوشم بزم مستی می حشر کناد — ایزدم در صف آن قوم که هشیارانند
هیچکس را خبر از عالم آزادی نیست — مگر آنانکه بند تو گرفتارانند
در دو اگر خرقهٔ زاهد ببرد میغ نیست — طرفه با اوست که آسود و سبکسارانند
خون خلقی بتکلف بخورد رمای لب یار — که تو ضحاکی و زلفین سیه مارانند
مردم صومعه را نیک شناسد یغما — کافرم من اگر این طائفه دیندارانند

غزل

غلام همت آن رند عافیت سوزم — که در گدا صفتی کیمیا گری داند
هزار نکتهٔ باریکتر ز مو اینجاست — نه هر که سر بتراشد قلندری داند
ز نظم دلکش حافظ کنون شود آگاه — که لطف طبع سخن گفتن دری داند

غزل نشاط

عمر بگذشت و نماند است جز ایامی چند — به که با یاد کسی صبح شود شامی چند
بحقیقت نبود در همه عالم جز عشق — زهد رندی و غم و شادی از و نامی چند
زحمت بادیه حاجت نبود در ره دوست — خواجه برخیز و بران آی و بزن گامی چند
طبع خاکی بنه و رخت بر افلاک انداز — مرغ کز بام برآید چه بود بامی چند
شیخ را باک گر از طعنهٔ خاصان نبود — من چه باکم بود از سرزنش عامی چند
خم زلفت به بناگوش سر افگنده بماند — کز دل غمزده بودش بتو پیغامی چند
آتش بر سر کوی تو برافروخت نشاط — در نگیرد دلی از شعلهٔ او خامی چند

وله ایضا

طاعت از دست نیاید گنهی باید کرد — در دل دوست بهر حیله رهی باید کرد
منظر دیدهٔ قدمگاه گدایان شده است — کاخ دل در خور او رنگ شهی باید کرد
شمع عشقش سر این نفس مقنع بگزد — زین سپس خدمت صاحب کلهی باید کرد
روشنان فلکی را اثری در مان نیست — حذر از گردش چشم سیهی باید کرد
شبکه خورشید جهانتاب نهان از نظر است — قطع این مرحله با نور مهی باید کرد
خوش همی میروی ای قافله سالار براه — گذری جانب ما کرده رهی باید کرد
نه همی صف زده مژگان سیه باید داشت — کشور حصن تبه از سپهی باید کرد
گر مجاور ننوان بود بمیخانه نشاط — سجده از دور بهر صبحگهی باید کرد

غزل وصال شیرازی رح

مگر چو من هوائی آن مه نامهربان دارد — که امشب فی زهر بندی با هنگی فغان دارد
ز کوتاهی بال و پر ندیدم جلوهٔ برقی — خوشا مرغی که بر شاخ بلند آشیان دارد

ذاکر چو من کجاست تراد ر جهان دگر | زانرو که هست ذکر تو ای دلستان لذیذ
ذوالمنتی و هست تو می کشم مدام | عشاق راست هست شیرین زبان لذیذ
وتب عظیم پیش لبت هست وصف قند | زانکه ز طعم قند لب نگار خان لذیذ
ذیل ایاز زده محمود دست شوق | چون آمده گرفتن ذیل تبان لذیذ

در ردیف غزل حافظ رح ردای

یوسف گم گشته باز آید بکنعان غم مخور | کلبهٔ احزان شود روزی گلستان غم مخور
ای دل غمدیده حالت به شود دل بد مکن | وین سر شوریده باز آید بسامان غم مخور
گر بهار عمر باشد باز بر تخت چمن | چتر گل بر سر کشی ای مرغ خوشخوان غم مخور
دور گردون گر دو روزی بر مراد ما نگشت | ای بسا کس را که نگشود است دوران غم مخور
ای دل رسیل فنا بنیاد هستی برکند | چون ترا نوح است کشتیبان ز طوفان غم مخور
هان مشو نومید چون واقف نه از سر غیب | باشد اندر پرده بازیهای پنهان غم مخور
حال ما و فرقت احباب ابرام رقیب | جمله میداند خدای حال گردان غم مخور
حافظا در کنج فقر و خلوت شبهای تار | تا بود وردت دعا و ورد قرآن غم مخور

غزل نویدی

ای از رخ تو در دل گلنار نار نار | وز موی تست نافه تاتار تا ر تار
ای گلعذار بی گل روی تو تا بکی | نالم چو عندلیب بگلزار زار زار
شب رنجتم بیاد قدت سرو ناز من | صد جوی خون دیده خونبار بار بار
باشد ز باغ حسن تو گلچین رقیب من | دارم بسینه ای بت بی خار خار خار
وز شب خیال زلف تو میدا شتم که بود | هر موی بر تن من بیمار مار مار
دور از دیار یار م و بی یار و بی کسم | تا چند با شد آه با غیار یار یار
گر بد چرا نه سرور دل خستهٔ نوید | افتاده است بابت مکار کار کار

غزل یغما ز ردیف

حسن و حسن تو جای زده بر خرگه ناز | که بصد واسطه آنجا نرسد عرض نیاز

نوشتم کتابم خرابات را
زنالم مالک بخفقت رسد
بنوروز گردون بخمودنم
نام قم زنالک غلامان تو
خم زلف سودم سر زلف یار
شب تاریک و دل خط ترا
پری از صحبه دلشاد را
بگیند یکم پری مرغ حرم
از خزانی پیشی کرنیدا
عاقبت قرش در میکده
دل بخمار بد از چم زلف
رفتن صحبه میم تو
ردیف سین
غزل یکم
نمال

نهال عشق که برکش غم است وبا افسوس — اگر ز گریه نشد سبز صد هزار افسوس
نیامدی و سیاهی زد اعتنا افتاد — سفید شد برهت چشم انتظار افسوس
چو قدر روز وصال ترا ندانستم — شب فراق بخوردم هزار بار افسوس
مرا بعشق ملامت کنند و میدانند — که رفته است ز دست من اختیار افسوس
کلیم عاشق و دیوانه است ای ناصح — بگوش او نرود پند بیشمار افسوس

ردیف | غزل نعمت الله | سنین

افروخته شمع رخ و هر گل زده آتش — اندر دل دیوانه و بلبل زده آتش
تا پرتو لعل لبش افتاد بساغر — خمخانه بجوش آمد و در مل زده آتش
سوز دل صوفی بود از ناله مطرب — مستانه ترانغمه قلقل زده آتش
تا بستر درویش بخاکستر گرم است — بر سند جمشید تجمل زده آتش
سرتا قدمم گرم ولی شعله شوقم — ور نور عروجم نه تنزل زده آتش
از یک نگه گرم تو چون برق گذشتم — اندر نظر فکر و تامل زده آتش

ردیف | غزل حافظ رح | صاد

از رقیبت دلم نیافت خلاص — مثل القاص لایحب القاص
محتسب خم شکست و بند سرش — سن بالسین والجروح قصاص
لولو از بحر کی برون آرد — نرگ سرتا نمیکند غواص
همچو عیسی است جام می که مدام — مرده را از نمیکند خواص
مطربی مارهی بزد که بچرخ — مشتری همچو زهره شد رقاص
مطلب از عشق جوی نه از عقل — تا که خالص شوی چو زر بخلاص
حافظا دل بمصحف رخ دوست — خوان الحمد سورهٔ اخلاص

ردیف | غزل حافظ رح | ضاد

بیا که می شنوم بوی جان ازان عارض — که یافتم دل خود را نشان ازان عارض
معانی که زحوران بشرح میگویند — زحسن لطف بود یک بیان ازان عارض

گر بغلامی خودم شاه قبول می کند | باد مبارک ار دهد بنده به بندگیش خط
که بهوات میدهم کرد مثال جان و دل | گاه بآب میکشم آتش عشق هیچو بط
روی گشاده ای پری چون بچمن درآمدی | شد رخ تو چو زعفران مشک و گلاب و دستقط
خال سیاه او بر آن عارض سیم رنگ بین | راست بمشک مانند آن بر رخ ماه یک نقط
آب حیات حافظا گشته خجل ز نظم تو | کس بهوای عشق او شعر نگفته این نمط

ردیف | غزل حافظ رح | ظای

ز چشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ | که کرد جمله نکوئی بجای ما حافظ
بیا که نوبت صلح است و آشتی و وفا | که نیست با تو مرا جنگ و ماجرا حافظ
اگرچه خون دلت خورد لعل من بستان | بجان و دل زلبم خون بها حافظ
چه ذوق یافت دل من که گفته از شوق | مراست تحفه جان بخش و دلربا حافظ
تو از کجا و امید وصال تو ز کجا | بدامنش نرسد دست هر گدا حافظ
بزلف و قد بتان دل مبند دیگر بار | اگر بجستی ازان بند و زان بلا حافظ
بیا بخوان و غزل خوب تازه و شیرین | که شعر تست فرح بخش و غمزدا حافظ

ردیف | غزل محمود | عین

عیب باشد گر فروزم پیش روی یار شمع | زانکه گردد بیفروغ از شرم آن رخسار شمع
عاشق بیدل چو سازد شمع روشن شام هجر | میکند بر حال زارش گریهای زار شمع
عندلیب از عشق تو جان میدهد پروانه هم | زار میسوزد چو افروزد رخ گلنار شمع
عیش ازین خوشتر چه میباشد درین ایام عید | گرد از مهر رخ او مطلع انوار شمع
عهد گل محمود می نوشید از دست ایاز | چون برافروزد زهر سو لاله در گلزار شمع

ردیف | غزل حافظ رح | غین

سحر ببوی گلستان دمی شدم در باغ | که تا چو بلبل بیدل کنم علاج دماغ
بچهره گل سوری نگاه میکردم | که بود در شب تیره بروشنی چو چراغ
چنان بحسن و جوانی خویش بد مغرور | که داشت از دل بلبل هزار گونه فراغ

فهرست نسخه
نشاده نرگس رعنا دوین از خرت
نشاده لاله خرم ایکان دول صد داغ
گری چو باده پرستان پیاله نوروز
گری چو ساقی مستان بکف گرفته ایاغ
زبان گشاده چو تیغی بکف نرگس پرخون
دهان گشاده شقایق چو مردم افگار
نشاط و عیش چو آنی چو گل بخند دهان
کی حافظا نبود در رسول چشم دران
ردیف فا
غزل محمود
فرخ آن لحظه کساقی بدهد باده صفا
ایمن دل شد و دارم بفرح نیم نصاف
فرصت عیش نگهدار دمی جام زکف
کیخ باده گلگون نبود وجه گفاف
فاضل لغو چو خوش رشد خوبان است
دیوی آن گر ماه نزیباشد لاف
فال

فال از مصحف روی تو هر آنکس که گرفت — هست بر وجه حسن شیوهٔ او نیست خلاف
فرق در صومعه و دیر نباشد ای شیخ — گرچه محمود سوی دیر رود زاهد معاف

غزل حافظ رح — ردیف ق — قاف

مباد کس چو من خسته مبتلای فراق — که عمر من همه بگذشت در بلای فراق
غریب و عاشق و بیدل اسیر و سرگردان — کشیم محنت واندوه و داغهای فراق
کجا روم چکنم حال دل کرا گویم — که داد من بستاند و بهر سزای فراق
اگر بدست من افتد فراق را بکشم — بآب دیده و هم با زخون بهای فراق
فراق را بفراق تو مبتلا سازم — چنانکه خون بچکانم ز دیده های فراق
من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا — شکسته باد ز دست زمانه های فراق
ازین سبب من حافظ زبیدلی شب و روز — چو بلبل سحری میزنم نوای فراق

غزل سعدی رح — ردیف م — لام

چشم بدت دور ای بدیع شمایل — ماه من و شمع جمع و میر قبایل
جلوه کنان میروی و باز نیائی — سرو ندیدم بدین صفت بتمایل
هر صفتی را دلیل معرفتی هست — روی تو بر قدرت خدا ست دلایل
پرده چه باشد میان عاشق و معشوق — سد سکندر نه مانعست و نه حایل
گو همه شهرم نظر کنند و ببینند — دست در آغوش یار کرده حمایل
گر تو برانی کسم شفیع نباشد — ره بتو دارم دگر بهیچ وسایل
با که بگویم حکایت غم عشقت — اینهمه گفتیم و حل نگشت مسایل
نام تو میرفت و عاشقان بشنیدند — هر دو بر قص آمدند سامع و قایل
سعدی ازین پس نه عاقلست و نه هشیار — عشق بحر بید بر فنون فضایل

غزل سعدی رح — ردیف م — میم

دگر گس نگرفتیم بجای تو ندیم — الله الله تو فراموش مکن عهد قدیم
هر یک از دایره جمع براهی رفتند — ما بماندیم و خیال تو بیک جای مقیم

سعدیا

سعدیا عشق نیامیزد و عفت باهم | چند پنهان کنی آواز دهل زیر گلیم

وله ایضا

امشب آن نیست که در خواب و خورش تم ندیم | خواب در روضهٔ رضوان نکند اهل نعیم
خاک را زنده کند تربیت باد بهار | سنگ باشد که دلش زنده نگردد به نسیم
بوی پیراهن گم کرده خود می شنوم | گر بگویم همه گویند ضلالیست قدیم
عاشق آن گوش ندارد که نصیحت شنود | درد مانیک نگردد به دوای حکیم
توبه گویند از اندیشهٔ معشوق بکن | هرگز این توبه نباشد که گناهیست عظیم
ای رفیقان سفر دست بدارید ز من | تا بخواهیم نشستن به در دوست مقیم
ای برادر غم عشق آتش نمرود انگار | بر من این شعله چنان است که بر ابراهیم
مرده از خاک لحد رقص کنان برخیزد | گر بیالای غطامش گذری عظم رمیم
طمع وصل همیدارم از اندیشهٔ هجر | دگر از هر دو جهانم نه امید است و نه بیم
عجب از زنده نباشد بدر خیمهٔ دوست | عجب از زنده که چون جان بدر آورد سلیم
سعدیا عشق نیامیزد و شهوت باهم | پیش تسبیح ملایک نرود دیو رجیم

ردیف غزل مسیح نون

طاق محراب دعا یا خم ابروست این | قبلهٔ حاجات عالم یا خ نیکوست این
یا قیامت یا بلا یا فتنهٔ آشوب شهر | یا نهال باغ جان یا قامت دلجوست این
پرتو نور تجلی یا شعاع اقدس است | خنجر صبح قیامت یا فروغ روست این
کافر و مومن گدا و ظالم و مظلوم کش | ساحر آفرین یا نرگس جادوست این
حلقهٔ فتراک چشمش دام چین دل فریب | یا کمند عنبرین یا پیچش جادوست این
نسخهٔ خواب پریشان رشتهٔ عمر مسیح | مشک تاتار است این یا کاکل خوشبوست این

ردیف غزل حافظ رح واو

مطرب خوشنوا بگو تازه بتازه نو بنو | باده دلکشا بجو تازه بتازه نو بنو
با صنمی چو لعبتی خوش بنشین بخلوتی | بوسه ستان بکام از و تازه بتازه نو بنو

صوفیان گر بهشت می طلبند | ذکر شان لا الٰہ الا ہو
با غبان قدیم لم یزلی | صفتش لا الٰہ الا ہو
طوق لعنت فگند بر ابلیس | حیرتش لا الٰہ الا ہو
مومنان را نعیم شد روزی | برتش لا الٰہ الا ہو
خوش درختیست در میان جنان | میوه اش لا الٰہ الا ہو
شمس تبریز گر خدا طلبی | خوش بخوان لا الٰہ الا ہو

ردیف ے — غزل سعدی رح

ای شمع عالم سوز من از من چرا رنجیدۂ | ای شمع شب افروز من از من چرا رنجیدۂ
یک شب ترا مهمان کنم تا جان و دل قربان کنم | جانا تو در چشمان گنم از من چرا رنجیدۂ
ای جان من جانان من بر من نگر سلطان من | یکشب بیا مهمان من از من چرا رنجیدۂ
من عاشق زار تو ام از جان و دل فادار تو ام | تا زنده ام یار تو ام از من چرا رنجیدۂ
رنجیدۂ رنجیدۂ از من چرا رنجیدۂ | دائم گنه بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ
بنگر ز عشقت چون شدم سر گشته و مجنون شدم | چون لاله دل پر خون شدم از من چرا رنجیدۂ
من عاشق دیوانه ام اندر جهان افسانه ام | تو شمع و من پروانه ام از من چرا رنجیدۂ
گر تن بمیرم در غمت خونم فتد در گردنت | فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدۂ
ای سرو خوش بالای من وی لعبت رعنای من | لعل لبت حلوای من از من چرا رنجیدۂ
من سعدی دلخواه تو ابرو ے تو چون ماه نو | من یار نیکی خواه تو از من چرا رنجیدۂ

ردیف ای — غزل سعدی رح

تو از هر در که باز آئی بدین خوبی و رعنائی | دری باشد که از حسرت بروی خلق بگشائی
ملامت گو بیهوده مصل تلخ از دست نشناسد | دران معرض که چون یوسف جمالی خویش بنمائی
بزیور ها بیارایند خوبان را بزاید حسن | تو تمکین تن چنان خوبی که زیور ها بیارائی
چو بلبل روی گل بیند زبانش در حدیث آید | مرا در روی تو از حیرت فرو بسته است گویائی
تو با این حسن نتوانی که روز خلق در پوشی | که همچو آفتاب از زخم و جور از حله پیدائی

چراغ چو نتو بنا شد بهیچ خانه ولیکن — کس این سرای نبندد در آنچنین که تو هستی
گرام عذاب نمائی بدرد و داغ جدائی — شکیبتاب ندارم بریز خونم در ستی
بیاکه با سر هستی و کبریا و رعونت — بزیر پای نهادیم و پای بر سر هستی
گرت بگوشه چشمی نظر کنی با سیران — دوای درد من اول که بیگناه نجستی
هر آن کست که به بیند رو ابو دکه بگوید — که من بهشت بدیدم براستی و درستی
گرت کسی بپرستد ملامتش نکنم من — تو هم در آئینه بنگر که خویشتن بپرستی
عجب مدار که سعدی بیاد دوست بنالد — که عشق موجب شوق است خمر علت مستی

غزل وصال علیه الرحمه

خرم آنکو که بعشرت بگذراند روزگاری — بارگار سرو قدی در کناری جویباری
شاهدی شیرین دهان لعبت خلخ فریبی — یارگاری نکته سنجی بذله گوئی نیکساری
هر دو با هم گاه و بیگه در طریق مهربانی — نه بدل از یکدگر نه بر خاطر غباری
صحبت هم هر دو را چون برتن افسرده جانی — گفته همه دور دور ... چون گوشواری
خرم این از وصل آن هیچو گلستان ارنسیمی — نه فگنده غیر شان از کینه در خرمن شراری
بر دل این یکراز ان و بر زبان از ابن یک — نه تمنای نهانی نه عتاب آشکاری
هر چه در دل داشته هم گفته با هم هم شنیدند — آنمز انراد لنوازی وان مر این را غمگساری
نه زهران در بهار عیش شان بیم خزانی — نه ز هجران در شراب وصلشان رنج خماری
اینچنین عیش از وصال آنرا که میباشد میسر — گو مباد ش شوکت شاهی و فر شهریاری

غزل نویدی

خال وخط جان فزا تو داری — درد همه را دوا تو داری
از جلهٔ مهوشان عالم — ای عمر کسی وفا تو داری
گه ناز کنی و گه کرشمه — قصد دل و جان ما تو داری
خوش شوز جفای یار ایدل — چون طاقت آن جفا تو داری
در دفتر شعر خود نویدی — صد نکتهٔ جان فزا تو داری

غزل حافظ

بگرفت کار حسنت چون عشق من کمالی
خوش باش زانکه نبود این هم دوار زوالی
در روم می نگنجد کامد ر خطور عقل
آئینه چه معنی زین خوبتر مثالی
شرح خطت عالم حاصل گر زانکه با تو ما را
یکدم بود روزی روزی شود وصالی
آنم که با تو باشم یکسال هست روزی
وانم که بی تو باشم یکروز هست سالی
چون من خیال رویت جانان بخواب بینم
کز خواب بی نیازم بینند چشم بگشای
رحم آر بر دل من زانرو که زهره روی
شد بخش ناتوانم با یک جهان جلالی
حافظ مکن شکایت ار وصل یار خواهی
زین پیشتر بپایدبر تحمل

غزل حافظ رح

زین خوش رقم که بر گل رخسار میکشی — خط بر صحیفهٔ گل و گلزار می کشی
اشک حرم نشین نهانخانهٔ مرا — زالسوی هفت پرده ببازار میکشی
هر دم بیاد آن لب میگون و چشم مست — از خلوتم بخانهٔ خمار میکشی
گفتی سر تو بسته بفتراک ما سزد — سهل است اگر تو زحمت این بار میکشی
با چشم و ابروی تو چه تدبیر دل کنم — وه زین کمان که بر سر بیمار میکشی
باز آ که چشم بد ز رخت دور میکنم — ای تازه گل که دامن ازین خار میکشی
کامل روی چو با دو صبا را ببوی زلف — شیرین بقید سلسله در کار میکشی
حافظ دگر چه میطلبی از نعیم دهر — می میچشی و طرهٔ دلدار می کشی

وله ایضا

ای که در گشتن ما هیچ مدار انکنی — سود و سرمایه بسوزی و مها نکنی
درمندان غم دارند — قصد این قوم خطر باشد بین تا نکنی
رنج ما را که ... هم — شرط انصاف نباشد که مدوا نکنی
دیدهٔ ما چو با مید تو دریاست چرا — بتفرج گذری بر لب دریا نکنی
نقل هر جور که از خلق کرمت گویند — قول صاحب غرض آنست که تو آنها نکنی
بر تو گر جلوه کند شاهد ما ایزاهد — از خدا جز می و معشوق تمنا نکنی

حافظا سجده بمحراب دو ابروی کن — که دعای تو سر صدق آنجا نکنی

تمت

آغاز مستزادها و مخمسها

مستزاد رومی رح

بر لوحهٔ دل آن بت عیار بر آمد
دل پر ز دغا شد
گر بر در ما بی وفا یار بر آمد
بر دیدهٔ ما جوان شد
گر پیر و جوان شد جهان یکباره غرق
خون شد و گر نوش شد
خون در دل خلیل و در نار بر آمد
آتش گلستان شد
آتش گلستان شد و از نار بر آمد
یوسف شد و از مصر فرستاد بشیری
آن جلوه عالم
یوسف شد و آن جلوه عالم بر آمد
در دیدهٔ یعقوب جوان نور بر آمد
نادیده عیان شد
نادیده عیان شد بکمال رفت بدریا
یونس شد و در بطن حوت رفت بدریا
از بهر طهارت

موسی شد و جویندهٔ انوار برآمد — بر طور روان شد
خود کوزه و خود کوزه گر و خود گل کوزه — خود رند سبوکش
خود بر سر آن کوزه خریدار برآمد — بشکست و روان شد
خود گشت صراحی می و ساغر و ساقی — خود بزم نشین شد
خود آن می و سرمست بیازار برآمد — شور دل و جان شد
نی نی که همین بود که می گفت انا الحق — در صورت منصور
منصور نه آن بود که بر دار برآمد — نادان بگمان شد
این جمله همین بود که می آمد و می رفت — هر قرن که دیدی
تا عاقبت آن شکل عرب دار برآمد — دارای جهان شد
رومی سخن کفر نگفته است و نگوید — کس در همه عالم
کافر شود آنکس که بانکار برآمد — مرد و دو جهان شد

مستزاد حسام

آن کیست که تقریر کند حال گدا را — رحمت شاهی
کز غلغل بلبل چه خبر باد صبا را — جز نالهٔ و آهی
هرچند نیم لایق درگاه سلاطین — نومید نیم نیز
شاهان چه عجب گر بنوازند گدا را — گاهی به نگاهی
برخز من گل مارسیه خفته کمین است — یعنی که دو زلفش
حیف است که همخواب بود ترک خطا را — هندوی و سیاهی
تا چاه ز نخدان تو شد مسکن دلها — ای یوسف ثانی
صد یوسف گم گشته فزون است شمارا — در هر تنک چاهی
اندام تو در بند قبا تنگ نباشد — الا که بدوزند
از لالهٔ سیراب بقد تو قبائی — وز غنچه کلاهی
بر شعر من و حسن تو گویند نخوانند — از ابن حسام است

۱۸ همات

امروز نیستی بخود و دست قضا را — حاجت بگواهی
ای ربخته سودای تو خون دل ما را — با هیچ گناهی
در باب دمی گشته و بنشسته قضا را — باری به نگاهی
باد سحر از روضهٔ رضوان چه آورد — ای سرو روان هست مگر باد صبا را
در کوی تو رهی — کس نیست که بر بوی تو گلستان وصالت
دریاب ظریست — چون لاله ز غم چاک زده پیرهن قبا را
افگنده کلاهی — ۱۸ همات

هیهات که در دور قمر رنگ برآورد | آئینهٔ خورشید
آمدم که برآرم ز دل سوخته یارا | زین واقعه آهی
زنجیر سر زلف ترا با همه خوبی | سنبل نتوان گفت
هرگز نکند هیچ خرد مشک خطا را | نسبت بگیاهی
از حال پریشان کمالت خبری نیست | ای دوست چه تدبیر
کس نیست که تقریر کند حال گدا را | در حضرت شاهی

مخمس صائب

وی چون شدم بکعبه و دیر از برای تو | بودند شیخ و برهمن اندر دعای تو
زنار و سبحه دست دعا و ثنای تو | عالم پرست از تو خالیست جای تو
در هیچ پرده نیست که بنود نوای تو

سلطان لایزالی و معبود لم یزل | فرد و قدیم و قادر و قیوم از ازل
ای آفریدگار سپهر و مه و زحل | هر غنچه راز حمد تو جزویست در بغل
هر خار می کند بزبان ثنای تو

پیغمبران که راه نمای در تو اند | ایشان بلند مرتبه از افسر تو اند
ای مهتری که خلق همه کهتر تو اند | هر چند کائنات گدای در تو اند
یک آفرید نیست که در اندرای تو

از فتحهای انجم و از جور روزگار | گشتم بسان شیشه و ساعت پر از غبار
وقت است تا حقیقت خود سازم آشکار | یک مشت خاک من چه بود لائق نثار
هم از تو جان ستانم و سازم فدای تو

آنجا که جبرئیل سخن نارسا کند | ناصر چسان ثنای تو ثناها ادا کند
جانی که جان نثار ره مصطفی کند | صائب چه ذره است که جانرا فدا کند
ای صد هزار جان مقدس فدای تو

مسمط

شکر خدا که باز بیار آمد
مژده که نوبهار بیار آمد
یوسف جان ببازار آمد
بار دیگر بکنعان دل زار آمد
موسم عیش و کامکار آمد
آن دلدار چهار ده ساله
فصل قشنگ و چار ده ساله
در سر سبزه زار ده ساله
رونقی یافت روزگار دگر
شد چو روشن چو مهر و ماه سحر
زمی ارغوانی سر و کله زر
کامران و شادمان و مسرور
شد جوان و جوانه از سر نو

غزل سعدی علیه الرحمه

ای بالاچون صنوبر برای نخ چون مروه
زلف داری چو عنبر لب چون شکر
آفتاب عاشقان و ماهتاب دلبران
قبلهٔ آزادگانی ای صنم بار دو خ
در میان روح اندر بخش خ و ط
در دو عالم مشتمل دون گرفتش پیچ
داروی درد دلم تو داری در میان لب
لب چو بسل لب چو بهاده باشد تا بحر
مرهمی در پیش آبله باشد دور
ای نگار اگر تو ما را یک نفس خواهی
نقل خوام از لبانت بوده دس وده
کس نگفته شنوم یا کفته شنوم یا برنگ

بحر

شرح عیش و نشاط انبا زم | سرو از من به بخت خود نازم
علم حزمی برافرازم | کان دلارام غمگسار آمدم
یافت اعظم مراد دل بخدا | بحق دوستی آل عبا
غم دل شد بدل بعیش وصفا | خانه تاریک بود یافت ضیا
از پی درد مند بهر دوا | کان طبیبی چه دل فگار آمد

قرصی که بجهته مرض بی دوای عشق ترتیب داده اند

گل رخسار آنچه رنج نماید سنبل الطیب زلف آنچه بدست افتد بادام چشم سیه آنچه بنظر آید بنفشه خط آنچه سرزند یاقوت لب دو دانه مروارید نا سفته را دندان غنچه دهان دانه عنبر بوی دهان چند انکه معطر سازد صندل غمزه که انیقدر که احتیاج باشد نیلوفر تغافل اگر خواهند کی آرنجبین بوسه انیقدر که دلرا نرنجاند شربت ذاکر کرشمه آنچه در حوصله گنجد باد التفات غنچ قدری پازهر پیغام آنچه ضرور باشد حنظل دشنام آنقدر که تلخ نسازد حب الخیل خواب عنبر اگر باشد دو سه دانه بیاض گردن بقدری درازی مشک بیان دو مثقال نافه سرین عدد دفندق سر انگشتان دو دانه طباشیر سینه قدری مجموع را در هاون تحمل نموده بدسته صبر نرم سائیده واز کلای خوش قماش سینه صاف نموده در آب چشم خیسانیده و در یک اشتیاق رنجیه آتش شوق جوشانیده و بکنجه طاقت گردانیده تا بقوام آنکه در حقهٔ یاقوت نموده در پرده دستوری در آن پوشانیده بر شته اسهت و خاتم مدت ممهور و مختوم ساخته هر صباح ناشتا پنهان از رقیب قدری تناول نماید غذای شوربای کبوتر بچهٔ دل کرناوک غمزه رنج نموده باشند دو دانه اشک بر گل صبر و شوق و بار فراق ملیخ داده اندکی زعفران رخسار حل کرده با فشرده آب لیمو پستان بخورد و بجای آب خون جگر بخورد واز صحبت رقیبان احتراز نماید اگر علاج انشود به آن مردن است

بحر طویل

دوش رفتم سوی بازار بتی دیدم خونخوار دوگیسو چو سیه مار زده حلقه بر رخسار
رخش چون رخ مهتاب بدن صاف چو سیماب دو ابروی چو محراب پری روی
قطر بوی کمر موی نکو گوی دلم برده بجادوی من بی سر و پا را ز تاگهان سوی
من آن دید بخندید و بپرسید مرا گفت کجائی و چرائی تو جگر ریش نکو وا دل
گویش نهم بر ریش کنم چاره تمارا گفتم ای دلبر جانی بخدا جان جهانی تا ابد
باد جوانی سر خوش باش زمانی گویمت راز نهانی که کنی گوش ز سر
بهوش بکن بزم چو فردوس مرا گیر در آغوش شوم از خودی بیهوش
شود عقل شمارا ز آن پیچم بصد مهر مرا برد بخانه بزم آراست شهانه
بهمه چنگ و چغانه شیشه را روی کشاده بمن دل شمع داده دست بر دست
نهاده چون شمع چاک دماغم زان میان رفت حجابم از دو پا بجا
کشیدم بر سر گنج رسیدم قفل وا شد بگلیدم تازگی یافته جانم پیش ازین
قصه چه خوانم لذت یار و فارا

مثنوی جعفر زٹلی در مخزنه

من آن رستم وقت روئین تنم — که ده پا پژ از مشت خود بشکنم
کنم روزن اندر چپاتی به تیر — بر آرم دمار از سر موی پیر
کشم گردن شه را در کمند — ترا زد کنم تا وک اندر پرند
بهوشم اگر جوشن جنگ را — هزیمت دهم شه لشگ را
بصد حمله بال مگس بر کنم — قطار دو صد مور بر هم زنم
اگر برزنم پنجه در دال بجات — فتد هیبت و خوف من در دهات
بدوزم برمح دسنا دوده را — شگافم بچنگال فالوذرا
دلیر این دور ثانی که رستم منم — بتا شه بگیر ز گران بشکنم

بنام و نشان جعفر در بند — چوگوز خر آواز که من بلند

رباعیات

گل گفت که من مذهب دینی دارم — با روح رسول همنشینی دارم
رنگم ز محمد است و بویم ز علی — خلق حسن و خوی حسینی دارم

رباعی

ترا بعالم عبرت اگر نظر نبخشند — ازان بهاست که صد گنج پر گهر نبخشند
ز ابر رحمت دریا چو کم شود صائب — که قطره بهن آتشین جگر نبخشند

رباعی

مستم ز غم عشق تو مستم مستم — دل در طلب وصل تو بستم بستم
گویند مرا عاشق بدنام توئی — منکر نتوان بود که هستم هستم

رباعی

در دولت دیرپای سلطان ملوک — خاقان که دو گیهانش یکی شهر ملوک
گشتیم بهمت کله گوشهٔ فقر — بیمنت تاج و تخت سلطان ملوک

رباعی

یارب تو چنان کن که پریشان نه شوم — محتاج برادران و خویشان نشوم
بیمنت مخلوق مرا روزی ده — تا از در تو بر در ایشان نه شوم

فردیات

علاج درد سرم را اگر نمیدانید — مرا برین بگردسرش بگردانید

فرد

مردم از حسرت بپیغامی دلم را شاد کن — ایکه میگفتی فراموشت نسازم یاد کن

فرد

گم شد ما خطایم در راه آشنائی
این عذر میپذیرم بر کاغذ خطائی

فرد

چون نوشتم بود از نخت بر آن کاغذ
اول از دیده فرو ریخت بر آن کاغذ

چیستان

یکی مرغ دیدم نه پا و نه پر
نه از شکم مادر نه زاده بزر
نه بر آسمان و نه زیر زمین
بهشت و نه در کوه و نه در کمین
بیمنت از شکل کم و در چمن بود
یا بین شکل یا بشکفد روز و شب نشود
قایل این بین چمن بود

چیراست آنکہ باشد کردہ غلطان — دو نامش زنخ دارد لیک بیجان
مر آن باشد کہ این معنی نہ فہمد — زبز کمتر بود آن مرد دانا
چیست آن از دہ دو سر دارد — کزد و سو راخ سر بدر دارد
ہر کہ بکشود این معما را — دانم از عاشقی خبر دارد
گلی باشد کہ او بی خار باشد — نہ از بوی نہ از گلزار باشد
او را کس خرد نی کس فروشد — ولی بر تختۂ بازار باشد
عجب دیدم دو شوہر یک نسائی — میان ہر دو شوہر خوش وفائی
ولیکن ہر دو شوہر زادۂ زن — روا باشد بہر مذہب نکاحی
لگ لگ کہو تو نا لگے — اور بن کہے لگ جاے
ہاتھ لگے دس دس کو کاٹے — پیاسی ہو پتھر کو چاٹے

غزل نیاز

زہی عز و جلال بو ترابی فخر انسانی — علی مرتضی مشکلکشائی شیر یزدانی
ولی حق وصی مصطفے دریای فیضانی — امام دو جہانی قبلۂ دینی و ایمانی
امیر کشور فقری شہ اقلیم عرفانی — خدا گوئی خدا بینی خدا دانی خداشانی
انیس محفل انسی جلیس مجلس قدسی — سرور جان خاصانی نشاط روح پاکانی
مہ ظلمت کشائی مشعل تاریکی عالم — سراپا جلوۂ نوری تمامی ماہ تابانی
تبراہ حق نمائی ناخدای کاروانش را — نباشد جز بدای او کسی دیگر حدی خوانی
پیمبر بر سر منبر نشستہ خواند مولائش — کہ تا مولائش را باشد اندر خلق برہانی
عجب بنود بہار بیخزان باغ محبانرا — کہ میبارد بر و ہر لحظہ ابر فیض و احسانی
نیاز اندر قیامت میبر و سامان نخواہی شد — کہ از حب و تولای علی داری تو سامانی

ولہ ایضا

بدہ دست یقین ایدل بدست شاہ جیلانی — کہ دستا دبود اندر حقیقت دستبردانی
امیر دستگیر غوث اعظم قطب ربانی — حبیبی سید عالم زہی محبوب سبحانی

نشان نشان بیچونی بیان بیچگونی
سیمین ذقن بیچون بیچگونی نمای مہ نابانی
سر ایا جلوہ احسنی نمای ماہ کنعانی
سر ایا یوسف بیمثل بیچگونی نمای ماہ کنعانی
زہی پاکی و طہارت زہی عصمت زہی عفت
جہانی پاک از اوصاف نسوان و زنان زانی
شب بخش سیہ رازان رہ مہ نشان مہ جبینانی
فروزان طلعت استاد و زین مہ نشان مہ جبانی
بہ بخشندہ رزق و بیمنتی ہمچو خدا دانی
سر ایان و رزق و بیمنتی ہمچو خدا دانی
ملک طوف تو یار و فرشتہ اندر رکاب او
ملک طوف تو یار و فرشتہ اندر رکاب او
جلو داری کنند او را و از قدسیان باشد
جلو داری کنند او را و از قدسیان باشد
نیاز اندر رضای او بہر کار و بار و ہر بانی
نیاز اندر رضای او بہر کار و بار و ہر بانی

تمت

قصیده در نعت سرور کائنات ص

ای صدر ایوان رسل وی شمع جمع انبیا — خورشید برج سلطنت جمشید تخت کبریا
طه و یسین نام تو انا فتحنا کام تو — قرآن ز حق پیغام تو ای آفرینش را بها
نامت محمد آمد محمود و احمد آمد — دین تو سرمد آمد بوالقاسم حشمت ترا
هم صدر بدر عالمی هم تاج فخر آدمی — هم انبیا را خاتمی هم مصطفی هم مجتبی
جنت سرای یار تو رضوان امانت دار تو — وی از گل جنسار تو فردوس اعلی را صفا
ترک فلک هندوی تو نور ملک از روی تو — دلها ز میل وصف موی تو نعت جمالت والضحی
تو گوهر آدم صدف تو رهبر هر ناخلف — بر انبیا داری شرف چندانکه بر مس کیمیا
ای تاج بخش سروران وی خاتم پیغمبران — هستی تو ئی صاحب قران بر دین و دنیا بادشا
احکام تو حبل المتین حاجب ترا روح الامین — ای رحمة اللعالمین هستی امام انبیا
روی تو ماه انورست رای تو شمع خاورست — خلق تو عین کوثرست دست تو دریای عطا
انجم ترا خیل سپه هر قبه ات خورشید مه — طاق شریعت بارگه عرش مجیدت منتها
بر تارک چرخ و اختری بهتر ز ماه و مشتری — بر دعوی پیغمبری آمد ترا آهو گوا
مقصود لولاک آمدی بس چست و چالاک آمدی — از عالم پاک آمدی جانها فدایت مرحبا
نور ز آدم تو ئی کام همه عالم تو ئی — هر خسته را مرهم تو ئی ای درد دلها را شفا
تخت فلک تاجت قمر مهرت علم چوگان کمر — فتحت قریب و هم ظفر دولت قدر بخت قضا
از شوق رویت در چمن گل پاره کرده پیرهن — با گیسویت مشک ختن گردم ز ند باشد خطا
ای اختر برج کرم از روضهٔ بیرون قدم — تا از رخت چون صبحدم گیرد همه عالم ضیا
دل خستگان را شاد کن ما را ز غم آزاد کن — وز عاشقانت یاد کن بخرام در کوی وفا
از حضرت حق عفو ما در خواه از لطف و عطا — چون مانم ام ای پیشوا در شدت خوف و رجا
پشت و پناه ما توئی اقبال و جاه ما توئی — چون عذر خواه ما توئی در باب آخر کار ما
رسوا مکن در محشرم آزاد کن از هر درم — چون طبع مدحت گسترم گوید ترا از جان ثنا
هر دم هزاران آفرین بر جانت از جان فرز — در فضل رب العالمین بر جسم پاکت از خدا

چون این مجموعهٔ ثمان در دکان پاکیزه ارکان ... بزیور طبع آراسته گردید
فقط
کتبه شیخ مظفر علی عفی الله عنه
بن شیخ حاجی حافظ تراب علی
لکهنوی